

خلافت علی رضی اللہ عنہ

از

ابو شہریار

۲۰۲۳-۲۰۲۰



www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ.....	6
علی کی خواہش.....	8
حدیث منزلتین.....	9
حدیث غدیر خم.....	14
حدیث الْمَارِقِينَ.....	21
حدیث طیر.....	27
حدیث ثقلین.....	32
حدیث حواب.....	51
حدیث خوارج.....	52
حدیث کساء.....	52
حدیث مباہلہ.....	57
بیعت خلافت کے قصے.....	62
سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ کی روایت.....	63
واقدی کی روایت.....	68
حسن بصری کی روایت.....	70
اشتر کی روایت.....	71
طارق بن شہاب کی روایت.....	74
عمرو یا عمر بن جاوان کی الأحنف بن قیس سے روایت.....	76

80وَصَاحُ بْنُ يَحْيَى النَّهْشَابِيُّ کی روایت
81سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف کی روایت
82الْحَارِثُ بْنُ كَعْبِ الْوَالِبِيِّ کی روایت
83أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِي الْبَصْرِيُّ کی روایت
86الشَّعْبِيُّ کی روایت
87أَبِي تَيْشَرَ الْعَايِدِيُّ کی روایت
89لب لباب
90علی کا لشکر اور قبائلی عصبیت
102خلافت علی پر توقف کرنے والے
102ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا توقف
103ابن عمر رضی اللہ عنہ کا توقف
104اسامہ بن زید کا توقف
107عقیل بن ابی طالب کی بیزاری
107طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت
109بقیہ اصحاب رسول
111بصرہ کا قصد
114تذکرہ جنگ جمل
114شہادت طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ
117شہادت زبیر بن العوام
120مصنف ابن ابی شیبہ کی ضعیف روایات
145مصنف ابن ابی شیبہ کی صحیح السند روایات
149رافضی روایت
150جنگ کے بعد اصلی نماز
154جنگ کے نتائج
159تذکرہ جنگ صفین

مصنف ابن ابی شیبہ میں جنگ صفین کا احوال	159
صلح اور خروج خوارج	169
تذکرہ جنگ نہروان	174
زید بن وہب الجہنی کی روایت	174
عبیدہ السلمانی المرادی الہمدانی کی روایت	184
عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنِ اَبِی رَافِعٍ، مَوْلى رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی روایت	185
أَبُو الْوَضِیْی کی روایت	186
أَبِی مَرْثَم کی روایت	187
أَبِی بَرَکَہ الصَّائِدِی کی روایت	189
الرَّیَّانُ بْنُ صِرَہ کی روایت	189
بکر بن قرواش کی روایت	190
الصَّحَّاکُ بْنُ مُرَاجِم کی روایت	191
رَبِیعَہُ بْنُ نَاجِد کی روایت	192
عبد اللہ بن شداد کی روایت	194
قول نبوی کے مطابق یہ آخری دور میں ہو گا	204
قول نبوی : ان کو پاتا تو قتل کرتا	207
سمت و جہت کی اہمیت	208
یہ عربی النسل ہوں گے	211
نتائج	223
روایات ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ	225
خوارج جہنم کے کتے ہیں؟	226
علی رضی اللہ عنہ کی عراق میں تقریریں	237
شام اور قصاص عثمان	255
محمد بن ابی بکر کا انجام	258
عبد الرحمن بن عَدِیْس کا انجام	263

.....حسن کی شادیاں	266
.....مصادر اہل تشیع میں حسن کی شادیوں کا ذکر	268
.....فتنہ ابن سبا	272
.....علی الیاس ہیں اور آنے والا دابة الارض ہیں	280
.....علی ہارون ہیں	284
.....حسن و حسین کو بنی ہارون کے نام دینا	286
.....شیر و شبیر کا بھیانک انجام	293
.....عقیدہ رجعت کی تبلیغ	296
.....علي ذوالقرنین ہیں؟	305
.....علی دربار سلیمان میں بھی موجود تھے؟	312
.....علی کے گورنر	322
.....خلافت علی کا انجام اہل کتاب کا علم	327
.....شہادت علی	331
.....علی کا معاویہ کے لئے حکم	343
.....حسن کی خلافت پر تعیناتی	344

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ قریش میں بنو ہاشم میں سے تھے اور خلافت کی تمنا دل میں رکھتے تھے۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہو پائے۔ دور نبوی سے لے کر خلافت عثمانی تک علی کو مدینہ سے باہر کسی بھی مقام پر گورنر مقرر نہیں کیا گیا۔

غیر قریشی اصحاب رسول جو عثمان کو ناپسند کرتے تھے، علی کے گرد جمع ہوئے اور ان لوگوں نے علی کے لئے ان کی خلافت کو ہموار کیا۔ علی خلیفہ ہوئے اور مدینہ پر کسی بھی شمالی جانب سے حاجیوں کے بھیجیں میں حملہ کے خطرہ کی وجہ سے انہوں نے دار الخلافہ مدینہ سے عراق منتقل کر دیا۔ وہاں وہ مصریوں، کوفیوں، یمنیوں میں گھر گئے۔ چند اہل بیت مثلاً ابن عباس، قثم بن عباس وغیرہ ان کے ساتھ ہوئے۔ چند دن بعد کوفہ میں ان کے خالص ہمدردوں کا ایک گروہ اس بات پر ان کی خلافت سے خروج کر گیا کہ انہوں نے معاویہ سے صلح کیوں کر لی؟

خوارج نے کوفہ کے مضافات میں لوٹ مار شروع کر دی اور اپنا ایک لیڈر نامزد کر دیا۔ علی نے ان سے قتال کیا اور یہ بھاگ کھڑے ہوئے، معدوم نہ ہوئے۔ اسی دوران لشکر معاویہ نے مصر پر حملہ کیا اور قاتلین عثمان میں سے محمد بن ابی بکر، عبدالرحمان وغیرہ کا قتل کر دیا اور مصر پر قبضہ کر لیا۔ خوارج نے گوریلا وار شروع کی اور ایک حملہ میں علی پر وار کیا جو ان کی شہادت کی وجہ بنا۔

علی کی شخصیت پر لوگ بٹ گئے۔ ایک فرقہ اہل سنت کا بنا، ایک شیعہ کہلایا، ایک خارجی کہلایا، ایک باطنی کہلایا، ایک سبائی کہلایا، اس طرح بہت سے غالی فرقتے نکلے یہاں تک کہ علی، بشر سے رب بنا دیے گئے۔ اس کتاب میں علی کی سیاسی زندگی پر بحث کی گئی ہے۔ ان سے متعلق غالی روایات پر بحث راقم کی کتاب الغلو فی علی میں ہے

ابو شہریار

۲۰۲۰

علی کی خواہش

اہل بیت کی اس امت میں ایک علیحدہ اہمیت ہے۔ اہل بیت میں ازواج النبی کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگ ہیں اور ان میں حمزہ، جعفر طیار رضی اللہ عنہم نے اسلام کے لئے بہت قربانی دی اور دور نبوی میں ہی شہید ہوئے۔ ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے غزوات میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ان کے بعد عباس رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے جو فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل ایمان لائے۔

مرض وفات النبی میں علی رضی اللہ عنہ سے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے خلافت کے حوالے سے مشورہ کیا۔ صحیح بخاری کی روایت ہے

علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں بنو عبدالمطلب کے مرنے والوں کے چہرے پہچانتا ہوں اے علی آؤ چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اگر خلافت ہمارے خاندان میں رہنے والی ہے تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر کسی دوسرے کے لیے ہوگی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر جائیں گے۔ علی نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے بارے میں سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تو لوگ ہمیں کبھی بھی خلیفہ نہ بنائیں گے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی خلافت کے بارے میں سوال نہ کروں گا

علی رضی اللہ عنہ کو خطرہ تھا کہ کہیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً منع کر دیا تو پھر میں کبھی بھی خلیفہ نہ ہو سکوں گا

قابل غور ہے کہ علی نے حدیث منزلت کا ذکر نہیں کیا کہ مجھ کو تو نبی کہہ چکے ہیں کہ میری حیثیت امت میں ہارون علیہ السلام جیسی ہے۔ اسی طرح علی نے حدیث غدیر خم کا بھی ذکر نہیں کیا کہ میں مولانا قرار دیا گیا ہوں۔ نہ علی نے حدیث کساء کا ذکر کیا کہ مجھ پر تو معصومیت کی چادر ہے میرے گناہ معاف ہیں۔ نہ ہی علی نے لہجے ہاتھ والے کا ذکر کیا، نہ حواب کے کتوں والی روایت بیان کی !

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام روایات علی کی وفات کے بعد ان کے لئے شیعوں نے امامت و خلافت علی کی دلیل سمجھی یا گھڑی ہیں۔

حدیث منزلتین

حدیث منزلت صحیح ہے لیکن اس کا مدعا صرف خاندان النبی کی رکھوالی تک تھا۔ اس کو جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، جو معاویہ کے کیمپ میں تھے۔ مدینہ النبی پر جنگ تبوک کے وقت علی کو والی مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ محمد بن مسلمۃ الأنصاری یا سباع بن عزیفۃ کو والی مقرر کیا گیا تھا

غزوہ تبوک سن ۹ ہجری کے لئے ابن اسحاق سیرت میں لکھتے ہیں

وَحَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ، عَلَى أَهْلِهِ، وَأَمَرَهُ بِالْإِقَامَةِ فِيهِمْ، فَأَرْجَفَ بِهِ الْمُتَافِقُونَ، وَقَالُوا: مَا خَلَفَهُ إِلَّا اسْتِثْقَالًا لَهُ، وَتَحَقُّقًا مِنْهُ. فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ الْمُتَافِقُونَ، أَخَذَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ سِلَاحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجَرَفِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، زَعَمَ الْمُتَافِقُونَ أَنَّكَ إِنَّمَا خَلَفْتَنِي أَنْكَ اسْتِثْقَالَنِي وَتَحَقُّقَتِ مِنِّي، فَقَالَ: كَذَبُوا،

وَلَكِنِّي خَلَفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِي، فَارْجِعْ فَاخْلُفْنِي فِي أَهْلِي وَأَهْلِكَ، أَفَلَا تَرْضَى يَا عَلِيُّ أَنْ
تَكُونَ مِنِّي مِمَّنْزِلَهُ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، فَارْجَعَ عَلِيٌّ إِلَى الْمَدِينَةِ،
وَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَفَرِهِ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
طَلْحَةَ بْنُ يَزِيدَ بْنِ زُكَّانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيِّ هَذِهِ الْمَقَالَةُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے گھر والوں کے لئے پیچھے چھوڑا تو منافقوں نے
اس پر افواہ پھیلایا اور کہا کہ اس کو اس لئے رکھا ہے کیونکہ اس کے لئے یہ کام بھاری ہے اور یہ کمزور ہے، پس
جب منافقوں نے یہ بات کی تو علی بن ابی طالب نے اپنا اسلحہ لیا اور رسول اللہ کے پاس پہنچے اور نبی چٹانوں تک
(مدینہ سے باہر) جا چکے تھے علی نے کہا اے نبی اللہ! منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے چھوڑا ہے کیونکہ مجھ پر یہ
بھاری ہے اور میں اس قابل نہیں؟ رسول اللہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں لیکن تم کو یہ کام دیا گیا ہے کہ تم
میرے پیچھے رہو اور واپس میرے اور اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، کیا تم راضی نہیں اے علی کہ تمہارا درجہ
میرے لئے ایسا ہو جیسا ہارون کا موسیٰ کے لئے تھا؟ خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں! پس علی (یہ سن کر)
واپس لوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ ابن اسحاق نے کہا مجھ سے مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ
بْنِ يَزِيدَ بْنِ زُكَّانَةَ نے روایت کیا اس نے إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے اس نے سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے کہ
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب علی کو کہتے سنا

ابن اسحاق اس کو إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے وہ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سے روایت کرتے
ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم، سنن ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، میں مصعب بن سعد بن ابی
وقاص اس کو سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں

موقعہ و محل	صحابی رسول رضی اللہ عنہما کو مدینہ پر نائب کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر گئے	سَعْدَ بْنَ عْبَادَةَ
عَزْوَةُ بُوَاطٍ	السَّائِبُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ
عَزْوَةُ صَفْوَانَ وَهَيَّ عَزْوَةُ بَدْرِ الْأُولَى	زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ
عَزْوَةُ بَنِي سَلِيمٍ بِالْكَدَرِ	سَبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيِّ يَا ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
عَزْوَةُ السَّوْبِقِ	أَبُو لُبَابَةَ بَشِيرَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ
عَزْوَةُ ذِي أَمَرٍ	عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ
عَزْوَةُ بَنِي النَّضِيرِ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
عَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ	أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ اور کہا جاتا ہے عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ
عَزْوَةُ بَدْرِ	عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَنٍ سُلُولَ الْأَنْصَارِيِّ
عَزْوَةُ دَوْمَةَ الْجَنْدَلِ	سَبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيِّ
عَزْوَةُ خَنْدَقِ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
عَزْوَةُ بَنِي قُرَيْظَةَ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
عَزْوَةُ بَنِي لِحْيَانَ	ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ
عَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ	أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، اور کہا جاتا ہے مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ

مُيَلَّةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ	أَمْرُ الْحُدَيْبِيَّةِ
مُيَلَّةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَتْ بَيْضَاءَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مُيَلَّةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّيْثِيُّ کو نائب مدینہ مقرر کیا اور علی کو لشکر پر علم بردار کیا جو سفید تھا	عَزَّوَهُ خَيْرٌ
عُوَيْفَ بْنَ الْأَضْبَطِ الدِّيَلِيُّ	عمرہ کے لئے ذی الْفَقْدَةِ میں مدینہ سے نکلے
محمد بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَا سَبَاعَ بْنَ عَرْفَطَةَ	عَزَّوَهُ تَبُوكَ

سیرۃ ابن إسحاق جس کے مؤلف محمد بن إسحاق بن یسار المطلبی (المتوفی: 151ھ) ہے دار الفکر ، بیروت سے ۱۹۷۸ میں شائع ہوئی ہے اس میں صحابیوں کا ذکر ملتا ہے جن کو مدینہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا - اسی طرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ، شرکت مکتبہ ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر سے سن ۱۹۵۵ میں چھپی ہے اس میں بھی صحابیوں کا ذکر ملتا ہے جن کو مدینہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا۔ ان کتب میں ان اصحاب رسول کے نام ہیں جن کو رسول اللہ نے مدینہ پر اپنی غیر موجودگی میں مقرر کیا تھا - ان ناموں کی لسٹ ہے

معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کسی بھی موقع پر مدینہ میں نائب نہیں کیا گیا بلکہ تنبوک میں بھی ان کو صرف اہل بیت کی خواتین کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑا گیا تھا جو ایک ضروری امر تھا اور خود علی کو یہ ناپسند ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ لہذا تالیف قلب کے لئے رسول اللہ نے ان کو کہا کہ جس طرح قوم بنی اسرائیل کو ہارون علیہ السلام کے حوالے کر کے موسیٰ علیہ السلام کوہ طور گئے تھے، اسی طرح علی کو منافقین کے ساتھ چھوڑا گیا ہے۔

اس حدیث سے علی کی خلافت پر اشارہ لینا بھی عبث ہے کیونکہ علی، ہارون علیہ السلام جیسے تھے، جو موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ نہ ہوئے بلکہ یوشع بن نون ہوئے۔ پھر شیعہ حضرات کے اصول پر یہ روایت بنو امیہ کی گھڑی - ہوئی بنتی ہے کیونکہ اس کی تمام صحیح اسناد میں سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ کا تفرّد ہے جو شیعیان معاویہ میں سے تھے

حدیث کی صحاح ستہ سے باہر کی ایک دو کتب میں اس حدیث کو إِسْمَاءُ بِنْتُ عُثْمَانَ بھی روایت کرتی ہیں¹۔ کسی خاتون کا اس کو روایت کرنا بھی بحث سے خالی نہیں کیونکہ یقیناً وہ اس موقع پر موجود نہ ہوں گی جب رسول اللہ نے علی کو یہ سب کہا، کیونکہ تمام مسلم خواتین مدینہ میں تھیں

شیعہ عالم مدقق آمدی حدیث منزلت کو قبول نہیں کرتے اور رد کرتے ہیں۔ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ علی میں یہ خواہش موجود تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں جو قدرتی امر ہے اور اس میں وہ منفرد نہیں یہ خواہش سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھی تھی جو خرزج کے سردار تھے

جو ابو بکر کی بیوی تھیں اور مرض وفات میں دوا پلانے والے واقعہ میں دوا انہی کی بنائی ہوئی تھی، جس کے لئے شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ اس میں زہر تھا۔

حدیث غدیر خم

سن ۱۰ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا کہ وہاں جائیں اور خمس وصول کریں۔ علی رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک لونڈی حاصل کی اس سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں نے علی کو غسل کرتے دیکھا یعنی علی نے خمس میں سے مال خود لے لیا اور دیگر اصحاب رسول کے نزدیک اس کی تقسیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور علی کو صبر کرنا چاہیے تھا²۔ علی اس وفد کے امیر تھے باقی اصحاب نے اس پر علی سے اختلاف کیا یہاں تک کہ واپسی پر ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صورت حال بتادی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

2

حجۃ الوداع سے چند سال پہلے فتح مکہ ہوا ان دنوں ابو جہل کی بیٹی سے علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی خواہش کا اظہار اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا اس پر فاطمہ ناراض ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہیں آئی یہاں تک کہ اپ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا کہ اللہ کے رسول اور اس کے دشمن کی بیٹی جمع نہ ہوں گی اور میرے داماد ابو العاص نے جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا اس طرح اب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ دامادوں میں اب کو سب سے زیادہ پسند ابو العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ بات صحابہ نے بھی سنی اور بعض اغلباً یہ سمجھے کہ جب تک فاطمہ زندہ ہیں علی کوئی لونڈی بھی نہیں رکھ سکتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ علی نے اپنے لئے پہلی لونڈی خود مال خمس میں یمن میں لی

تین کی۔ یہ واقعہ غدیر خم پر ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپسی پر مدینہ جا رہے تھے اور علی اپنے وفد کے ساتھ اسی مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔

حدیث غدیر خم کے مطابق اس مقام غدیر خم پر (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا) یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں جس کا دوست اس کا علی دوست³

3

امام عقیلی نے اس کا ایک طرق نقل کیا جو مجہول سے تھا پھر کہا
وَقَدْ رَوَى هَذَا بِإِسْنَادٍ أَصْلَحَ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ
اس کو اس سے اصلح اسناد سے بھی روایت کیا گیا ہے
یعنی عقیلی نے اس روایت کو تسلیم کیا ہے کہ صحیح ہے
راقم کہتا ہے

جو بہتر اسناد ہیں ان میں ایک مدلس أبو إسحاق السبّعی ہے جس نے اس کو
روایت کیا ہے
اس کو سُلَیْمَانُ بْنُ قَرْمٍ الضَّبِّيُّ نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بن کھیل نے روایت کیا ہے جو واہی الحدیث ہے
اس کو دَاوُدُ الْأَوْدِي نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مِیْمُونُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو عمر بن شیبہ الْمُسَلِّی نے روایت کیا ہے جو متروک ہے
اس کو مالک بن الحسن بن مالک بن الحویرث نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث
ہے
اس کو الحسن بن الحسن الأشقر، نے روایت کیا ہے جو منکر الحدیث ہے

اس کو علی بن سعید بن قتیبہ الرَّمْلِی نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے
اس کو حمید بن اَبی غنیة الأصبهانی نے روایت کیا ہے جو مجہول ہے

اس کو بہت سی اسناد سے زید بن ارقم سے بھی روایت کیا گیا ہے جو معرفہ
صحابہ میں ہے لیکن راوی بہت مضبوط نہیں ہیں۔ اس کی اسناد بہت ہیں اور کہا
جاتا ہے یہ متواتر ہے الذہبی تذکرہ الحفاظ میں کہتے ہیں اس کے کثرت طرق نے
مجھے حیران کر دیا ہے

وقد حکم علیہ غیر واحد بالتواتر، منهم الذہبی فی “النبلاء” (8/ 335)، والسیوطی فی
“قطوف الأزهار المتناثرة فی الأخبار المتواترة” ص (277)، والکتانی فی “نظم المتناثر”
4/ ”برقم (232)، والعجلونی فی “كشف الخفاء” (2/ 261)، والألبانی فی “الصحيحة
343).

ان سب نے اس کو متواتر کہا ہے

ابن حجر نے “الفتح” (7/ 74) میں کہا : هو کثیر الطرق جدًّا، وقد استوعبها ابن
عقدة فی کتاب مفرد، وکثیر من أسانیدھا صحاح وحسان اھـ
اس کے طرق بہت ہیں ... اور سندیں صحیح یا حسن ہیں

الزیلعی (المتوفی: 762ھ) نے نصب الراية میں کہا
وَحَدِيثُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٍّ مَوْلَاهُ، بَلْ قَدْ لَا يُزِيدُ الْحَدِيثَ كَثْرَةُ الطَّرِيقِ إِلَّا ضَعْفًا،
حدیث من كنت مولاه کا حال یہ ہے کہ اس کے جتنے طرق ہوں اس کا ضعف بڑھتا
ہے

مناقب امام الشافعی میں اس کی تاویل ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَعْقُوبَ؛ قَالَ: حَدَّثَنَا
الْعَبَّاسُ بْنُ يُونُسَ الشُّكْلِيِّ (2)، قَالَ: سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ، يَقُولُ سَمِعْتُ
الشافعي، يقول في معنى قول النبي، صلى الله عليه وسلم، لعلي بن أبي طالب، رضي

اللہ عنہ: «من كنت مولاه فعلى مولاه (3)» یعنی بذلک ولَاءَ الإسلام وذلک قول اللہ تعالیٰ: ذَلِکَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ

امام شافعی نے کہا مولا سے مراد ہے کہ ایسا اسلام میں لگاؤ (اطاعت) ہے اور اللہ کا قول ہے
سورہ محمد

یہ اس لئے کہ اللہ مولیٰ ہے ایمان والوں کا اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے

قاسم بن سلام غریب الحدیث میں کہتے ہیں مولیٰ کا مطلب العصبۃ (خون کے تعلق سے رشتہ دار) ہے
فَکُلْ وَلِیٌّ لِلْإِنْسَانِ هُوَ مَوْلَاهُ مِثْلُ الْأَبِ وَالْأَخِ وَابْنِ الْأَخِ وَالْعَمِّ وَابْنِ الْعَمِّ وَمَا وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْعَصْبَةِ كُلِّهِمْ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: {وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي} ہر انسان کا جو ولیٰ ہے وہ مولا ہے جیسے اس کا باپ یا بھائی یا بھتیجا یا چچا یا کزن اور اسی طرح خونی رشتہ والے جیسے اللہ کا قول ہے کہ زکریا نے کہا اور میں اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں
یعنی مولا مطلب بھائی بند

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا علی میرا کزن میرا بھائی بند ہے اور جس طرح یہ میرا جگری ہے میرے خاندان کا ہے

سادہ الفاظ میں کٹم کے جن رشتوں میں جڑا ہوں ان میں علی بھی جڑا ہے

کتاب المجموع المغیث فی غریبی القرآن والحديث از محمد بن عمر بن أحمد بن عمر بن محمد الأصهبانی المدیني، أبو موسى (المتوفی: 581ھ) کے مطابق
(3). "قوله عليه الصلاة والسلام: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيَّْ مَوْلَاهُ".
قیل: أَي مَنْ كُنْتُ أَوْلَاهُ فَعَلَيَّْ يَتَوَلَّاهُ (2)

والمَوَلَى عَلَى وَجْهِهِ: مِنْهَا ابْنُ الْعَمِّ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي قِصَّةِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ:
(1). {وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي}

وَأَنشَدَ: مَوَالِينَا إِذَا افْتَقَرُوا إِلَيْنَا
 (2) فَإِنْ أَثَرُوا فَلَيْسَ لَنَا مَوَالٍ
 (3) الثَّانِي: الْمُعْتَقُ؛ وَمَصْدَرُهُ الْوَلَايَةُ
 والثَّالِثُ: الْمُعْتَقُ؛ وَمَصْدَرُهُ الْوَلَاءُ
 والرَّابِعُ: الْمُحِبُّ
 ”كَقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (4): “مَزِينُهُ وَأَسْلَمَ وَجْهَيْنَهُ وَغَفَّرَ مَوَالِيَ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ
 وَالْخَامِسُ: الْجَارُ، كَمَا أَنشَدَ
 هُمْ خَلَطُونَا بِالنَّفُوسِ وَالْجَنُودِ
 إِلَى نَصْرِ مَوْلَاهُمْ مُسَوِّمَةً جُرْدًا
 السَّادِسُ: النَّاصِرُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا ...} (5) الْآيَةُ
 السَّابِعُ: الْمَأْوَى، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ}
 وَقِيلَ: أَيُّ مَنْ كَانَ يَتَوَلَّاهُ تَوَلَّاهُ
 كُهَا جَاتَا بِي كَه مِيْن نِي جِس سِي دُوسْتِي كِي اِس سِي عَلِي نِي كِي
 اور جس نِي مجھ سِي دُوسْتِي كِي اِس سِي عَلِي كِي ہوئی
 اور مولیٰ كِي كئی رخ پيں يعنى چچا زاد قرآن ميں زكريا كِي قصہ ميں بے
 اس سِي مراد آقا بے جو آزاد كرے
 اس سِي مراد محبت كرنے والا بے
 اس سِي مراد پڑوسى بے
 اس سِي مراد مددگار بے
 اس كِي مراد ماوى و ملجا بے

اس كے اور بھى مفہوم پيں يہ آقا كے لئے بھى استعمال ہوتا بے قرآن ميں سورہ النحل ۷۶ ميں بے

وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ ۖ أَيْنَمَا
 يُوَجَّهُهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۖ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ
 مُسْتَقِيمٍ (76)

یعنی ایک طرح علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تاکہ جن اصحاب کو شکایات ہیں وہ جان لیں کہ یمن پر امیر وفد کی حیثیت سے اور اہل بیت میں ہونے کی وجہ سے لونڈی لینا علی کے لئے جائز تھا۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ تو علی سے بغض نہ رکھ کیونکہ خمس میں اس کا اس سے زیادہ بھی حصہ ہے! (بخاری)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدٍ بْنُ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمْسَ، وَكُنْتُ أَبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدْ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِحَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمْسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد

اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے کہ ایک ان میں سے گونگا ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے، جہاں کہیں اسے بھیجے اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے، کیا یہ اور وہ برابر ہے جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے، اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے۔

الفاظ ہیں مولاد کا ترجمہ آقا کیا ہے

یہ تمام مفہوم مولاد میں ہیں

ان کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ نے انہیں ہدایت کی کہ خالد کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

حدیث نمبر: 4350

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدٍ بْنُ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمْسَ، وَكُنْتُ أَبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدْ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لَخَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "يَا لَا تُبْغِضْهُ، فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمْسِ أَكْثَرَ مِنْ" بُرَيْدَةَ، أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ "فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "ذَلِكَ".

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تاکہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تم دیکھتے ہو علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علی رضی اللہ عنہ کی طرف

سے بغض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا علی سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ تمہیں (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

حدیث المَارِقِینَ

ابن حجر اپنی کتاب تلخیص الحبر میں لکھتے ہیں کہ

قَوْلُهُ: ثَبَّتَ أَنَّ أَهْلَ الْجَمَلِ وَصَيْقِينَ وَالتَّهْرَوَانَ بُعَاةٌ. هُوَ كَمَا قَالَ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ حَدِيثُ عَلِيٍّ: ”أُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ“. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْخَصَائِصِ وَالْبَزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالنَّكِثِينَ: أَهْلُ الْجَمَلِ؛ لِأَنَّهُمْ نَكَثُوا بَيْعَتَهُ، وَالْقَاسِطِينَ: أَهْلُ الشَّامِ؛ لِأَنَّهُمْ جَاوَزُوا عَنِ الْحَقِّ فِي عَدَمِ مُبَايَعَتِهِ، وَالْمَارِقِينَ: أَهْلُ التَّهْرَوَانَ لِثُبُوتِ الْخَبَرِ الصَّحِيحِ فِيهِمْ: «أَنَّهُمْ يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

روایت اُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ“. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْخَصَائِصِ وَالْبَزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالنَّكِثِينَ:

ثابت ہے کہ اہل جمل و صفین و نہروان یہ سب باغی تھے۔ جیسا حدیث میں فرمایا گیا ہے، حدیث علی ہے

علی نے کہا مجھے حکم ہے کہ میں (بیعت نہ کرنے اور) جانے والوں اور (حق سے) تجاوز کرنے والوں اور (بیعت کر کے) نکل جانے والوں سے قتال کروں، اس کو ناسی، طرانی البرار نے روایت کیا ہے ناکث یہ اہل جمل ہیں کیونکہ یہ بیعت چھوڑ گئے، قاسطین یہ اہل شام ہیں کہ انہوں نے حق سے تجاوز کیا بیعت نہ کر

کے اور مارقین یہ اہل نہروان ہیں، ثبوت میں خبر ہے کہ یہ دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے⁴

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کا ذکر امام الذہبی نے کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں حکیم بن جبیر (بقول دارقطنی متروک) کے ترجمہ میں کیا ہے۔

عبد اللہ بن موسیٰ، عن فطر، عن حکیم بن جبیر، عن إبراهیم، عن علقمة، عن علي: أمرت بقتال الناکثین، والقاسطین، والمارقین

اسی روایت کا ذکر اصبح بن نباتہ (بقول النسائی وابن حبان متروک) کے ترجمہ میں بھی کیا ہے

وعن علي بن الحزور، عن الأصبع بن نباته، عن أبي أيوب، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أمرنا بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین

ابن حجر نے التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر میں ایک روایت پر بحث میں اوپر والی روایت کا ذکر کر کے کہا

ابن حجر نے اس طرح ان تمام اصحاب رسول پر گمراہی کا فتویٰ لگا دیا جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی جن میں ہیں: زبیر، طلحہ، معاویہ، سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ بن عمر، صہیب بن سنان رومی، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون، مغیرہ بن شعبہ، حسان بن ثابت، عبد اللہ بن سلام، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ، سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہم

میں ابن حجر کہتا ہوں الإمام أبو القاسم القزويني الرافعي صاحب “الشرح الكبير” نے جو کہا ثَبَّتَ أَنَّ أَهْلَ الْجَمَلِ وَصِيقِينَ وَالنَّهْرَوَانَ بُعَاةٌ۔ کہ ثابت ہے کہ اہل جمل و صفین اور نہروان باغی تھے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہا

ابن حجر نے لسان المیزان میں جب میزان الاعتدال از الذہبی کی تہذیب کی تو اس روایت کو اناصح بن نباتہ اور حکیم بن جبیر کے ترجموں سے حذف بھی کر دیا۔ اس سے یہ مزید ثابت ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے⁵

کتاب المطالب العالی: رَوَاهُ الْمَسَانِدُ الشَّامِيَّةُ از ابن حجر میں جامعۃ الإمام محمد بن سعود کے محقق⁵
سعد بن ناصر بن عبدالعزیز اشتری لکھتے ہیں

إن الحديث روي من حديث جملة من أصحاب النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وله طرق متعددة من حديث علي رضي الله عنه، وأبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه، ولكن لا يخلو طريق منها عن ضعف، بل أكثرها ضعيفة جداً، وسبب ضعفه في الغالب أن أحد رواة الإسناد شيعي والحديث في فضل علي رضي الله عنه، لذا لا يقبل حديثه في بدعته عند علماء هذا الشأن، وقد أطلق بعض العلماء القول بوضعه مثل شيخ الإسلام ابن تيمية كما سيأتي قريباً، ولكن يستثنى من ذلك الجزء الأخير وهو قوله: (المارقين) لأنه ورد من طرق أخرى قتال علي رضي الله عنه الخوارج كما سيأتي بعد قليل. أقوال العلماء في الحديث: أطلق مجموعة من العلماء القول بعدم صحته، ومنهم من حكم عليه بالضعف وآخرون قالوا بأنه موضوع.

أبو جعفر العقيلي رحمه الله: أخرج الحديث في الضعفاء (2/ 51)، من طريق الربيع بن 1
سهل، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، به، ثم قال:
“الأسانيد في هذا الحديث عن علي لينة الطرق، والرواية عنه في الحرورية صحيحة”. وأخرجه أيضاً

(3/ 480) من طريق القاسم بن سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قال: سمعت عمار بن ياسر يقول، فذكره بنحوه، ثم قال: “ولا يثبت في هذا الباب شيء” 2. - ابن حبان رحمه الله: ذكر الحديث في كتابه المجروحين (1/ 174)، وقد تقدم الكلام عليه آنفاً 3. - ابن الجوزي رحمه الله: أما ابن الجوزي رحمه الله فقد حكم عليه بالوضع، وذكره في الموضوعات (2/ 12 - 13)، وقال: هذا حديث موضوع بلا شك ... وقال أيضاً: هذا حديث لا يصح 4. - الذهبي رحمه الله: قال في تلخيص المستدرک (3/ 140) عن هذا الحديث كما سبق: “لم يصح، وساقه الحاكم بإسنادين مختلفين إلى أبي أيوب ضعيفين” 5. - الحافظ ابن كثير رحمه الله: قال في البداية والنهاية (7/ 316) بعد أن أورد الحديث: فإنه حديث غريب ومنكر، على أنه قد روي من طرق عن علي، وعن غيره، ولا تخلو واحدة منها عن ضعف” 6. - أبو العباس أحمد بن تيمية رحمه الله: لم يرو علي رضي الله عنه في قتال الجمل وصفين شيئاً، كما رواه في قتال الخوارج، بل روى الأحاديث الصحيحة، هو وغيره من الصحابة في قتال الخوارج المارقين، وأما قتال الجمل وصفين، فلم يرو أحد منهم إلا القاعدون، فإنهم رَوَوْا الأحاديث في ترك القتال في الفتنة، وأما الحديث الذي يروي أنه أمر بقتل الناكثين والقاسطين، والمارقين، فهو حديث موضوع على النبي -صلى الله عليه وسلم-. وقال أيضاً في المنهاج (5/ 50) ردًا على حديث عامر بن واثلة وفيه: قال علي: فأناشدكم بالله هل فيكم أحد قالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: تقاتل الناكثين والفاستين والمارقين، على لسان النبي -صلى الله عليه وسلم- غيبي؟ قالوا: لا ... الحديث. قال شيخ الإسلام: “هذا كذب باتفاق أهل المعرفة بالحديث” 7. - الأحاديث التي وردت في قتال المارقين، وهم الخوارج

البانی نے اس روایت کا ذکر سلسلۃ الأحادیث الضعیفة والموضوعة و أثرها السيئ في الأمة میں ج ۴۹۰ میں کیا ہے اور اس گھڑی ہوئی قرار دیا ہے۔ حسین سلیم اسد نے مسند ابویعلیٰ میں اسنادہ ضعیف قرار دیا ہے۔ الذہبی نے تلخیص متدرک میں اس کو لم یصح یعنی صحیح نہیں قرار دیا ہے۔ ابن الجوزی نے اس کا الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔ اہل سنت اس روایت کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ شوکانی نے اس کو علی کی فضیلت میں لیا اور شوکانی کے بقول اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی وصی النبی تھے یعنی ان کی خلافت کی وصیت کی گئی تھی۔ کتاب التَّنْوِيرُ شَرْحُ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ میں محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأُمير (المتوفى: 1182ھ) لکھتے ہیں

وقال الشوكاني رحمه الله تعالى: “والواجب علينا الإيمان بأنه -أي عليا- عليه السلام وصي رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ولا يلزمنا التعرض للتفاصيل الموصى بها، فقد ثبت -أنه أمره بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين وعين له علاماتهم وأودعه جملًا من العلوم وأمره بأمور خاصة كما ”سلف، فجعل الموصى بها فرداً منها ليس من دأب المنصفين

امام شوکانی نے کہا ہم پر واجب ہے کہ ہم ایمان رکھیں کہ علی علیہ السلام وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہم پر لازم نہیں ہے کہ ہم جس کی وصیت کی گئی (یعنی علی) اس کی فضیلت سے تعرض کریں کہ ان کو تو حکم ہوا تھا کہ قتال کریں الناکثین والقاسطین والمارقین اور یہ ان کے لئے علامت ہوئی

ان اقوال کو لا کر سعد بن ناصر بن عبد العزیز اشعری نے اس روایت کو رد کیا

یعنی شوکانی کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ ابن حجر نے میزان از الذہبی کی تہذیب کرتے وقت اس روایت کو حکیم بن جبیر اور اصمغ بن نباتہ کے ترجموں سے بھی حذف کر دیا

یعنی ابن حجر اور شوکانی نے اس روایت کا دفاع کیا، ہر چند کے متقدمین محدثین اس کو رد کرتے چلے آ رہے تھے۔ راقم کہتا ہے روایت صحیح سند سے نہیں ہے، راویوں پر سخت جرح ہے، متروک تک کہا گیا ہے

المعجم الکبیر از طبرانی کی روایت ۲۷۴۹ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا إِبرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الصِّينِيُّ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أُنْسُ أَنْطَلِقْ فَأَدْعُ لِي سَيِّدَ الْعَرَبِ» - يَعْنِي عَلِيًّا - فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَلَسْتُ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ». فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَأَتَوْهُ، فَقَالَ هُمْ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، أَلَا أَذُلُّكُمْ عَلَى مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: «هَذَا عَلِيٌّ فَأَحِبُّوهُ بِحُبِّي، وَكْرَمُوهُ» لِكِرَامَتِي، فَإِنَّ جَبْرِيلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِالَّذِي قُلْتُ لَكُمْ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء از ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران الانصہانی (المتوفی: 430ھ-) میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الصُّوفِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَلْفٍ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمُقَرِّي، ثنا حُسَيْنُ الْأَشْجَرِ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أُنْسُ، إِنَّ عَلِيًّا سَيِّدُ الْعَرَبِ»

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا: أَلَسْتُ سَيِّدَ الْعَرَبِ؟ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلَيَّ سَيِّدُ الْعَرَبِ» غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ زُبَيْدٍ، تَفَرَّدَ بِهِ قَيْسٌ

اس دونوں کی سند میں قیس بن الربیع، ابو محمد، الاسدی، الکوفی کا تفرّد ہے

احمد نے کہا کَانَ یُتَشَبَّحُ وَكَانَ کَثِيرَ الْخَطَا فِي الْحَدِيثِ

ابن معین اور وکیع نے کہا ضعیف ہے

ابو حاتم نے کہا ولیس بقوی

بیہقی نے متعدد بار اس کو ضعیف کہا ہے

. ضعیف عند اہل العلم بالحديث (السنن الکبری: 136/6) *

. غیر قوی (السنن الکبری: 276/7) *

. لایستجی بہ (السنن الکبری: 42/8 و 344) *

. ضعیف (السنن الکبری: 271/10) *

معلوم ہوا روایت منکر ہے۔ لیکن قابل غور ہے کہ بیان ہو رہی تھی

حدیث طیر

امام حاکم مستدرک میں حدیث لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدَ بْنَ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ الصَّفَّارَ وَحَمِيدَ بْنَ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ الزِّيَّاتِ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيَّاضٍ بْنِ أَبِي طَيِّبَةَ، ثنا أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُخْدَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدِمَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجٌ مَشْوِيٌّ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ انْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا كُلُّ مَعِي مِنْ هَذَا الطَّيْرِ» قَالَ: فَعُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «افْتَحْ» فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا حَبَسَكَ عَلَيَّ» فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ آخِرَ ثَلَاثِ كَرَّاتٍ يَرُدُّنِي أَنَسٌ يَرْغُمُ إِنَّكَ عَلَى حَاجَةٍ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ دُعَاءَكَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ حُبِّبَ قَوْمَهُ»

انس کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا پس ان کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اپنی خلقت میں سے سب سے محبوب بندے کو یہاں بھیج جو اس کو میرے ساتھ کھائے.... پس علی آگئے

امام حاکم نے حدیث طبر کو مستدرک میں لکھا اس کی تصحیح کی اور اس طرح علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل قرار دیا۔ اسی قسم کی ان کی تصحیح پر ان کے قریب کے دور کے لوگوں نے ان کو رافضی کہا۔ یہ تغیر امام حاکم میں ایک ذہنی تبدیلی لایا ان کا موقف اہل سنت سے ہٹ کر رافضیوں والا ہوا

الذہبی نے تلخیص مستدرک میں لکھا ابن عیاض لا اعرفہ

مزید اس پر الذہبی کو تذکرہ الحفاظ میں کہنا پڑا

الشاذا فی کہتے ہیں ہم سید ابی الحسن کی مجلس میں تھے پس امام حاکم سے حدیث طبر کے سلسلے میں سوال کیا انہوں نے کہا صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی سے بڑھ کر کوئی افضل نہ ہوگا۔ الذہبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کے بعد امام حاکم کی رائے میں تغیر آیا اور انہوں نے مستدرک میں حدیث طبر کو لکھا اور اس میں شک نہیں کہ مستدرک میں کتنی ہی حدیثیں ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں بلکہ اس میں موضوع ہیں جن سے مستدرک کی شان کم ہوئی اور جہاں تک حدیث طبر کا تعلق ہے تو اس کے طرق بہت ہیں اور اس روایت کی کوئی اصل ہے

السبکی (المتوفی: ۷۷۱ھ) نے میں الذہبی کے اس قول کا حوالہ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں دیا

وَرَجَالٌ هَذَا السَّنَدُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ مَعْرُوفُونَ سِوَى أَحْمَدَ بْنِ عِيَّاضَ فَلَمْ أَرِ مِنْ ذِكْرِهِ بَتَوَثُّقٍ وَلَا جَرَحٍ

اس کی سند کے تمام رجال ثقہ ہیں معروف ہیں سوائے احمد بن عیاض کے اس پر نہ جرح معلوم ہے نہ تعدیل

لیکن سیر الاعلام النبلاء میں الذہبی نے لکھا

وله طرق كثيرة عن أنس متكلم فيها، وبعضها على شرط السنن، من أجودها حديث قطن بن نسير شيخ مسلم، قال: حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك، عن أنس، قال: أهدى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حجل مشوي، فقال: "اللهم انتني بأحب خلقك إليك يأكل معي". وذكر الحديث

اس کے بہت سے طرق جو انس کی سند سے ہیں ان پر کلام ہے۔ بعض ان میں سنن (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) کی شرط پر ہیں جن میں سب سے اچھی سند امام مسلم کے شیخ سے ہے جس میں وہ کہتے ہیں حدثنا جعفر بن سليمان، قال: حدثنا عبد الله بن المثنى، عن عبد الله بن أنس بن مالك،.. انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بھنا ہوا پرندہ بھیجا پانے دعا کی یا اللہ اس کو میرے پاس بھیج جو مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ سے محبت کرتا ہوں اور حدیث ذکر کی

محدث ابو يعلى الخليلي القرويني (المتوفى: 446هـ) کی تحقیق الذہبی سے الگ ہے۔ الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث میں کہتے ہیں

وَمَا رَوَى فِي حَدِيثِ الطَّيْرِ ثَقَّةٌ. رَوَاهُ الضُّعَفَاءُ مِثْلُ: إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَلْمَانَ الْأَزْرَقِ وَأَشْبَاهِهِ

حدیث طیر کو کوئی ثقہ روایت نہیں کرتا اس کو تو الضعفاء مثلاً اسماعیل بن سلمان الازرق اور اس کے جیسوں نے روایت کیا ہے

مستدرک حاکم کی ایک اور روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَفِيدُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ نَصْرِ، ثنا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ الْقُنَادُ، الثَّقَةُ الْمَأْمُونُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي ثَابِتٍ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ عَائِشَةَ وَاقِفَةً دَخَلَنِي بَعْضُ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ، فَكَشَفَ اللَّهُ عَنِّي ذَلِكَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَقَاتَلْتُ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ ذَهَبْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا جِئْتُ أَسْأَلُ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا وَلَكِنِّي مَوْلَى لِأَبِي ذَرٍّ، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا فَقَصَصْتُ عَلَيْهَا قِصَّتِي، فَقَالَتْ: أَتَيْنَ كُنْتُ حِينَ طَارَتْ الْقُلُوبُ مَطَائِرُهَا؟ قُلْتُ: إِلَى حَيْثُ كَشَفَ اللَّهُ ذَلِكَ عَنِّي عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، قَالَ أَحْسَنْتِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «عَلَيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَنْفَرَقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَأَبُو سَعِيدٍ التَّمِيمِيُّ هُوَ عَقِيصَاءُ ثَقَّةٍ مَأْمُونٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

ابو ثابت مولی ابو ذر نے کہا میں جمل میں علی کے ساتھ تھا لیکن جب میں نے عائشہ کو دیکھا اور ان کو پہچان گیا.... پس اللہ نے میرا دل نماز ظہر پر کھول دیا اور میں نے علی کے ساتھ قتال کیا پس جب فارغ ہوا میں مدینہ ام سلمہ کے پاس پہنچا انہوں نے مر حبا کہا اور میں نے قصہ ذکر کیا... میں نے تذکرہ کیا کہ اللہ نے مجھ پر زوال کے وقت (حق کو) کشف کیا۔ پس ام سلمہ نے کہا اچھا کیا میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر ملیں گے

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ راقم کہتا ہے سند میں علی بن ہاشم بن البرید ہے جس کو شیعی غال کہا گیا ہے

الکامل از ابن عدی میں ہے

وَعَلِي بْنُ هَاشِمٍ هُوَ مِنَ الشَّيْعَةِ الْمَعْرُوفِينَ بِالْكُوفَةِ وَيُرْوَى فِي فُضَائِلِ عَلِيٍّ أَشْيَاءٌ لَا يَرُويهَا غَيْرُهُ
بِأَسَانِيدٍ مُخْتَلِفَةٍ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَثَمَةِ، وَهُوَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَدُوقٌ فِي رِوَايَتِهِ

علی بن ہاشم کوفہ کے معروف شیعوں میں سے ہے جو فضائل علی میں وہ چیزیں روایت کرتا ہے جو کوئی اور
نہیں کرتا مختلف اسناد سے اور اس سے ائمہ کی جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ صدوق ہے

ابن حبان نے کہا کان غالباً فی التشیع وروی المناکیر عن المشاہیر یہ غالی شیعہ ہے

حدیث ثقلین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی امت میں بہت اہمیت ہے۔ خاص کرامات المؤمنین کا درجہ ان
میں سب سے بلند ہے جو تمام مومنوں کی مائیں ہیں⁶۔ رشتہ داروں میں نبی کے مسلمان ہونے والے چچا و

6

کیا ازواج النبی اہل بیت بھی نہیں ؟
بعض غالی راوی یہ بھی بیان کر رہے تھے کہ ازواج النبی بھی اہل بیت میں سے نہیں ہیں

سنن الدارمی میں ہے

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا خَطِيبًا فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ
يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُهُ، وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أُولُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ،
[ص2091] فَتَمَسَّكُوا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَخُذُوا بِهِ، فَحُتَّ عَلَيْهِ وَرَعَبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ «وَأَهْلَ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ
اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن خطبہ میں پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی
حمد کی پھر فرمایا اے لوگوں میں ایک بشر ہوں ہو سکتا ہے اللہ کا فرشتہ آنے اور میں
اپنے رب کو جواب دوں میں تم میں دو بوجھ چھوڑ رہا ہوں پہلا بوجھ اللہ کی کتاب ہے جس
میں ہدایت ہے نور ہے اس کو کتاب سے پکڑو اور تھام لو اس کی طرف رغبت کرو پھر
فرمایا دوسرا بوجھ میرے اہل بیت ہیں تین بار

اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے اور اہل بیت کو خمس دینے کا حکم قرآن میں ہے اور قرابت داری کو قائم رکھنا بھی دین کا حکم ہے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَشِجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُثَيْمَةَ، قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانٍ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانٍ، قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَحَصِينُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ، إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حَصِينُ لَقَدْ لَقِيتُ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَمِعْتُ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ، وَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتُ، يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدَّثَنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَا ابْنَ أُجَيٍّ وَاللَّهِ لَقَدْ كَبُرَتْ سَيِّئِي، وَقَدَّمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَأَقْبِلُوا، وَمَا لَا، فَلَا تُكْفِرُونِيهِ، ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا حَاطِبِيًّا، بَمَاءٍ يُدْعَى حُمًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعظَ وَذَكَرَ، ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ

أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ، وَأَنَا تَارِكٌ فَيْكُمْ تَقْلِينَ أَوْلَهُمَا كِتَابَ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحُتْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغِبْ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ «وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي» فَقَالَ لَهُ حَصِينُ وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نَسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ نَسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مِنْ حَرَمِ الصَّدَقَةِ بَعْدَهُ، قَالَ وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هَؤُلَاءِ حَرَمِ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ نَعَمْ

یزید بن حیان التیمی کہتے ہیں میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

فقال له حصين (بن سبره) ومن اهل بيته يا زيد (بن ارقم) أليس نساؤه من اهل بيته قال ان نساءه من اهل بيته ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل علي وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال أكل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم

حصین (بن سبرہ) نے زید (بن ارقم) سے پوچھا کہ اے زید کیا نبی کی ازواج ان اہل بیت میں سے نہیں ہیں ؟ انہوں نے کہا بے شک وہ اہل بیت میں سے ہیں لیکن اہل بیت وہ (بھی) ہیں جن پر صدقہ حرام ہے ان کے بعد پوچھا وہ کون ؟ کہا وہ آل علی آل عقیل آل جعفر آل عباس ہیں کہا ان سب پر صدقہ حرام ہے ؟ کہا ہاں

اس میں امہات المومنین کو اہل بیت ہی کہا گیا ہے

لیکن پھر صحیح مسلم میں روایت 4314 ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ إِبرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ لَقَدْ رَأَيْتُ خَيْرًا، لَقَدْ صَاحَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بَنَحُو حَدِيثَ أَبِي حَيَّانَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللَّهِ، مَنْ اشْتَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَفِيهِ فُقُلْنَا مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ نِسَاؤُهُ؟ قَالَ لَا، وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ، ثُمَّ يُطْلَقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ، وَعَصْبَتُهُ الَّذِينَ حُرُمُوا الصَّدَقَةُ بَعْدَهُ

ہم نے زید سے پوچھا کیا نبی کی عورتیں ان کی اہل بیت نہیں؟ زید نے کہا نہیں اللہ کی قسم کیوں ہوں گی؟ عورت تو مرد کے ساتھ ایک زمانے رہتی ہے پھر وہ طلاق دے کر دوسری شادی کر لیتا ہے اور عورت اپنے باپ کے گھر لوٹ آتی ہے

راقم کہتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے - گھڑنے والے جابل حسان بن ابراہیم بن عبد اللہ الكرمانی قاضی کرمان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ امہات المومنین کو طلاق دینا نبی پر ممنوع قرار دے دیا گیا تھا اور صدقات امہات المومنین پر بھی حرام تھا حسان بن ابراہیم بن عبد اللہ الكرمانی، اہل تشیع میں مجہول ہے

أزواج نبی کی تعداد محدود کرنے والی آیات میں اے نبی سے خطاب کیا جا رہا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحَلَّلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا (50) عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں حلال کر دیں جن کے آپ مہر ادا کر چکے ہیں اور وہ عورتیں جو آپ کی مملوکہ ہیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوا دی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کے خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی، اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے، یہ خالص آپ کے لیے ہے نہ کہ اور مسلمانوں کے لیے، ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیا ہے تاکہ آپ پر کوئی دقت نہ رہے، اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

تُرْجَى مَنْ نَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤْوَى إِلَيْكَ مَنْ نَشَاءُ وَمِنْ ابْتِغَاءٍ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ تَقْرَ أَغْنِيَهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْنَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا (51) خَلِيمًا

آپ ان میں سے جسے چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ دیں، اور ان میں سے جسے آپ (پھر بلانا) چاہیں جنہیں آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تو آپ پر کوئی گناہ نہیں، یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمزدہ نہ ہوں اور ان سب کو جو آپ دیں اس پر راضی ہوں، اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ جانتا ہے، اور اللہ جاننے والا بردبار ہے

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
(52) وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَءِيفًا

اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوکہ ہوں، اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران ہے

یہ سورہ احزاب میں ہے
سورہ احزاب کی قید وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رہی کہ وہ مزید ازواج نہیں لے سکتے

سورہ تحریم میں تنبیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو خبردار کیا کہ یہ قید اٹھائی جا سکتی ہے
اس میں ہے کہ تعداد ازواج والی قید ختم کی جا سکتی ہے یہ نہیں ہے کہ کر دی گئی ہے
تمام کلام عسی یعنی اگر ہے سے تنبیہ کے انداز میں شروع ہو رہا ہے

عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَ
اگر نبی تمیں طلاق دے دے تو بہت جلد اس کا رب اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں دے دے گا

یعنی تعداد ازواج والا حکم اللہ ختم کر سکتا ہے لیکن ہم کو معلوم ہے ایسا نہیں کیا گیا

جنگ جمل سے پہلے حسن رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں خطبہ دیا اور اس میں اسی وجہ سے فرمایا کہ
إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
اے لوگوں عائشہ بصرہ کی طرف آ رہی ہیں جان لو وہ دنیا و آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لیکن اللہ نے تم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے

بات صرف یہ ہے کہ اہل بیت النبی میں بنو عبد المطلب یہ چاہتے تھے کہ ان کو خمس میں سے مال وقت پر ملتا رہے اور ان کے بارے میں احکام کو بیان کیا جائے مثلاً نوى القربى کی آیت قرآن سورہ الشوریٰ میں ہے

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۖ وَمَن يَعْتَرَفْ حَسَنَةً نَّذْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ

کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے، اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لیے بھلائی زیادہ کر دیں گے، بے شک اللہ بخشنے والا قدر دان ہے۔

کزن وغیرہ ہیں۔ ان سب کو اہل بیت النبی یا گھروالے کہا جاتا ہے اور ان سب یعنی امہات المؤمنین، نبی کے چچا و چچا زاد کزن وغیرہ پر صدقہ حرام ہے۔ یہ اللہ کا مقرر کردہ نظم تھا تا کہ اقرباء پروری کی تہمت سے دین کو بچایا جاسکے اور اب کوئی مشرک یا ملحد یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبی نے اپنے رشتہ داروں کو نوازا

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْرَائِيلَ يَعْنِي إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَبِي إِسْحَاقَ الْمَلَائِيَّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِثْمُهُمَا لَنْ يَفْتَرَقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

صحیح مسلم میں ہے خوارج کے سردار نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ نے ابن عباس سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا

إِنَّكَ سَأَلْتَ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ هُمْ؟ وَإِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ قَرَابَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ نَحْنُ، فَأَبَى ذَلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا

تم نے سوال کیا ہے کہ ذی القربی پر کہ اللہ نے اس میں جن کا ذکر کیا وہ کون ہیں؟ ہم (بنو عبد المطلب) دیکھتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں یعنی یہ ہم ہیں، لیکن ہماری قوم نے اس پر ہمارا انکار کیا

بنو عبد المطلب نے صبر سے کام لیا اور اس تفسیری اختلاف پر باقی اصحاب رسول سے الگ فرقہ قائم نہیں کیا، لیکن ان کے شیعہ و آزاد کردہ غلام اس چیز پر رائی کا پریت بنا کر فرقہ در فرقہ ہوتے گئے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں دو بوجھ تم پر چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک ان میں دوسرے سے بھاری ہے کتاب اللہ ہے جو رسی ہے آسمان سے زمین تک اور میرے گھر والوں میں قریبی رشتہ دار اور یہ دونوں الگ الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کہ تم حوض پر مجھ سے ملو گے

اہل سنت کہتے ہیں سند میں عطیہ بن سعد العوفی ضعیف ہے کٹر غالی ہے

ابن معین کہتے ہیں اصحاب الحدیث لایکتبون حدیثہ محدثین اس کی حدیث نہیں لکھتے

امام احمد اس روایت کو مسند میں لکھا ہے کیونکہ مسند میں ہر قسم کی موضوع، منقطع اور ضعیف روایات کو جمع کیا گیا ہے

موضوعات از ابن جوزی میں اس روایت کی ایک سند پر ہے

هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ أَمَّا عَطِيَّةٌ فَقَدْ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَيَحْيَىٰ وَغَيْرُهُمَا

اس میں عطیہ ہے جس کی امام احمد اور امام یحییٰ نے تضعیف کی ہے

دوسرا طرق بے رواہ الطبرانی فی الکبیر (2681) و (4971) - من طریق عبد اللہ بن بکیر الغنوی، عن حکیم بن جبیر، عن أبي الطفيل، عن زيد بن أرقم مطولاً، وفيه فانظروا كيف تخلفوني في الثقلين فقال رجل وما الثقلان؟ قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كتاب الله طرفٌ بيد الله، وطرفٌ بأيديكم، فاستمسكوا به لا تضلوا، والآخر عترتي، وإنهما لن يفترقا حتى يردا علي الحوض

طبرانی میں بھی ہے یہاں حکیم بن جبیر متروک ہے، عبد اللہ بن بکیر الغنوی سخت مجروح ہے

متدرک حاکم میں ہے

ورواه الحاكم 109/3 من طريق حسان بن إبراهيم الكرمانی، عن محمد بن سلمة بن كهیل، عن
أبيه، عن أبي الطفیل، عن زید بن أرقم، بلفظ إني تارك فيكم أمرين لن تضلوا إن اتبعتموهما، وهما
كتاب الله، وأهل بيتي عترتي

اس سند میں محمد بن سلمة بن كهیل ضعیف ہے

النسائي (8148) و (8464)، الطحاوي في شرح مشكل الآثار (1765)، ابن أبي عاصم في
السنة (1555)، الطبراني الكبير (4969)، مستدرک الحاكم 109/3 من اس طرق سے
بے

أبي عوانة، عن الأعمش، عن حبيب بن أبي ثابت، عن أبي الطفیل، عن زید بن أرقم، بلفظ
حديث أبي سعيد

یہ سند منقطع ہے کیونکہ حبيب بن ابی ثابت کا سماع کسی صحابی سے نہیں

قال ابن المديني لقي ابن عباس وسمع من عائشة، ولم يسمع من غيرهما من الصحابة

اعمش مدلس کا عنعنہ بھی ہے اور ابو طفیل کی ملاقات زید بن ارقم سے ثابت نہیں

دوم ابو طفیل آخری عمر میں مختار ثقفی کے ساتھ تھے اور بعض محدثین نے اس کی صحابیت کو رد کیا ہے

راقم ابو طفیل کو صحابی نہیں سمجھتا

ابو طفیل عامر بن واثلہ کے نزدیک عترت رسول سے مراد امام باقر یا زین العابدین نہیں بلکہ امام محمد بن حنفیہ تھے اور یہ خود کیسانیہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے جن کے نزدیک اصل امام ابن حنفیہ تھے۔ ابن حنفیہ خود ان سب شیعوں سے بیزار تھے اور ابن زبیر کے قتل کے بعد فوراً عبد الملک بن مروان کو خلیفہ تسلیم کیا

شیعہ عالم السید علی البروجردی طرائف المقال میں کہتے ہیں

عامر بن واثلہ بالثناء المنقطۃ فوقہا ثلاث نقطۃ کیسانیہ صہ و فی ق معدود من خواصہ، و فی کش
کان ممن یقول بحیۃ محمد ولہ فی ذلک شعر، و خرج تحت رایۃ المختار

عامر بن واثلہ یہ کیسانی تھا یہ ان میں تھا جو محمد بن حنفیہ کے زندہ رہنے کے قائل ہیں اور اس نے اس پر شعر
کہے اور یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے نکلا

شیعہ کتاب اختیار معرفۃ الرجال از ابی جعفر الطوسی میں ہے

وأما عامر بن واثلۃ فکان لہ ید عند عبد الملک بن مروان فلهی عنہ

عامر نے عبد الملک کو اپنا ہاتھ دیا اور پھر بیعت سے نکل گیا

یعنی شیعہ علماء کے مطابق یہ بیعت توڑ کر کیسانی بن گیا تھا

راقم کہتا ہے امام بخاری نے غلطی کی ہے اور اس کو صحابی سمجھا ہے

امام بخاری کے استاد امام علی المدینی کا قول تھا کہ محدثین نے کہا تھا اس کی روایت مت لو

الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ
الْحَمِيدٍ، وَقِيلَ لَهُ: كَانَ مَغِيرَةَ يَنْكُرُ الرِّوَايَةَ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ؟ قَالَ: نَعَمْ

امام علی نے کہا میں نے جریر کو کہتے سنا کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مغیرہ ابو طفیل کی روایت کا انکار کرتے تھے؟
جریر نے کہا ہاں

ابو طفیل آخری عمر میں المختار الثقفی کذاب کے ساتھ تھے جس کا قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کرایا
الترمذی (3788) من اسی طریق یعنی حبیب بن ابی ثابت، عن زید بن ارقم سے یہ روایت ہے لہذا یہ بھی
منقطع ہے کیونکہ اصل میں روایت کے بیچ میں ابو طفیل غائب ہے

اس کا ایک دوسرا طرق الترمذی (3786)، الطبرانی فی الکبیر (2680) میں ہے

نصر بن عبد الرحمن الکوفی، عن زید بن الحسن الأنماطی، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عنه،
مرفوعاً في خطبته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في حجة الوداع بلفظ يا أيها الناس إني قد تركت فيكم ما
إن أخذتم به لن تضلوا كتاب الله، وعترتي أهل بيتي

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ سند میں زید بن الحسن الأنماطی مجروح ہے۔ شیعہ کہتے ہیں یہ اصحاب الصادق
علیہ السلام میں سے تھے

صحیح مسلم میں دوسری طرف جابر کی سند سے حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَاسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ حَاتِمٍ، قَالَ أَبُو
بَكْرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ
وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده إن اعتصمتم به، كتاب الله

اس میں رشتہ داروں کا ذکر نہیں ہے

زید بن الحسن الأنماطی نے یہ روایت ابو طفیل کیسانی سے بھی منسوب کی ہے

الطبرانی الکبیر (2683) اور (3052) من اس کا ایک طرق ہے

زید بن الحسن الأنماطی، عن معروف بن خربوذ، عن أبي الطفيل، عنه، مرفوعاً، وفيه وإني سائلكم حين تردون علي عن الثقلين، فانظروا كيف تخلفوني فيهما، الثقل الأكبر، كتاب الله عز وجل، سبب طرفه بيد الله، وطرفه بأيديكم، فاستمسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا، وعترتياهل بيتي، فانه قد نبأني اللطيف الخبير، أهما لن ينقضيا حتى يردا علي الحوض،

یہ سند ضعیف ہے۔ سند میں وہی زید بن الحسن الأنماطی ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم اس کو منکر الحدیث قرار دیتے ہیں

اس کے علاوہ معروف بن خربوذ بھی سخت مجروح ہے

ابن ابی عاصم فی السنۃ (1558)، والطحاوی فی شرح مشکل الآثار (1760) من دو طرق ہیں

عن ابی عامر العقدي، عن كثير بن زيد، عن محمد بن عمر بن علي، عن ابيه، عنه الفاظ ہیں

إني قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا كتاب الله، سببه بيد الله، وسببه بأيديكم، وأهل بيتي

طحاوی کا قول ہے

وَكَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ مَدِينِيٌّ مَوْلَى لَأَسْلَمَ ، قَدْ حَدَّثَ عَنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، وَوَكَيْعٌ ، وَأَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ

کثیر بن زید مدینی ہے۔ لہذا یہ سند بھی ضعیف ہے کیونکہ کثیر بن زید الأسلمی المدنی ضعیف ہے

قال النسائي (الضعفاء والمتروكون) ضعيف

قال ابن المديني صالح، وليس بقوي

معلمی کہتے ہیں ضعیف ہے

التآوار الكاشفة (ص 41) غير قوي، وص (145) ضعيف

مسند البرار میں ہے

عن الحسين بن علي بن جعفر، عن علي بن ثابت (وهو الدهان العطار الكوفي) ، عن سعاد بن سليمان، عن أبي إسحاق (وهو السبيعي) ، عن الحارث، عن علي، مرفوعاً، بلفظ إني مقبوض، وإني قد تركت فيكم الثقلين - يعني كتاب الله، وأهل بيته

اس سند میں الحسین بن علی بن جعفر مجہول ہے قال ابو حاتم لا اعرفہ میں اس کو نہیں جانتا

سعاد بن سلیمان کو بھی ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے

لَيْسَ بِقَوِيٍّ فِي الْحَدِيثِ

شیعہ کتاب اصحاب الامام الصادق (ع) - عبد الحسین الشبتری میں ہے کہ سعاد ان میں ہے جو صدوق قاطعاً خطی صدوق ہو کر غلطیاں کرتے ہیں

فضائل صحابہ از امام احمد اور مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ: كِتَابُ اللَّهِ، حَبْلٌ مَمْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَوْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّهُمَا لَنْ يَنْفَرَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دو خلیفے (یعنی علی و حسن) تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں

اس میں خلیفیتن کا لفظ ہے۔ لیکن یہ سند ضعیف ہے ان الفاظ کے ساتھ اس روایت کی تمام اسناد میں شریک ابن عبد اللہ النخعی کا تفر د ہے جس کا حافظہ خراب تھا۔ صحیح متن میں التَّحْلِيلَيْنِ (دو بوجھ) ہے

مسند عبد بن حمید (240)، وابن ابی عاصم (754)، والطبرانی فی الکبیر (4921) و (4922) و (4923) ان سب میں اس کا ایک اور طرق ہے۔ سند ہے

شريك، عن الركين بن الربيع، عن القاسم بن حسان، عنه، مرفوعاً، بلفظ إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضل كتاب الله، وعترتي أهل بيتي، فإنهما لن يفترا حتى يردا عليّ الحوض،

راقم کہتا ہے سند میں شریک بن عبد اللہ النخعی ہے جس کو سی الحفظ خراب حافظہ والا بتایا گیا ہے اور امام مسلم نے اس کی حدیث نہیں لی الذہبی المیزان میں کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے

اکامل از ابن عدی میں ہے

أَخْبَرَنَا السَّاجِي، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الضَّرِيرُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ عَنْ شَرِيكَ قَالَ لَيْسَ حَدِيثُهُ بِشَيْءٍ.

سمعتُ ابنَ حمادٍ يقول: قال السَّعْدِيُّ شَرِيكَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَيِّءُ الْحِفْظِ مُضْطَرِبُ الْحَدِيثِ مَا نَلَّ

ابن مبارک کہتے ہیں اس کی حدیث کوئی چیز نہیں

جو زجانی کہتے ہیں مضطرب الحدیث ہے

مشکل الآثار از امام طحاوی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي الْأَعْمَشَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَنَزَلَ بِغَدِيرِ حُمٍّ أَمَرَ بِدَوْحَاتٍ فُقِّمْنَ، ثُمَّ قَالَ: ”كَأَنِّي دُعِيتُ فَأَجَبْتُ، وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَترتي أَهْلَ بَيْتِي، فَانظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا، فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا

حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْخَوْضَ ” ثُمَّ قَالَ: ” إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَوْلَايَ ، وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ ” ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ
 ، عَلَيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: ” مَنْ كُنْتُ وَلِيِّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ

وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ ” فَقُلْتُ لِزَيْدٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ فِي
 الدُّوَحَاتِ أَحَدٌ إِلَّا رَأَاهُ بِعَيْنَيْهِ ، وَسَمِعَهُ بِأُذُنَيْهِ ، [ص:19] قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهَذَا الْحَدِيثُ صَحِيحُ
 الْإِسْنَادِ ، لَا طَعْنَ لِأَحَدٍ فِي أَحَدٍ مِنْ رَوَاتِهِ

الطحاوی: هذا الحديث صحيح الإسناد، لا طعن لأحد في أحد من رواه

طحاوی کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے راوی پر کوئی طعن نہیں ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں حبیب مدلس کا عنعنہ ہے اور ابو طفیل پر کثیر کلام اوپر گزر چکا ہے کہ یہ اہل تشیع
 و اہل سنت میں بھی بعض کے نزدیک مشکوک شخص ہے جو صحیح عقیدے پر نہیں تھا

البدایہ والنہایہ از ابن کثیر میں ہے

وَقَدْ رَوَى النَّسَائِيُّ فِي سُنَنِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي معاوية عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ
 حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. قَالَ: لما رجع رسول الله من حَجَّةِ الْوَدَاعِ
 وَنَزَلَ غَدِيرِ حُمٍّ أَمَرَ بِدُّوَحَاتٍ فَمُثِمَّنَ [2] ثُمَّ قَالَ: «كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ فَأُجِبْتُ، اِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ
 الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللَّهِ وَعِترتي أَهْلَ بَيْتِي، فَاَنْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا، فَإِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ
 الْخَوْضَ، ثُمَّ قَالَ اللَّهُ مَوْلَايَ وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ

فَهَذَا وَلِيُّهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ» فَقُلْتُ لِرَبِّدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ فِي الدُّوْحَاتِ أَحَدٌ إِلَّا رَأَاهُ بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَهُ بِأُذُنَيْهِ تَفَرَّدَ بِهِ النَّسَائِيُّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ شَيْخُنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الذَّهَبِيُّ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اس سند پر ابن کثیر نے لکھا ہے کہ امام الذہبی کہتے تھے کہ اس کی سند صحیح ہے
راقم کہتا ہے امام علی المدینی کا قول ہے کہ حبیب کا سماع کسی صحابی سے نہیں

وقال سفیان الثوري وأحمد بن حنبل ويحيى بن معين والبخاري وغيرهم لم يسمع حبیب بن أبي ثابت من عروة بن الزبير شيئا

اور احمد، سفیان ثوری، ابن معین، بخاری کے نزدیک اس کا سماع عروہ بن زبیر المتوفی ۹۳ھ سے بھی نہیں
دوسری طرف اہل تشیع نے حبیب بن ابی ثابت سے کوئی روایت نہ تفسیروں میں لکھی ہے نہ اپنی حدیث کی
کتب میں۔ نہ ان کے ہزار سال میں علماء رجال میں سے کسی نے اس کا ترجمہ قائم کیا ہے یہاں تک کہ امام
الحوئی کا جنم ہوا

مسند یعقوب بن سفیان میں ہے

جرير بن عبد الحميد الرازي عن الحسن بن عبيد الله النخعي عن أبي الضحى مسلم بن ضبيح عن
زيد بن أرقم مرفوعاً: “إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا: كتاب الله عز وجل وعترتي أهل
بيتي، وإنهما لن يتفرقا حتى يردا عليّ الحوض

اس سند میں الحسن بن عبيد الله النخعي ضعیف ہے

قال الدَّارُ قُطْنِيّ: ليس بالقوى

الثّكت میں معلّی کا قول ہے

عائتہ حدیثہ مضطرب

اس کی بیشتر احادیث میں اضطراب ہے

ایک روایت میں میرا نسب بھی بیان ہوا ہے مسند البزار (2617) زوائد، والحاکم 93/1 میں ہے

عن داود بن عمرو الضبي، عن صالح بن موسى الطلحي، عن عبد العزيز بن رفيع، عن أبي صالح،
عن أبي هريرة، مرفوعاً، بلفظ إني خلفت فيكم اثنين لن تضلوا بعدهما أبداً، كتاب الله، ونسبي لفظ

البزار

اس کی سند صالح بن موسی الطلحی کی وجہ سے ضعیف ہے

اہل تشیع کہتے ہیں صالح بن موسی الطلحی الکوفی، اصحاب الصادق علیہ السلام میں سے ہے لیکن اس کی توثیق پر
کوئی کلمہ ان کی کتب میں نہیں ملا

مسند یعقوب بن سفیان میں ہے

حدثنا عبید الله بن موسی، قال: أخبرنا إسرائيل، عن عثمان بن المغيرة، عن علي بن ربيعة، قال:

لقيت زيد بن أرقم وهو يريد الدخول على المختار، فقلت له بلغني عنك حديث. قال: ما هو؟

قلت: أسمعت النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم يقول: «إني تارك فيكم الثقلين: كتاب الله عز

.وجل، وعترتي؟ قال: نعم

علی بن ربیعہ نے کہا میں زید سے ملا وہ مختار کے پاس جا رہے تھے میں نے ان سے کہا مجھ کو آپ کی ایک حدیث پہنچی ہے۔ زید بولے کون سی؟ میں نے کہا کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں دو بوجھ چھوڑ رہا ہوں؟ زید نے کہا ہاں

سند میں عثمان بن المغیرۃ ابو المغیرۃ الثقفی مولا ہم الکوفی پر دارقطنی کہتے ہیں: لیس بالقوی قوی نہیں ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں نے بھی دین میں اسی چیز پر عمل کیا ہے جو سنت سے معلوم ہے یا دین کا فہم ہے لہذا روایات میں عترتی کے الفاظ کس مقصد کے لئے تھے؟ اہل تشیع کہتے ہیں عترت یعنی اخص اقربائی ہے یعنی خاص رشتہ دار یا قریبی رشتہ دار یا خون کے رشتہ سے رشتہ دار مراد ہیں۔ سسرالی رشتہ دار یا بیویاں مراد نہیں ہیں۔ اس طرح اہل بیت، عترت سے الگ ہو جاتے ہیں۔ نیچے روایات آرہی ہیں جن میں راویوں کا مدعا ہے کہ ابو بکر اور عمر اور ان کی بیٹیاں رضی اللہ عنہما تمام عترت سے خارج ہیں

اب مصادر اہل تشیع کی طرف توجہ کریں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خون کے رشتہ داروں کو عترت سے نکال دیا گیا ہے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے۔ کلینی روایت لائے ہیں کہ عترت میں نہ عباس ہیں نہ ان کی اولاد، نہ عقیل ہیں نہ ان کی اولاد بلکہ عترت میں مراد صرف علی ہیں

الکافی از کلینی کی روایت ہے

أحمد بن محمد ومحمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن عبد الحميد عن منصور بن يونس، عن سعد بن طريف، عن أبي جعفر عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من أحب أن يحيى حياة تشبه حياة الانبياء، ويموت ميتة تشبه ميتة الشهداء ويسكن الجنان التي غرسها الرحمن (2) فليتول عليها وليوال وليه وليقتد بالائمة من بعده، فإنهم عترتي خلقوا من طينتي، اللهم ارزقهم فهمي وعلمي، وويل للمخالفين لهم من امتي، اللهم لا تتلهم شفاعتي

رسول اللہ نے فرمایا علی سے دوستی کرو یہ میری عترت میں سے ہے میری مٹی سے ہی اس کی تخلیق ہوئی ہے

سعد بن طریف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ شیعہ عالم ابن داود والحلی کتاب رجال ابن داود میں کہتے ہیں سعد بن طریف، بالطاء المهملة، الحنظلي وقيل الدنلي وهو الاسكاف، ويقال الخفاف ين، قر، ق (کش) قال حمدويه كان ناووسيا وقف على أبي عبد الله عليه السلام حديثه يعرف وينكر (غض) في حديثه نظروه ويروي عن الأصمغ بن نباتة

سعد بن طریف ناوسی تھا یعنی امامت امام جعفر پر توقف کیا ہوا تھا اس کی حدیث پر نظر ہے

نجاشی کہتے ہیں یہ بنو امیہ کا قاضی تھا

سعد بن طریف الحنظلي مولا هم، الإسكاف، كوفي، يعرف وينكر روى عن الأصمغ بن نباتة، وروى عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام، وكان قاضيا

الکافی از کلینی میں ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيوب عن أبي المغراء، عن محمد بن سالم، عن أبان بن تغلب قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله من أراد أن يحيى حياته، ويموت ميتتي ويدخل جنة عدن التي غرسها الله ربي بيده، فليتول علي بن أبي طالب وليتول وليه، وليعاد عدوه، وليسلم للأوصياء من بعده، فإنهم عترتي من لحمي ودمي، أعطاهم الله فهمي وعلمي، إلى الله أشكو [أمر] امتي، المنكرين لفضلهم، القاطعين فيهم صلتني، وأيم الله ليقتلن ابني(1) لا أنالهم الله شفاعتي

رسول اللہ نے فرمایا علی سے دوستی کرو وہ میری عترت و خون و گوشت ہے

سند میں ابان بن تغلب سخت مجروح ہے

سمعتُ ابن حماد يقول قَالَ السَّعْدِيُّ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبٍ زَائِعٌ مَذْمُومُ الْمَذْهَبِ مُجَاهِرٌ حَدَّ سَبِّ بُڑھا ہوا مذہب میں مذموم ہے

اس سے روایت کرنے والا محمد بن سالم مجہول الحال ہے۔ ابی المغرا کا ذکر شیعہ کتب رجال میں مفقود ہے

قال ابن الأثير: وعترته - صلى الله عليه وسلم - بنو عبد المطلب، ابن اثير کہتے ہیں عترت یہ بنو عبد المطلب ہیں

یعنی علی اور ان کی اولاد ہی نہیں بہت سے ہیں

اب تک معلوم ہوا کہ عترت میں سے نبی صلی اللہ علیہ السلام کے خون کے رشتہ داروں میں سے بنو عباس و بنو عقیل کو اہل تشیع نے نکال دیا اور اس طرح اس قول نبوی سے پہلے سنت کو خارج کیا گیا و پھر اہل بیت النبی کو محدود کیا و پھر بنو عباس و بنو عقیل کو بھی نکال دیا گیا۔ اہل سنت اس چھانٹی کورادویوں کی سیاست قرار

دیتے ہیں اور اہل سنت میں مقبول فرقوں پر کتب (الملل والنحل، الفرق بین الفرق وغیر ہم) میں اسی وجہ سے شیعہ کو ایک سیاسی فرقہ قرار دیا گیا ہے

حدیث حواب

قرن دوم میں ایک روایت بیان کی جا رہی تھی کہ جو پانچویں صدی میں جا کر خلافت علی پر اہل سنت میں نص سمجھی جانے لگی تھی۔ امام احمد مسند میں، ابن حبان صحیح میں، حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلْتُ عَائِشَةَ بَلَغَتْ مِائَةَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا نَبَحَتْ الْكِلَابُ، قَالَتْ: أَيُّ مَاءٍ هَذَا؟ قَالُوا: مَاءُ الْحَوَّابِ قَالَتْ: مَا أَطْنُنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا: بَلْ تَقْدَمِينَ فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: "كَيْفَ يُلْخِضُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوَّابِ؟

قیس بن ابی حازم کہتا ہے کہ پس جب عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنی عامر کے پانی (تالاب) پر رات میں پہنچیں تو کتے بھونکے۔ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے پوچھا یہ کون سا پانی ہے۔ بتایا گیا الحَوَّابِ کا پانی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اب واپس جانا چاہیے! اس پر ان کے ساتھ لوگوں نے کہا نہیں آگے چلیں مسلمان آپ کو دیکھ رہے ہیں، پس اللہ ان کے درمیان سب ٹھیک کر دے گا۔ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہا بے شک رسول اللہ نے ایک روز (اپنی بیویوں سے) کہا تھا کہ کیسی ہو گی تم میں سے ایک جس پر الحَوَّابِ کے کتے بھونکیں گے

یہ روایت راوی کے دور اختلاط کی ہے اور بعض نے اس کو منکرات میں شمار کیا ہے لیکن پانچویں صدی تک یہ روایت دلائل النبوی میں درج کی جانے لگی

اس روایت پر تفصیلی بحث راقم کی کتاب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے

حدیث خوارج

اس حدیث کا ذکر آگے ابواب جنگ نہروان میں ہے۔ خوارج پر تفصیلی بحث راقم کی کتاب "کیا تم کو خوارج کی خبر پہنچی؟" میں ہے

حدیث کساء

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ ، مِنْ شَعْرِ أُسُودٍ . فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ . ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ . ثُمَّ جَاءَتِ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا . ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌُّّ فَأَدْخَلَهُ . ثُمَّ قَالَ ” إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ . تَطْهِيرًا ” [33 / الأحزاب / 33]

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی ان کے ہمراہ چادر میں داخل ہو گئے، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: بے شک اللہ چاہتا ہے کہ وہ تم اہل بیت سے رحمت کو دور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔

امام مسلم اس کی سند دیتے ہیں

وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وَحَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،

اس کی سند میں مصعب بن شیبہ بن جبیر بن شیبہ کا تفرد ہے۔ امام احمد اس روایت کو پسند نہیں کرتے

قال أحمد بن محمد بن هانيء: ذكرت لأبي عبد الله الوضوء من الحجامة، فقال: ذاك حديث منكر، رواه مصعب بن شيبه، أحاديثه مناكير، منها هذا الحديث، وعشيرة من الفطرة، وخرج رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وعليه مرط مرجل. «ضعفاء (1775)» العقبلي

احمد بن محمد بن ہانی کہتے ہیں میں نے ابی عبد اللہ سے حدیث ذکر کی کہ حجامہ میں وضو پس کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ روایت کرتا ہے اس کی حدیثیں منکر ہیں جن میں یہ حدیث ہے اور... اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے والی

وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول: مصعب بن شيبة روى (1409) / أحاديث مناكير. «الجرح والتعديل» 8

کتاب ضعفاء العقیلى میں امام احمد اس کی خاص اس ایک اونی منقش چادر والی روایت کورد کرتے ہیں

ترمذی میں بھی یہ موجود ہے جہاں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، رَبِيبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكَسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكَسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتِ عَلَى مَكَانِكَ وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت ”اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے رجس دور کر دے اور تمہیں طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔“ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ اور حسین سلام اللہ علیہم کو بلایا اور انہیں ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا، پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے

اہل بیت ہیں، پس ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک و صاف کر دے۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں، فرمایا: تم ”اپنی جگہ رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔“

امام ترمذی اس کو حسن بھی نہیں کہتے بلکہ لکھتے ہیں وَہَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ یہ حدیث انوکھی ہے اس طرق سے

دونوں احادیث میں ایک ہی واقعہ ہے۔ ایک دفعہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا گیا اور دوسری دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو۔ ظاہر ہے یہ ایک دفعہ ہی ہوا ہو گیا اگر ہوا بھی۔ مسلم کی حدیث امام احمد کے نزدیک ضعیف ہے

مسند احمد میں ہے

— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ شَدَّادِ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: — دَخَلْتُ عَلَى وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْفَعِ، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَذَكَرُوا (1) عَلِيًّا، فَلَمَّا قَامُوا قَالَ لِي: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَتَيْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنْ عَلِيٍّ، قَالَتْ: تَوَجَّهَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ، آخِذٌ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِهِ، حَتَّى دَخَلَ فَأَذْنَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، فَأَجْلَسَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسَ حَسَنًا، وَحُسَيْنًا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهُ — أَوْ قَالَ: كِسَاءً — ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

الرَّجْسِ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] وَقَالَ: ”اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ
”بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ

شداد ابی عمار، وائلہ بن اسقع سے ملے اور اس وقت کچھ لوگ ان کے پاس تھے۔ وہاں علی رضی اللہ کا ذکر ہوا، جب وہ چلے گئے تو وائلہ نے ان سے کہا کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ میں نے نبی اکرم سے کیا دیکھا؟ تو شداد نے کہا جی ضرور۔ انہوں نے یہ بیان کیا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ کے پاس علی رضی اللہ کا پوچھنے گئے۔ جس پر فاطمہ رضی اللہ نے انہیں کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہیں۔ وہ انتظار میں بیٹھ گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، علی رضی اللہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس آئے اور انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چادر میں جمع کیا اور آیت تطہیر کے تلاوت کی، اور کہا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں، اور ان کا مجھ پر حق زیادہ ہے

وقال ابو داود: سمعت احمد يقول: حديث القرطبي - قال ابو داود: لعني محمد بن مصعب القرطبي -
- عن الأوزاعي، مقارب

احمد نے کہا محمد بن مصعب کی الأوزاعی سے حدیث سرسری ہے
يَخْبِي بَن مَعِين نے کہا محمد بن مصعب القرطبي لیس بشیء کوئی چیز نہیں ہے
یہ بھی کہا لم یکن من اصحاب الحدیث یہ محدث بھی نہیں ہے
. صالح جزرة: عاتة إحدیث عن الأوزاعی مقلوبہ

جزرة: نے کہا اس کی الأوزاعی سے روایت مقلوبہ ہیں

مقلوبہ یعنی کسی اور کی روایت پیش کرتا ہے اس نے نہیں لی ہوتی

صالح بن محمد: علیہ إحدیث عن الأوزاعی مقلوبہ، وقد روی عن الأوزاعی غیر حدیث کلہا مناکیر
لیس لہا اصول

صالح بن محمد: بیشتر روایات جو الأوزاعی سے نقل کرتا ہے وہ مناکیر ہیں ان کا کوئی اصول نہیں
ہے

حدیث مباہلہ

مسند احمد ترمذی مستدرک حاکم اور صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ
سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ وَخَلَفَهُ فِي بَعْضِ
مَعَاذِهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُخَلِّفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ قَالَ: «يَا عَلِيُّ، أَمَّا
تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى. إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ
خَيْبَرَ: «لَأُعْطِينَ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ» فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ:
«ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأَتَانِي بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. وَلَمَّا
نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: { نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ } [آل عمران: 61] دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَفَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا رِضْوَانِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ
أَهْلِي

قتیبہ بن سعید، محمد بن عباد حاتم ابن اسماعیل بکیر بن مسمار امر معاویہ بن ابی سفیان، سعد عامر بن سعد بن ابی وقاص (رض) اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان (رض) نے سعد (رض) کو امیر بنایا اور ان سے فرمایا تجھے ابو التراب (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو برا بھلا کہنے سے کس چیز نے منع کیا ہے، سعد (رض) نے کہا مجھے تین باتیں یاد ہیں کہ جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے فرمائی ہیں جن کی وجہ سے میں ان کو برا بھلا نہیں کہتا اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا اور آپ نے کسی غزوہ میں جاتے ہوئے ان کو اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑا تو علی (رض) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے علی (رض) سے فرمایا (اے علی!) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مقام میرے ہاں اس طرح ہے جس طرح کہ ہارون (علیہ السلام) کا مقام موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میں نے آپ سے سنا، آپ خیبر کے دن فرما رہے تھے کہ کل میں ایک ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا کہ جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتا ہوگا، راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر ہم اس انتظار میں رہے کہ ایسا خوش نصیب کون ہوگا؟) تو آپ نے فرمایا میرے پاس علی (رض) کو بلاؤ ان کو بلایا گیا تو ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور علم ان کو عطا فرمادیا، تو اللہ تعالیٰ نے علی (رض) کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئیں (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا وَنِسَاءَنَا وَنِصَابَنَا وَأَنْفُسَنَا

وَأَنْفُسُكُمْ) 3۔ آل عمران : 61) تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے علی (رض) اور فاطمہ (رض) اور حسن (رض) اور حسین (رض) کو بلایا اور فرمایا اے اللہ! یہ سب میرے اہل بیت (گھر والے) ہیں۔

ان تمام کی سندوں میں بکیر بن مسمار ہے، جو امام بخاری نے نزدیک مجروح ہے اس پر ان کی شدید جرح ہے۔ پتا نہیں امام مسلم نے یہ روایت کیوں لکھی؟

فضائل صحابہ از امام احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، نَا حَسَنُ هُوَ ابْنُ مُوسَى، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، قَالَ: جَاءَ رَاهِبًا نَجْرَانٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَسْلَمَا تَسْلَمَا»، فَقَالَ: قَدْ أَسْلَمْنَا قَبْلَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”كَذَبْتُمَا مَنَعَكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ ثَلَاثَ، سُجُودُكُمَا لِلصَّلِيبِ، وَقَوْلُكُمَا: { اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا } [البقرة: 116]، وَشَرِّبَكُمَا الْخَمْرَ“، فَقَالَ: فَمَا تَقُولُ فِي عِيسَى؟ قَالَ: ”فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ { ذَلِكَ نَثْلُوهَ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ } [آل عمران: 58] إِلَى قَوْلِهِ: { أُنَبِّئُكَ وَأُنَبِّئُكُمْ } [آل عمران: 61] قَالَ: فَدَعَا هُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَلَاعِنَةِ قَالَ: وَجَاءَ بِالْحُسَيْنِ، وَالْحُسَيْنِ، وَفَاطِمَةَ أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ ” قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدَهُ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَفَرَّزَ بِالْحِزْبَةِ وَلَا نُلَاعِنُهُ قَالَ: فَرَجَعَا، فَقَالَ: نَقُرُّ بِالْحِزْبَةِ وَلَا نُلَاعِنُكَ قَالَ: فَأَقَرَّ بِالْحِزْبَةِ

اس میں سند منقطع ہے

دلائل النبوة از البیهقی میں بھی ایسا متن ہے لیکن وہاں اس کی سند میں سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ كُشُوْع
ایک مچھول ہے

واقعہ مباہلہ ۹ ہجری کا ہے اور السمودی (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى) کے مطابق یہ سن ۱۰ ہجری
کا واقعہ ہے

إم کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا کی وفات سن ۹ ہجری شعبان میں ہوئی۔ رقیہ رضی اللہ عنہا کی سن
۲ ہجری میں ہوئی اور زینب رضی اللہ عنہا کی سن ۸ ہجری میں ہوئی۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی اس وقت صرف ایک بیٹی زندہ تھیں جو فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اہل تشیع میں کہا جاتا ہے
یہ واقعہ ۲۴ ذی الحجہ سن ۹ ہجری میں ہوا

المفید، الارشاد، ج 1، ص 166-171

ابن شہر آشوب، 1376 ق، ج 3، ص: 144۔

جبکہ اہل سنت میں المقریزی (التوفی: 845ھ) کی کتاب إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال
والأموال والحفدة والمتاع کے مطابق یہ رمضان سن ۹ ہجری سے پہلے ہوا۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام
یا سیرت ابن اسحاق کے مطابق بھی یہ واقعہ سن ۹ ہجری میں ہوا جس کے بعد بھی بہت سے
واقعات ہوئے جو یہ ناممکن بنا دیتے ہیں کہ یہ سال ختم ہونے سے چھ دن پہلے ہوا ہو یعنی ۲۴
ذی الحجہ کو

المقریزی (التوفی: 845ھ) کے مطابق وفد نجران کے جانے کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو یمن
بھیجا گیا یہ بھی سن ۹ میں ہوا

یاد رہے کہ حج پر سورہ توبہ کی آیات مجمع میں سنانے کے لئے بھی علی کو بھیجا گیا تھا ان شواہد کی موجودگی میں یہ ممکن ہی نہیں کہ یہ واقعہ ۲۴ ذوالحجہ کا ہو

قرآن میں شرط رکھی ہے کہ

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَذْغِ أَبْنَاءَنَا
وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ
عَلَى الْكَاذِبِينَ

اپنے بیٹوں کو لاؤ اور اپنی عورتوں کو لاؤ

تمام روایات میں ہے کہ ۶۰ مرد نجران سے آئے تھے ان میں عورتیں نہ تھیں لہذا مباہلہ اسی صورت ہوتا کہ یہ واپس جا کر اپنے اہل و عیال کو لاتے۔ جب یہ بات یہاں تک پہنچی تو نصرانی ڈر گئے اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا

حدیث کساء اور مباہلہ تنقیص عثمان رضی اللہ عنہ پر گھڑی گئی ہیں جن میں عثمان رضی اللہ عنہ کی نسل کو اولاد نبی سے نکل دیا گیا اور اولاد علی کو اس طرح پیش کیا کہ گویا یہ اولاد نبی ہوں

مباہلہ کا واقعہ اگر ہوا ہوتا تو کئی طرق سے ثابت ہوتا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر جماعت اس کو نقل کرتی لیکن اس کی اسناد میں جن کو صحیح سمجھا گیا ہے ان میں ایک ہی راوی بکیر بن مسہار المتوفی ۱۵۳ھ کا تفرّد ہے جو امام بخاری کے نزدیک ضعیف، ابن حجر کے نزدیک ضعیف، ابن حبان کے نزدیک ضعیف ہے

قرآن میں **نساءکم** ہے یعنی ایک سے زیادہ عورتوں کو لانا ہوگا یعنی امہات المؤمنین کو بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے بیٹے ابراہیم کو ہم کیوں بھول جاتے ہیں؟ روایت کے مطابق رسول اللہ اپنے صلیبی بیٹے ابراہیم کی بجائے نواسوں حسن و حسین کو لے گئے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ سب کذب ہے۔ دوسری طرف نصرانیوں کے وفد میں نہ عورتیں ہیں نہ بچے ہیں لہذا یہ کیسا آدھا پونا مبالغہ ہے جس میں ایک طرف بیٹی داماد اور نواسے ہیں اور دوسری طرف ۶۰ مرد ہیں؟ یہ سب ناقابل قبول ہے نہ یہ قرآن کے حکم پر مکمل عمل ہے نہ یہ کبھی فریق مخالف کو قبول ہوتا

یہ چند روایات ہیں جن کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ علی اس امت میں خلیفہ بننے کے حق دار تھے لیکن پہلے خلیفہ نہ بن پائے۔

راقم کہتا ہے علی رضی اللہ عنہ کی سادہ خواہش تھی کہ وہ خلیفہ ہوں۔ بس اس سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر علی کو موقع ملا، قاتلین عثمان نے علی کو سپورٹ کیا اور علی خلیفہ ہو گئے۔ حدیث منزلتین و غدیر خم و ثقلین صحیح ہیں لیکن باقی روایات علی کی وفات کے بعد بنی ہیں۔ حدیث ثقلین میں علی کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی من جملہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔

بیعت خلافت کے قصے

سَالِم بن أَبِي الْجَعْدِ کی روایت

فضائل الصحابہ از امام احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَتْنَا إِسْحَاقَ بْنَ يُوْسُفَ قَتْنَا عَبْدَ الْمَلِكِ، يَعْنِي: ابْنَ أَبِي سَلَيْمَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْضُورٌ، قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَقْتُولُ السَّاعَةِ، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَأَخَذْتُ بِوَسْطِهِ نَحْنُفًا عَلَيْهِ، فَقَالَ: خَلِّ لَا أَمَ لَكَ، قَالَ: فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ، وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ، فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا، وَأَعْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوا عَلَيْهِ الْبَابَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيفَةٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ: ” لَا تُرِيدُونِي، فَإِنِّي لَكُمْ وَزِيرٌ خَيْرٌ مِنِّي لَكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ، قَالَ: فَإِنْ أَتَيْتُمْ عَلِيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَا تَكُونُ سِرًّا، وَلَكِنْ أَخْرِجُوا إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايَعَنِي بَايَعَنِي، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ.

مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ کہتے ہیں کہ میں علی کے ساتھ تھا اور عثمان محصور تھے پس ایک شخص آیا اور کہا امیر المؤمنین کا قتل ہو گیا پھر دوسرا آیا اس نے کہا امیر المؤمنین کا ابھی قتل ہوا۔ پس علی اٹھے اور محمد کہتے ہیں میں نے ان کو تھام لیا۔ پس وہ عثمان کے گھر تک گئے وہاں ایک (اور) شخص (بھی) مقتول تھا پس وہ داخل ہوئے اور دروازہ (اندر سے) بند کر دیا پس لوگ آئے اور دروازہ کو بیٹھنا شروع کیا اور اندر داخل ہو گئے اور کہا یہ شخص تو قتل ہی ہو گیا اور اب (اے علی) اب کو ہی خلیفہ ہونا چاہیے اور ہم نہیں جانتے کہ آپ سے زیادہ کوئی حقدار ہو پس علی نے کہا تم کو میری ضرورت نہیں ہے امیر سے بہتر میں وزیر ہوں انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم آپ سے زیادہ حق دار کسی اور کو نہیں جانتے پس علی نے کہا اگر تم زور دیتے ہو تو میری بیعت چھپ کر نہیں مسجد میں ہوگی پس جو چاہے بیعت کرے پس مسجد میں آئے اور بیعت ہوئی

سند میں عبد الملك بن أبي سليمان العزَزمي الفَرَاري الكوفي مجهول الحال ہے۔ یہاں سند منقطع بھی ہے۔ فضائل صحابہ از امام احمد میں سند ہے

حدثنا إسحاق بن يوسف عن عبد الملك بن أبي سليمان عن سلمة بن كهيل عن سالم بن أبي الجعد

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق ج ۳ ص ۷۱ پر حاشیہ میں اس روایت پر کہتے ہیں اسنادہ صحیح

نامہ سیرت علی

شیخ الحدیث کرب خان خاں صاحب دہلوی

فضائل صحابہ

نامہ ابوبکر خاندان سیرت علی

ترجمہ: فیض محمد دہلوی، سید محمد رفیع، شیخ الحدیث محمد رفیع

مطبع: دارالحدیث، لاہور

بکات کاؤز

❶ تحقيق: اسنادہ صحیح؛ مسند الامام أحمد: 5/419

❖ تحقیق: اسناد صحیح؛ تقدم تخریج فی رقم: 170

❶ تحقیق: اسناد صحیح؛ تخریج: تاریخ الامم والملوک للطبری: 5/ 153-152

7

64

صحیح ہے۔ راقم کہتا ہے یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس کے مطابق علی کو جب قتل کی خبر ملی، وہ عثمان کے گھر چلے گئے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ کیا قتل گاہ جا کر کوئی ایسا کرے گا؟ سند میں سالم بن ابی الجعد کٹر شیعہ ہے اور مدلس بھی ہے

ابو بکر الخلال کتاب السنۃ میں لکھتے ہیں امام احمد کے حوالے سے بلا سند نے کہا

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مَا سَمِعْتُهُ إِلَّا مِنْهُ، مَا أَعْجَبَهُ مِنْ حَدِيثٍ

میں نے سوائے اس کے کچھ اور نہیں سنا کتنی اچھی حدیث ہے

مسند ابن ابی شیبہ 37793 میں ہے

حَدَّثَنَا - يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: كُنَّا فِي الشَّعْبِ فَكُنَّا نَنْتَقِصُ عُثْمَانَ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَفْرَطْنَا، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، تَذْكُرُ عَشِيَّةَ الْجَمَلِ؟ أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ وَأَنْتَ عَنْ شِمَالِهِ، إِذْ سَمِعْنَا الصَّيْحَةَ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ؟ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ، الَّتِي بَعَثَ بِهَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَاقِفَةً فِي الْمَرْبِدِ تَلْعَنُ فَتْلَةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَعَنَ اللَّهُ فَتْلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ وَهَذَا عَنْ شِمَالِهِ، فَسَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ إِلَى فِي وَابْنُ عَبَّاسٍ، فَوَاللَّهِ مَا عِثْتُ عُثْمَانَ إِلَى يَوْمِي هَذَا

سالم بن ابی الجعد نے محمد بن حنفیہ سے روایت کیا کہ ہم عثمان کے قصے (مکہ کی) گھاٹی (الشعب) میں (ایک دوسرے سے) بیان کرتے تھے ایک دن اس سے نکل کر ہم ابن عباس کے پاس گئے ان سے کہا اے ابن عباس جمل کا ذکر کریں میں محمد بن حنفیہ، علی کے دائیں طرف تھا اور آپ بائیں طرف تھے ہم نے مدینہ کی

طرف سے ایک چیخ سنی تھی۔ ابن عباس نے کہا ہاں سنی تھی فلاں بن فلاں کو بھیجا تو اس نے خبر کی کہ ام المومنین عائشہ کو پایا کہ وہ غم میں قاتلین عثمان پر لعنت کر رہی تھیں پس علی نے کہا میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہوں جو گھاٹی میں ہوں پہاڑ پر خشکی پر بحر پر.... پس اس دن کے بعد سے میں (محمد بن حنفیہ) نے عثمان کو عیب نہ دیا

یہ دونوں روایات سخت مضطرب ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا چیخ کر ماتم کرتیں، جاہلوں کا قول ہے محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ علیہ مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور تک عثمان رضی اللہ عنہ کو عیب دیتے۔ وہ علی کو مقتل عثمان تک لے کر گئے تھے پھر بھی یہ عالم تھا اور یہ عیب دینا تمام جنگوں کے بعد کسی دور میں مکہ میں ابن عباس سے کلام کے بعد بند کیا۔ گویا اس سے قبل قتال میں مصروف رہے اس پر بات ہی نہ ہو سکی کہ عثمان مظلوم تھے یا ظالم تھے یا اللعجب

معلوم ہوا یہ سب کو اس سالم بن ابی الجعد نے گھڑی ہے⁸

قال أبو داود: لا يصح لسالم سماع من علي، وإنما يروي عن محمد ابن الحنفية.

ابو داود نے کہا: سالم کا سماع علی سے نہیں یہ تو ابن حنفیہ سے روایت کرتا ہے راقم کہتا ہے، سالم بن ابی الجعد کا سماع ابن حنفیہ سے بھی مشکوک ہے کیونکہ یہ عبد اللہ بن محمد ابن الحنفیہ سے روایات لیتا تھا۔ علل دارقطنی کے مطابق یہ سند میں بار بار نام بدلتا تھا۔ کبھی علی سند سے کبھی ابن حنفیہ کی سند سے کبھی عبد اللہ بن حنفیہ کی سند سے کبھی بنی خزاعہ کے کسی مجہول شخص کی سند سے ایک ہی روایت بیان کرتا وَسَمِعَ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: يَا بَلالَ أَرْحَنَّا بِالصَّلَاةِ. فقال: هُوَ حَدِيثٌ يُرْوَى عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، وَاخْتُلِفَ عَنْهُ؛

عجیب بات ہے کہ اس روایت کے بقول عثمان کے قتل کے وقت علی اپنے گھر میں تھے لیکن فضائل صحابہ از امام احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ وہ مسجد میں تھے

321

فضائل صحابہ ﷺ

[970] حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قتنا وهب بن جرير قتنا جويرية بن أسماء قال حدثني مالك بن أنس عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن المسور بن مخرمة قال قتل عثمان وعلي في المسجد قال فمال الناس إلى طلحة قال فانصرف علي بريد منزله فلقيه رجل من قریش عند موضع الجنانز فقال انظروا إلى رجل قتل بن عمه وسلب ملكه قال فولى راجعا فرقى في المنبر فقبل ذاك علي على المنبر فمال الناس عليه فبايعوه وتركوا طلحة

۹۷۰۔ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے۔ لوگوں نے سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنی چاہی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا، ان کو ایک قریشی آدمی جنازہ گاہ کے پاس ملا اور کہا: دیکھو! اس شخص کو جس نے اپنے چچا زاد بھائی کو قتل کر کے اس کی حکومت لوٹ لی، راوی کہتے ہیں: یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس مسجد آ کر منبر پر چڑھے تو کسی نے کہا: دیکھو یہ علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہیں تو سارے لوگوں نے ان کی طرف مائل ہو کر بیعت کرنے لگے اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ ❶

❶ تحقیق: اسناد حسن، تخریج: صفحہ الصفوۃ لابن الجوزی: 314/1؛ کتاب الذخائر للطبرانی؛ ص: 101

محقق وصی اللہ بن محمد عباس کے مطابق یہ روایت حسن ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ علی ایک ہی وقت میں کئی مقامات پر قتل عثمان کے وقت موجود تھے؟

فقیل: عن الثوري، عن عثمان بن المغيرة، عن سالم بن أبي الجعد، عن ابن الحنفية، عن علي، قاله أبو خالد عبد العزيز بن أبان، عن الثوري.

وقال إسنابيل، عن عثمان بن المغيرة، عن سالم بن أبي الجعد، عن عبد الله بن محمد بن الحنفية، عن صيفر لهم، عن النبي صلى الله عليه وسلم، لم يذكر عليا.

ورواه عمرو بن مرة، وأبو حمزة الثمالي ثابت بن أبي صفيّة، عن سالم بن أبي الجعد، عن رجل من خزاعة، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

لم يذكر عليا، ولا ابن الحنفية.

سالم مدلس ہے۔ یدلس ویرسل یہ ارسال و تدلیس کرتا ہے

علی کی بیعت چند اصحاب نے کی جو مدینہ میں تھے۔ مدینہ کے سب اصحاب رسول نے نہیں کی چونکہ علی کی خلیفہ کے طور پر بیعت ہوئی جب تک وہ زندہ رہے کسی اور نے خلافت کا اعلان نہیں کیا معاویہ نے خلیفہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا

واقعی کی روایت

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا ایک قصہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں ج ۷ ص ۲۲۶ میں پیش کرتے ہیں جو واقعی کذاب اور مجہولین کی سند سے ہے

وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: بَايَعَ النَّاسُ عَلِيًّا بِالْمَدِينَةِ، وَتَرَبَّصَ سَبْعَةُ نَفَرٍ لَمْ يُبَايِعُوا، مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَصَهْبَبٌ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَسْلَمَةَ، وَسَلْمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَفَّاشٍ، وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَلَمْ يَتَخَلَّفْ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَّا بَايَعَ فِيمَا نَعْلَمُ. وَذَكَرَ سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ شُيُوخِهِ قَالُوا: بَقِيَتْ الْمَدِينَةُ خَمْسَةَ أَيَّامٍ بَعْدَ مَقْتَلِ عُثْمَانَ وَأَمِيرِهَا الْعَافِقِيُّ بْنُ حَرْبٍ، يَلْتَمِسُونَ مَنْ يُجِيبُهُمْ إِلَى الْقِيَامِ بِالْأَمْرِ. وَالْمَصْرِيُّونَ يُلْحُونَ عَلَى عَلِيٍّ وَهُوَ يَهْرُبُ مِنْهُمْ إِلَى الْجِيْطَانِ، وَيَطْلُبُ الْكُوفِيُّونَ الزُّبَيْرَ فَلَا يَجِدُونَهُ، وَالْبَصْرِيُّونَ يَطْلُبُونَ طَلْحَةَ فَلَا يُجِيبُهُمْ، فَقَالُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ لَا نُوَلِّي أَحَدًا مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ، فَمَضَوْا إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالُوا: إِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الشُّوْرَى فَلَمْ يَقْبَلْ مِنْهُمْ، ثُمَّ رَاحُوا إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَأَبَى عَلَيْهِمْ، فَحَارَوْا فِي أَمْرِهِمْ، ثُمَّ قَالُوا: إِنْ نَحْنُ رَجَعْنَا إِلَى أَمْصَارِنَا يَقْتُلُ عُثْمَانُ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي أَمْرِهِمْ وَلَمْ نَسْلَمْ، فَرَجَعُوا إِلَى عَلِيٍّ فَأَلْحُوا عَلَيْهِ، وَأَخَذَ الْأَشْتَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ يَقُولُونَ: أَوَّلُ مَنْ بَايَعَهُ الْأَشْتَرُ النَّحْعِيُّ وَذَلِكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ الرَّابِعِ وَالْعِشْرُونَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، وَذَلِكَ بَعْدَ مُرَاجَعَةِ النَّاسِ هُمْ فِي ذَلِكَ، وَكُلُّهُمْ يَقُولُ: لَا يَصْلُحُ لَهَا إِلَّا عَلِيٌّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصَدَّ عَلَى الْمُنْزِلِ بَايَعَهُ مَنْ لَمْ يُبَايَعَهُ بِالْأَمْسِ، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ بَايَعَهُ طَلْحَةُ بِيَدِهِ الشَّلَاءِ، فَقَالَ قَائِلٌ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، ثُمَّ الزُّبَيْرُ، ثُمَّ قَالَ

الرُّبَيْزُ: إِنَّمَا بَايَعْتُ عَلِيًّا وَاللَّجَّ عَلَى عُنْقِي وَالسَّلَامَ، ثُمَّ رَاحَ إِلَى مَكَّةَ فَأَقَامَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، وَكَانَتْ هَذِهِ الْبَيْعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَخْمَسَةِ بَقِيَّةٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ،

واقدی نے کہا کہ لوگوں نے علی کی بیعت مدینہ میں کی اور... سات لوگوں نے بیعت نہیں کی جن میں ابن عمر ہیں سعد بن ابی وقاص ہیں صہیب الرومی ہیں اور زید بن ثابت ہیں اور محمد بن ابی مسلمہ ہیں اور سلامہ بن وقش ہیں اور اسامہ بن زید ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ انصار میں سے کسی نے اس بیعت پر اختلاف کیا ہو اور سیف بن عمر نے ذکر کیا اپنے شیوخ کی ایک جماعت سے انہوں نے کہا عثمان کے قتل کے بعد پانچ دن تک الْغَافِقِيُّ بْنُ حَرْبٍ مدینہ پر امیر تھا۔... مصری علی سے ملے اور علی ان سے فرار کر کے باغوں میں چلے گئے اور کوئی زیر کو طلب کرتے تھے وہ ان کو نہ ملے اور بصری طلحہ کو انہوں نے بھی جواب نہ دیا.... لوگ سعد کے پاس آئے کہ اپ اہل شوری میں سے ہیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا پھر ابن عمر کے پاس وہ ان سے دور ہوئے... سب سے پہلے کوفیوں میں سے اُثْمَرُ النَّخَعِيُّ نے علی کی بیعت کی.... پھر علی منبر پر گئے سب سے پہلے طَلْحَةُ بْنُ كَاهْتھ شل تھانے بیعت کی

- یہ روایت ہمارے مورخین ابن کثیر وغیرہ نے لکھی ہے جبکہ یہ جھوٹ کا درخت ہے

طبقات ابن سعد کا خلافت علی اور قتل عثمان سے متعلق پورا اقتباس قابل رد ہے کیونکہ اس میں ہے ابن سعد نے کہا

قَالَ: قَالُوا لِمَا قُتِلَ عُمَان

ابن سعد نے کہا کہتے ہیں جب عثمان کا قتل ہوا

ابن سعد نے اس کی کوئی سند نہیں دی جس سے اس بیان کی صداقت پر یقین ہو

حسن بصری کی روایت

تاریخ طبری میں ہے

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمِيدٌ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: رَأَيْتُ الزُّبَيْرَ ابْنَ الْعَوَّامِ بَايِعَ عَلِيًّا فِي حَشٍّ مِنْ حَشَّانِ الْمَدِينَةِ

حسن نے کہا میں نے زبیر کو دیکھا انہوں نے علی کی بیعت مدینہ کے ایک ایک باغ میں کی

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق ج ۳ ص ۷۲ پر حاشیہ میں اس روایت پر کہتے ہیں

اسنادہ ضعیف

تاریخ طبری میں ہے

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمِيدٌ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: رَأَيْتُ الزُّبَيْرَ ابْنَ الْعَوَّامِ بَايِعَ عَلِيًّا فِي حَشٍّ مِنْ حَشَّانِ الْمَدِينَةِ

حمید الطویل مدلس نے عنعنہ کے ساتھ حسن بصری سے روایت کیا کہ میں نے الزبیر کو دیکھا کہ انہوں نے علی کی بیعت مدینہ کے ایک باغ میں کی

راقم کہتا ہے مدلس کی عن سے روایت صحیح کے درجہ میں نہیں ہے
روایت کاراوی محمد بن سنان القزاز ثقہ نہیں اور کذاب مشہور ہے

رماء أبو داود بالكذب، وابن خراش يقول: ليس بثقة.

دوسرا راوی إسحاق بن إدريس الأسواري البصري بھی متروک ہے

اشتر کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ
عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَشْتَرٍ: لَقَدْ كُنْتُ كَارِهَا لِيَوْمِ الدَّارِ فَكَيْفَ رَجَعْتَ عَنْ رَأْيِكَ؟
فَقَالَ: أَجَلٌ، وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَكَارِهَا لِيَوْمِ الدَّارِ وَلَكِنْ جِئْتُ بِأُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي
سُفْيَانَ لَأُدْخِلَهَا الدَّارَ، وَارَدْتُ أَنْ أُخْرِجَ عُثْمَانَ فِي هَوْدَجٍ، فَأَبَوْا أَنْ يَدْعُونِي
وَقَالُوا: مَا لَنَا وَلَكَ يَا أَشْتَرُ، وَلَكِنِّي رَأَيْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَالْقَوْمَ بَايَعُوا عَلِيًّا
طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ؛ ثُمَّ نَكَلُوا عَلَيْهِ، قُلْتُ: فَأَبْنُ الزُّبَيْرِ الْقَائِلُ: اقْتُلُونِي
وَمَالِكًا، قَالَ: لَا وَاللَّهِ، وَلَا رَفَعْتُ السَّيْفَ عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَنَا أَرَى أَنْ فِيهِ شَيْئًا
مِنَ الرُّوحِ لِأَنِّي كُنْتُ عَلَيْهِ بِحَقٍّ؛ لِأَنَّهُ اسْتَحَفَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى أَخْرَجَهَا،
فَلَمَّا لَقِيَتْهُ مَا رَضِيَتْ لَهُ بِقُوَّةٍ سَاعِدِي حَتَّى قُمْتُ فِي الرِّكَابَيْنِ قَائِمًا فَضَرَبَتْهُ عَلَى
رَأْسِهِ، فَرَأَيْتُ أَنِّي قَدْ قَتَلْتُهُ، وَلَكِنَّ الْقَائِلَ «اقْتُلُونِي وَمَالِكًا» عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ، لَمَّا لَقِيَتْهُ اعْتَنَقَتْهُ فَوَقَعْتُ أَنَا وَهُوَ عَنْ فَرَسَيْنَا، فَجَعَلَ يُنَادِي:
اقْتُلُونِي وَمَالِكًا، وَالنَّاسُ يَمْرُونَ لَا يَدْرُونَ مَنْ يَعْنِي، وَلَمْ يَقُلْ: الْأَشْتَرُ وَإِلَّا
لَقَاتِلْتُ

علقمہ نے الاشر (مالک بن الحارث بن عبد یغوث) سے کہا آج میں تم کو الدار پر کراہت کرنے والا دیکھ رہا ہوں تو تم نے اپنی رائے سے رجوع کیا؟ اس نے کہا ہاں اللہ کی قسم میں آج کراہت کر رہا ہوں لیکن اُمّ حَبِیْبَةُ بِنْتُ اَبِی سُوْفَیَّانِ آئیں ان کو الدار میں داخل نہ ہونے دیا گیا میں نے ارادہ کیا تھا عثمان کو ہودج میں بھگانے کا۔ لیکن عثمان نے انکار کیا کہ ہمارے لئے یہ نہیں ہے تیری بربادی ہو الاشر لیکن میں نے دیکھا کہ طلحہ وزیر نے اور ایک قوم نے علی کی بیعت بغیر کراہت کر لی ہے پھر اس سے نکل گئے

علقمہ بن قیس بن عبد اللہ جنک صفین اور نہروان میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے لڑے اور اغلباً وہاں الاشر سے کلام کیا۔ مالک بن الحارث بن عبد یغوث الاشر کو علی نے صفین کے بعد مصر کا گورنر مقرر کیا لیکن یہ وہاں داخل نہ ہو سکا رستے میں مر گیا۔

کتاب العلل میں احمد نے خبر دی کہ الاشر ایک گروپ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا

قال عبد الله بن أحمد: قال أبي في حديث يزيد بن زريع: عن شعبة، قال: أنبأني عمرو بن مرة، عن عبد الله بن سلمة، قال: دخلنا على عمر معاشر وفد مذحج، وكنت من أقربهم منه مجلساً، فجعل عمر ينظر إلى الأشر ويصرف بصره، فقال لي: أمنكم هذا؟ قلت: نعم يا أمير المؤمنين، قال: ما له قاتله الله، كفى الله أمة محمد شره، والله إنني لأحسب أن للمسلمين منه يوماً عصبياً.

عبد اللہ بن سلمہ نے کہا عمر نے اشر کو دیکھ کر نظر پھیر لی اور کہا اللہ امت محمد کے لئے اس کے شر پر کافی ہے اللہ کی قسم میں اس کی وجہ سے گمان کرتا ہوں کہ مسلمانوں پر سخت دن آئے گا

احمد کے نزدیک اشر متروک تھا۔ وقال هني بن يحيى: سألت إسماعيل بن الأشرير عن الحديث؟ قال: لا. «تهذيب التهذيب»

احمد اس سے روایت نہیں کرتے تھے

إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال میں مغطای نے بھی اشتر کے ترجمہ میں اس کی روایت کی صحت کو مشکوک کہا ہے

وصحة الشخص لا تلزم صحة الرواية عنه

ایک شخص (یعنی علی بن ابی طالب) کی صحبت ہونے سے روایت کی صحت لازم نہیں ہے

ان وجوہات کی بنا پر اشتر کی روایت رد کی جائے گی کیونکہ اشتر کی شخصیت پر اصحاب رسول کا اختلاف ہے اور محدثین کا موقف ہے کہ روایت رد کر دی جائے

افسوس کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق ج ۳ ص ۳۸۴ پر حاشیہ میں اس روایت کو صحیح کہہ دیا ہے

تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ بْنِ الشَّهِيدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ ابْنَ عِيَّاشٍ يَقُولُ: قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ لِلْأَشْتَرِ: قَدْ كُنْتَ كَارَهَا لِقَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَمَا أَخْرَجَكَ بِالْبَصْرَةِ؟ قَالَ: إِنْ هُوَ لَاءٍ بَايَعُوهُ، ثُمَّ نَكثُوا- وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هُوَ الَّذِي أَكْرَهَ عَائِشَةَ عَلَى الْخُرُوجِ- فَكُنْتُ أَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُلْقِيَنِيهِ، فَلَقِيَنِي كَفَّةٌ لِكَفَّةٍ، فَمَا رَضِيَتْ بِشِدَّةٍ سَاعِدِي أَنْ قُمْتُ فِي الرِّكَابِ فَضْرِبَتْهُ عَلَى رَأْسِهِ فَصَرَعَتْهُ فَلَنَا فَهُوَ الْقَاتِلُ: اقْتُلُونِي وَمَالِكَا؟ قَالَ: لَا، مَا تَرَكْتَهُ وَفِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ، ذَاكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَتَابٍ بْنُ أُسَيْدٍ، لَقِيَنِي فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ، فَصَرَعَنِي وَصَرَعْتَهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ اقْتُلُونِي وَمَالِكَا، وَلَا يَعْلَمُونَ مِنْ مَالِكٍ، فَلَوْ يَعْلَمُونَ لَقَتُلُونِي ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ: هَذَا كِتَابُكَ شَاهِدُهُ

علقمہ نے کہا میں نے اشتر سے پوچھا اگر تم قتل عثمان سے کراہت کر رہے تھے تو بصرہ سے کیوں نکلے تھے؟ اس نے کہا ان لوگوں (طلحہ و زبیر) نے بیعت کی پھر اس سے نکل گئے اور یہ ابن زبیر تھے جو عائشہ کے نکلنے پر کراہت کرتے تھے تو میں اللہ سے دعا کرتا تھا کہ میری ان سے ملاقات ہو جائے... (پس جنگ میں ملاقات ہوئی) میں نے ان کے سر پر ضرب لگائی کہنے لگے تو قتل کرے گا؟ میں نے کہا نہیں

راقم کہتا ہے یہ سند ابو بکر ابن عیّاش اور علقمہ کے درمیان منقطع ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ۱۳ ص ۵۸ پر اس کو تعریفی انداز میں ذکر کیا ہے صحیح قرار دیا ہے

وَأَخْرَجَ الطَّبْرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِلْأَشْتَرِ قَدْ كُنْتَ كَارِهًا لِقَتْلِ عُثْمَانَ فَكَيْفَ قَاتَلْتَ يَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ بَايَعُوا عَلِيًّا ثُمَّ نَكَلُوا عَهْدَهُ

طارق بن شہاب کی روایت

اسی کتاب میں دوسری سند 37799 ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي الصَّرَفِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ قُلْتُ: مَا يُقِيمُنِي بِالْعِرَاقِ، وَإِنَّمَا الْجَمَاعَةُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ؛ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَأَخْبَرْتُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ بَايَعُوا عَلِيًّا، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ وَإِذَا عَلِيٌّ بِهَا، فَوُضِعَ لَهُ رَجُلٌ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، فَكَانَ كَقِيَامِ الرَّجُلِ، فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَايَعَا طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهَيْنِ، ثُمَّ أَرَادَا أَنْ يُفْسِدَا الْأَمْرَ وَيَشْقَا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَحَرَضَ عَلَى قِتَالِهِمْ

طارق بن شہاب نے کہا جب عثمان کا قتل ہوا میں نے کہا اب میں عراق میں نہیں رکوں گا اور جماعت تو مدینہ میں ہے مہاجرین و انصار کے ساتھ پس میں نکل کھڑا ہوا تو لوگوں نے خبر دی کہ علی کی بیعت ہو گئی ہے کہا میں زبدہ چلا گیا تو علی وہاں تھے... پس علی نے کہا طلحہ و زبیر نے بیعت کی تھی بغیر کراہت کے پھر انہوں نے فساد کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کو قتال پر ابھارا

الذہبی میزان میں صفوان بن قبیصہ پر لکھتے ہیں مجہول ہے ابو حاتم بھی اس کو مجہول کہتے ہیں۔ کتاب میں امام احمد کا قول ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أَبُو قَبِيصَةَ لَا أُدْرِي مَنْ هُوَ.

ابو قَبِيصَةَ کو میں نہیں جانتا کون ہے

مزید یہ کہ سند میں لکھا ہے جبکہ محدثین کی کتب میں کہا گیا ہے

صفوان [3] بن قَبِيصَةَ، أَبُو قَبِيصَةَ.

يروي عن طارق بن شهاب إن كان سمع منه، روى عنه أمي الصنيزي

یہاں راوی امی الصنیزفی ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ اُمِّيُّ بْنُ رَبِيعَةَ الْمُرَادِيُّ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ

الْكُوفِيُّ ہے

عمر و یا عمر بن جاوان کی الأحنف بن قیس سے

روایت

مسند البرزاز میں ہے

وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ [ص: 46] حُصَيْنِ بْنِ يَعْنِي ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، قَالَ: قَالَ الْأَخْنَفُ بْنُ قَيْسٍ: انْطَلَقْنَا حُجَّاجًا وَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ، فَإِنَّا لَنَتَّصِعُ رِحَالَنَا، إِذْ أَتَانَا أَتٍ، فَقَالَ: قَدْ فَرَعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَصَاحِبِي فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ فِي وَسْطِ الْمَسْجِدِ عَلَى نَفَرٍ فَتَخَلَّلْتُهُمْ، فَإِذَا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَسَعْدُ، فَلَمْ يَكُنْ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ جَاءَ عُمَانُ يَمْشِي فِي الْمَسْجِدِ عَلَيْهِ مَلَاءَتَانِ أَوْ مَلَاءَةٌ صُفْرٌ، قَدْ رَفَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهُمْ، قِيلَ: هَذَا ابْنُ عَفَّانٍ فَقَالَ: أَهَاهُنَا عَلِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا الزُّبَيْرُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَهَاهُنَا سَعْدُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ يَبْتَاعَ مَرْبَدَ بَنِي فَلَانَ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ، فَابْتَغْتُهُ بِعِشْرِينَ أَوْ بِخَمْسَةِ عَشْرِينَ أَلْفًا، فَاتَّبَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ ابْتَغْتُهُ، فَقَالَ: «اجْعَلْهُ فِي الْمَسْجِدِ - أَوْ قَالَ اجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِ الْمُسْلِمِينَ - وَأَجْرِهُ لَكَ». فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ يَبْتَاعَ بَنِي رُومَةَ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ" فَابْتَغْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَاتَّبَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ ابْتَغْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: "اجْعَلْهَا سِقَايَةَ لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرِهَا لَكَ"، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ: أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ يَوْمَ جَبَشِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ: «مَنْ جَهَرَ هَوْلًا عَفَرَ اللَّهُ لَهُ» فَجَهَرْتُهُمْ حَتَّى مَا يَفْقِدُونَ خِطَامًا [ص: 47] وَلَا عِقَالًا، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا، ثُمَّ انْصَرَفَ. وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ رَوَاهُ عَنِ الْأَخْنَفِ، إِلَّا ابْنُ جَاوَانَ، وَقَدْ اخْتَلَفُوا فِي اسْمِهِ، وَلَا نَعْلَمُ رَوَى عَنِ ابْنِ جَاوَانَ، إِلَّا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عمر و بن جاوان، نے الاخنف بن قیس کی سند سے قتل عثمان پر طویل روایت ذکر کی اور کہا ہم حج کے لئے نکلے تو مدینہ پہنچے... ہم نے مسجد النبی میں لوگوں کو گھبراہٹ میں دیکھا کہا میں اور میرے صاحب مسجد گئے لوگ وہاں جمع تھے اس کے وسط میں تو دیکھا علی زبیر طلحہ اور سعد کو پھر جلد ہی عثمان آئے مسجد میں چلتے ہوئے... لوگوں نے کہا یہ عثمان ہیں

البرزاز نے کہا ہم نہیں جانتے اس کو الاخنف بن قیس سے کسی نے روایت کیا ہو سوائے عمر و بن جاوان کے

احنف بن قیس رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ باغیوں کے محاصرے کے وقت وہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے پوچھا: "مجھے لگتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے گا؟ ان کے بعد آپ مجھے کس سے بیعت کا مشورہ دیتے ہیں؟" ان دونوں نے جواب دیا: "علی کی۔" میں نے پوچھا: "کیا آپ دونوں علی کی خلافت سے راضی ہیں اور کیا فی الواقع انہی کی بیعت کا مشورہ دے رہے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا: "ہاں۔" اس کے بعد احنف رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے۔ وہاں ان کی ملاقات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور انہوں نے آپ سے بھی مشورہ کیا۔ آپ نے بھی انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا مشورہ دیا۔⁴

راقم کہتا ہے عُمَرُ بْنُ جَاوَانَ، یا عُمَرُ بْنُ جَاوَانَ، مجہول الحال ہے اور اس نے یہ روایت صرف اس مقصد کے تحت بیان کی ہے کہ ان بزرگوں کو بیعت علی سے مفرور قرار دیا جائے۔ اس کو حسب روایت ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور افسوس الذہبی نے بھی ثقہ کہا ہے جبکہ یہ مجہول ہے۔ امیر یا خلیفہ کی اطاعت فرض ہے اور یہ قرآن کا حکم ہے۔ اس کی خلاف ورزی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم نہیں کر سکتے

مزید یہ کہ اس راوی کا صحیح نام تک معلوم نہیں ہے۔ عل دارقطنی میں ہے

وَسَنَل عَنْ حَدِيثِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُثْمَانَ، وَطَلْحَةَ بْنِ عُثَيْدٍ اللَّهِ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ فِي قِصَّةِ بَنِي رُوْمَةَ وَغَيْرِهَا.

فَقَالَ: يَرْوِيهِ حُصَيْنٌ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ، عَنْ الْأَخْنَفِ، وَاخْتَلَفَ عَنْ حُصَيْنٍ فِي اسْمِ جَاوَانَ.

فَقَالَ: جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَأَبُو عَوَانَةَ، وَسَلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَأَبُو حَفْصٍ الْأَكْبَارُ، وَعَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ.

وَقَالَ شُعْبَةُ، وَخَالِدٌ، وَابْنُ إِدْرِيسَ: عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ جَاوَانَ.

مزید یہ کہ سند کا ایک راوی أبو الہذیل الحصین بن عبد الرحمن السلمي ہے جو ثقہ تھا لیکن آخری

قال حرب: سمعت أبا عبد الله يقول: ليس أحد أصح سماعاً من حصين عمر میں تغیر آگیا
بن عبد الرحمن من هشيم، قال عبد الله: هو أصح من سفيان، وكأنه قال: إن حصيناً تغیر
بأخرة

مسائل حرب" ص 457

ذکرہ ابن الصلاح فیمن اختلط و تغیر ابن الصلاح نے اس راوی کا شمار محتلط راویوں میں کیا ہے

وَاخْرَجَ الطَّبْرِيُّ وَبْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ طَرِيقٍ عَمْرُو بْنُ جَاوَانَ عَنْ
الْأَحْنَفِ قَالَ حَجَبْتُ سَنَةً قُتِلَ عُثْمَانُ فَدَخَلْتُ الْمَدِينَةَ فَذَكَرَ كَلَامَ عُثْمَانَ فِي
تَذْكِيرِهِمْ بِمَنَاقِبِهِ

اور فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۴ پر اس کو صحیح بھی کہا ہے

فَأَخْرَجَ الطَّبْرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرُو بْنِ جَاوَانَ

المطالب العالیٰ بر وائید المسانید الثمائیة از ابن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ) کے محقق سعد بن ناصر بن عبد
العزيز الشثري لکھتے ہیں

قلت: لا أرى وجهًا لقول الحافظ: "بسند صحيح" لأن عمر بن جأوان مجهول
میں کہتا ہوں میں نہیں دیکھ سکا وہ وجہ جس کی بنا پر حافظ ابن حجر نے اس کو صحیح سند کہا ہے کیونکہ اس میں
عمر بن جأوان مجهول ہے

افسوس کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق ج ۳ میں
جاء بما اس مجهول کی روایت کو صحیح کہا ہے اور بار بار ابن حجر کی تصحیح کا ہی حوالہ دیا ہے

ان دونوں نے ص ۳۸۸ پر لکھا

قلنا: ورجال هذا الإسناد ثقات غير محمد بن جأوان الذي رواه عن الأحنف ابن قيس فقد
وثقه ابن حبان وروى له النسائي وقال الذهبي: ثقة. والحديث أخرجه الطبري مرة أخرى
ولكن بسند آخر من طريق عمرو بن جأوان عن الأحنف بن قيس (٤/٤٩٩) وصحح الحافظ
ابن حجر إسناده (فتح الباري ١٣/٣٨).

ہم کہتے ہیں اس کے رجال اسناد ثقہ ہیں سوائے محمد بن جاوران کے جو اس کو احنف بن قیس سے روایت کر رہا ہے اس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور نسائی نے اس سے روایت کیا ہے اور الذہبی نے ثقہ کہا ہے اس کی حدیث ایک دوسری سند سے بھی طبری میں ہے... ابن حجر نے اس کو صحیح کہا ہے

راقم کہتا ہے تمام سندوں یا طرق میں یہ مجہول موجود ہے

وَضَّاحُ بْنُ يَحْيَى النَّهْشَلِيُّ کی روایت

مستدرک الحاکم میں ہے جب علی کی بیعت ہوئی تو خُزَیمَةُ بْنُ ثَابِتٍ منبر کے پاس تھے انہوں نے اشعار کہے

فَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى بْنِ إِسْحَاقَ التَّمِيمِيُّ، ثنا وَضَّاحُ بْنُ يَحْيَى النَّهْشَلِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ النَّحْعِيِّ قَالَ: لَمَّا بُوِيعَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مَنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُوَ وَقِفْتُ بَيْنَ يَدَيِ «: الْمَنْبَرِ

[البحر الطویل]

إِذَا نَحْنُ بَايَعْنَا عَلِيًّا فَحَسْبُنَا ... أَبُو حَسَنِ مِمَّا نَخَافُ مِنَ الْفِتَنِ
وَجَدْنَاهُ أَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ أَنَّهُ ... أَطَبُّ قُرَيْشًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَنِ
وَإِنَّ قُرَيْشًا مَا تَشْقَى عُبَارَهُ ... إِذَا مَا جَرَى يَوْمًا عَلَى الضَّمْرِ الْبَدَنِ
«وَفِيهِ الَّذِي فِيهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ ... وَمَا فِيهِمْ كُلُّ الَّذِي فِيهِ مِنْ حَسَنٍ

الذہبی نے اس پر سکوت کیا ہے

اس کی سند میں وضاح بن یحییٰ النهشلی الانباری ہے اور دیوان الضعفاء والمتروکین میں الذہبی نے اس کو ابن حبان کے حوالے سے ناقابل دلیل کہا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں لیس بالمرضی میری مرضی کا نہیں ہے

ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به لسوء حفظه

ابن حبان کہتے ہیں اس سے دلیل لینا جائز نہیں ہے

سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف کی روایت

کتاب الفتن از نعیم بن حماد میں اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ , قَالَ: بَلَغَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ طَلْحَةَ يَقُولُ: إِنَّمَا بَايَعْتُ وَاللُّجَّ عَلَى قَقَايَ , فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ , قَالَ: فَقَالَ أُسَامَةُ: أَمَّا اللُّجُّ عَلَى قَقَايَ فَلَا , وَلَكِنْ بَايَعَ وَهُوَ كَارِهٌ , قَالَ: فَوَثَبَ النَّاسُ إِلَيْهِ حَتَّى كَادُوا أَنْ يَقْتُلُوهُ , قَالَ: فَخَرَجَ صُهَيْبٌ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ , فَالْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أُمَّ عَوْفٍ خَائِنَةٌ»

سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے اپنے باپ ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف التوفی ۹۶ھ سے روایت کیا کہ علی کو پہنچا کہ طلحہ کہہ رہے ہیں بے شک میں نے بیعت کی اور لیج تلوار میرے زخروں پر تھی پس علی نے ابن عباس کو ان کے پاس بھیجا کہ معلوم کریں پس اسامہ نے کہا لیج تلوار ان کے زخروں پر نہیں تھی لیکن انہوں نے کراہت کے ساتھ بیعت کی۔ ابراہیم بن عبد الرحمن نے کہا پس لوگ بڑھے یہاں تک

کہ یہ قتل ہی ہو جاتے کہا پھر صحیب نکلے اور میں ان کے پہلو میں تھا انہوں نے میری طرف التفات کیا اور کہا جانتے ہو ام عوف ایک خیانت کرنے والی تھیں

سند منقطع ہے پیرا ہیتم بن عبد الرحمن بن عوف المتوفی ۹۶ھ سے علی تک سند نہیں ہے
اس روایت کے مطابق صحیب نے گالی دی۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے دوسرے نسخے میں ہے

قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ امَّ عَوْفٍ حَانِقَةٌ

میرا گمان ہے ام عوف غصے والی تھیں

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق ج ۳ ص ۷۴ پر
حاشیہ میں اس روایت کا ذکر کر کے اس سے دلیل لی ہے جبکہ یہ منقطع ہے

الْحَارِثُ بْنُ كَعْبِ الْوَالِبِيِّ کی روایت

تاریخ طبری میں ہے

وَكَتَبَ إِلَى السَّرِيِّ، عَنْ شَعِيبٍ، عَنْ سَيْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْحَارِثِ
الْوَالِبِيِّ، قَالَ: جَاءَ حَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ بِالزُّبَيْرِ حَتَّى بَايَعَ، فَكَانَ الزُّبَيْرُ يَقُولُ: جَاءَنِي
لِصٍّ مِنْ لُصُوصِ عَبْدِ الْقَيْسِ فَبَايَعْتُ وَاللُّجُّ عَلَى عُنُقِي.

الحارث بن کعب الوالبی نے کہا حکیم بن جبلم، زبیر کے پاس آیا اور یہاں تک کہ زبیر نے بیعت کر لی پس
زبیر نے کہا... میں نے بیعت کی اور تلوار میرے نرخرے پر تھی

الحارث بن کعب الوالبی مہول ہے

ابو المتوکل الناجی البصری کی روایت

إنساب الأشراف کے مطابق

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، قَالَ: قُتِلَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ بِأَرْضٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا: الْبُعْيِغَةُ فَوْقَ الْمَدِينَةِ بِأَرْبَعَةِ فَرَاسِخَ، فَأَقْبَلَ عَلِيٌّ فَقَالَ لَهُ عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ: لَتُنْصِبَنَّ لَنَا نَفْسَكَ أَوْ لَتُبْذَنَّ بِكَ، فَانْصَبَ لَهُمْ نَفْسَهُ فَبَايَعُوهُ

علی بن داود ابو المتوکل الناجی البصری المتوفی 108ھ نے کہا جس روز عثمان کا قتل ہوا اس روز علی مدینہ سے چار فرسخ دور البُعْيِغَةُ میں تھے۔ علی کے پاس گئے ان سے عمار نے کہا اپ اپنے آپ کو ہمارے لئے (وقف) کریں گے... پس انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا اور ان کی بیعت ہوئی

سند منقطع ہے

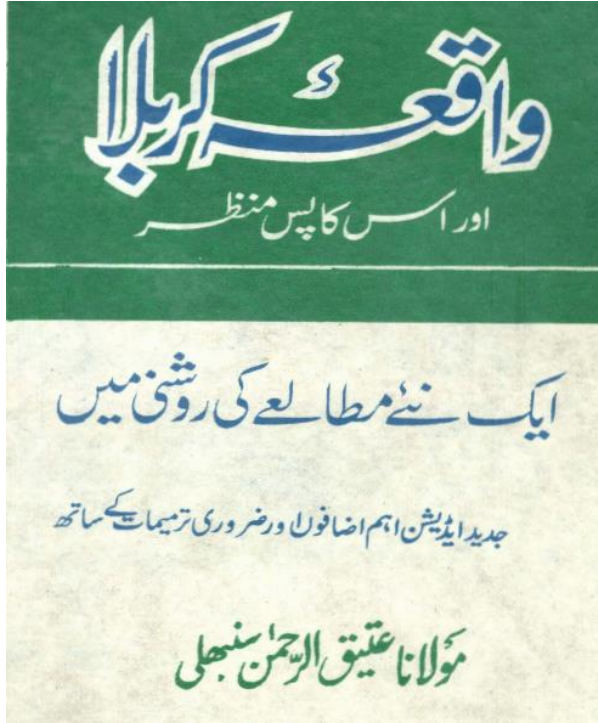
تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شَبَّهَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَدَخَلَ الْحَسَنُ وَعَمَارُ الْمَسْجِدَ فَقَالَا: أَيُّهَا النَّاسُ، [إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ: إِنِّي خَرَجْتُ مَخْرَجِي هَذَا ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، وَإِنِّي أَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا رَعَى اللَّهَ حَقًّا إِلَّا نَفَرًا، فَإِنْ كُنْتُ مَظْلُومًا أَعَانَنِي، وَإِنْ كُنْتُ ظَالِمًا أَخَذَ مِنِّي، وَاللَّهِ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ لِأَوَّلَ مَنْ بَايَعَنِي، وَأَوَّلَ مَنْ غَدَرَ، فَهَلِ اسْتَأْثَرْتُ بِمَالٍ، أَوْ بَدَّلْتُ حُكْمًا! فَانْفَرُوا، فَمَرُّوا بِمَعْرُوفٍ وَانْهَوْا عَنْ مُنْكَرٍ

عبد الرحمن بن ابی لیلی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ... عمار و حسن مسجد میں داخل ہوئے اور کہا امیر المومنین کہتے ہیں طلحہ و زبیر نے بیعت کی تھی

سند میں بشیر بن عاصم مجہول ہے

عتیق الرحمان لکھتے ہیں



حضرت علیؑ اگرچہ خود دیکھ رہے تھے کہ ان کے ارد گرد بھاری تعداد میں قاتلان عثمانؓ
ہیں مگر آپؑ کی حکمت عملی یہ تھی کہ اس وقت ان کی حمایت کو قبول کیا جائے کیونکہ ان کو اس
وقت چھیڑنا نقصان دہ ہوگا۔ بلکہ حضرت معاویہؓ (حاکم شام) جن کو آپؑ برطرف کرنا چاہتے ہیں
ان کے خلاف کاروائی میں تو یہی لوگ سب سے زیادہ کارآمد بھی ہو سکتے تھے۔ اس بنیاد پر

اس مفروضہ بہت سے لوگ مثلاً انڈیا کے ڈاکٹر حمید اللہ بھی بیان کرتے تھے کہ علی اس باغی لشکر سے خوف زدہ ہوئے اور تقیہ اختیار کر لیا۔ راقم کہتا ہے اسد اللہ علی رضی اللہ عنہ سے یہ مفروضہ منسوب کرنا درست نہیں۔ قاتلین عثمان علی کے خاص اصحاب و احباب ہیں۔ علی نے ان لوگوں کو گورنر بھی مقرر کیا ہے۔ اپنی کتاب میں عتیق الرحمان نے ذکر کیا کہ حسن بن علی نے باپ کو منع کیا تھا کہ خلیفہ مت بنیں

وَأَنَّا لَا بَتَّةَ الْحَنِّ فِي الطَّرِيقِ	آپ کے بے دوش ہاتھ میں آپ کے پاس آئے
قَالَ لَهُ لَنْدَ امْرَأَتِكَ نَعْمِيتِي فَيَقْتُلُ	اور کہا کہ میں نے تجھے آپ کا ہاتھ جو آپ کے
عَدُوًّا بِمَضِيعَةِ لَا تَأْمُرُ لَكَ	نہیں مانا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کل کو آپ بے یار
قَالَ لَهُ عَلِيٌّ... وَمَا الَّذِي	و مددگار ملے جائیں گے حضرت علیؑ
امْرَأَتِي نَعْمِيتِكَ قَالَ امْرَأَتِكَ	نے کہا کہ تم نے مجھ سے کیا کہا تھا جو میں نے
يَوْمَ أُحِيطُ بِعثمان ان تَخْرُجَ	نہیں مانا؟ کہا کہ جس دن عثمانؓ محصور رہے
عَنِ الْمَدِينَةِ فَيَقْتُلُ وَلَسْتُ	گئے ہیں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ میرے
بِهَا شَرٌّ امْرَأَتِكَ يَوْمَ تُبْلَى أُنْ لَا	باہر چلے جائیں گی آپ کی موجودگی میں کچھ نہ
تُبَالِغُ حَتَّى تَأْتِيكَ وَفُودُ الْعَرَبِ	ہو یا پھر عرب عثمانؓ تل کر دیئے گئے تو میں نے
وَبِعْتَ أَهْلَ كُلِّ مَعْرِفَانِهِمْ لَنْ	آپ سے کہا کہ آپ بیت مت بیچے حتیٰ کہ
يَقْطَعُوا أَمْرًا دُونَكَ فَايَبْتُ عَلِيَّ	تمام عرب سے و فود آپ کے پاس آئیں اور ہر شہر
وَأَمْرَتِكَ حِينَ خَرَجْتَ هَذِهِ	کے لوگوں کی بیعت آجائے۔ اس لیے کہ
الْمَرْأَةُ وَهَذَا الرَّجُلَانِ	یہ لوگ آپ کے سوا کسی کو منتخب نہ کر سکتے
تَجَالَسَ فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَصْطَلَحُوا	سکتے۔ آپ کی یہ بات بھی نہیں مانی اور پھر
فَانْكَرَ الْفَسَادَ كَانَ عَلِيٌّ يَدُ	جبرائیلؑ اور جبریلؑ نے آپ سے کہا کہ آپ
غَيْرُكَ نَعْمِيتِي فِي ذَلِكَ	گھر بیٹھتی کہ یہ بادشاہ صاف مت ہو جائیں
كَلِّه - لَه	اگر فساد ہوتا ہے تو وہ آپ کے نہیں دوسرے
	کے ہاتھ سے دگر پڑنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی

اس مکالمہ کا حوالہ تاریخ ابن اثیر ہے

وَسَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الرِّبْدَةِ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْهَا أَتَاهُ خَبَرُ سَبْقِهِمْ، فَأَقَامَ بِهَا يَأْتِمُرُ مَا يَفْعَلُ، وَأَتَاهُ ابْنُهُ الْحَسَنُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَهُ: لَقَدْ أَمَرْتُكَ فَعَصَيْتَنِي فَتُقْتَلُ غَدًا بِمَضْبِعَةٍ لَا نَاصِرَ لَكَ. فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّكَ لَا تَزَالُ تُخَنُّ حَزِينِ الْجَارِيَةِ، وَمَا الَّذِي أَمَرْتَنِي فَعَصَيْتُكَ؟ قَالَ: أَمَرْتُكَ يَوْمَ أُحِيطَ يَعُثْمَانُ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ فَيُقْتَلَ وَلَسْتُ بِهَا، ثُمَّ أَمَرْتُكَ يَوْمَ قُتِلَ أَنْ لَا تَبَايَعَ حَتَّى تَأْتِيكَ وَفُودُ الْعَرَبِ وَبَيْعَةُ أَهْلِ كُلِّ مِصْرَ، فَإِنَّهُمْ لَنْ يَقْطَعُوا أَمْرًا دُونَكَ، فَأَكَيْتَ عَلَيَّ، وَأَمَرْتُكَ حِينَ خَرَجْتَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ وَهَذَا الرَّجُلَانِ أَنْ تَجْلِسَ فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَصْطَلِحُوا فَإِنْ كَانَ الْفَسَادُ كَانَ عَلَى يَدِ غَيْرِكَ، فَعَصَيْتَنِي فِي ذَلِكَ كُلِّهِ.

تاریخ طبری میں اس کی سند ہے

كتب إليّ السريّ عن شعيب، عن سيف، عن خالد بن مهران البجليّ، عن مروان بن عبد الرحمن النخعيّ، عن طارق بن شهاب، قال: خَرَجْنَا مِنَ الْكُوفَةِ مُعْتَمِرِينَ حِينَ أَتَانَا قَتْلُ عُثْمَانَ

صحیح و ضعیف تاریخ الطبری از محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں

إسناده ضعيف وفي إسناده نكارة شديدة، فلا الحسن سيّ الأدب إلى هذه الدرجة مع أبيه ولا علي مع ولده

اس کی اسناد ضعیف ہیں اور متن میں شدید نکارت ہے، حسن اس درجہ تک جاہی نہیں سکتے ہیں کہ علی سے بے ادبی کریں

الشَّعْبِيُّ کی روایت

تاریخ طبری میں ہے

وَحَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْمَدَائِنِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُسْلِمَةُ بْنُ مُحَارِبٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي بَنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى النَّاسُ عَلِيًّا وَبُوَ فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ، وَقَالُوا لَهُ: ابْسُطْ يَدَكَ نُبَايَعُكَ، [قَالَ: لَا تَعْمَلُوا فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ رَجُلًا مُبَارَكًا، وَقَدْ أَوْصَى بِهَا شُورَى، فَأَمْسَلُوا يَجْتَمِعُ النَّاسُ وَيَتَشَاوَرُونَ] فَارْتَدَّ النَّاسُ عَنْ عَلِيٍّ، ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ رَجَعَ النَّاسُ إِلَى أَمْصَارِهِمْ يَقْتُلُ عُثْمَانَ وَلَمْ يَقُمْ بَعْدَهُ قَائِمٌ بِهَذَا الْأَمْرِ لَمْ نَأْمِنْ اخْتِلَافَ النَّاسِ وَفَسَادَ الْأَمَّةِ، فَعَادُوا إِلَى عَلِيٍّ، فَأَخَذَ الْأَشْتَرُ بِيَدِهِ فَقَبَضَهَا عَلِيٌّ، فَقَالَ:

أَبْعَدُ ثَلَاثَةَ! أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ تَرَكَتُهَا لَتَقْصُرَنَّ عَيْنُكَ عَلَيْهَا حِينًا، فَبَايَعَتَهُ الْعَامَّةُ وَأَبُلُ الْكُوفَةِ يَقُولُونَ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَهُ الْأَشْتَرُ.

الشَّعْبِيُّ نے کہا جب عثمان قتل ہو گئے تو لوگ علی کے پاس پہنچے وہ مدینہ کے بازار میں تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا ہاتھ دیں ہم بیعت کریں۔ علی نے کہا جلدی مت کرو، عمر تو ایک مبارک مرد تھے، شوری سے مشورہ کرتے تھے پس لوگوں کو جمع کرو اور مشورہ لو۔ لوگ اس پر علی سے الگ ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ اگر اس دوران باقی شہروں سے بھی لوگ آگئے عثمان کا قتل کاسن کر تو پھر یہ کام اس طرح نہ ہو پائے گا۔ پس علی کے پاس واپس جاو۔۔۔ اشتر نے علی کا ہاتھ لیا۔۔۔۔۔ اور اہل کوفہ کہتے ہیں اس نے سب سے اول بیعت کی تھی

سند منقطع ہے۔ الشَّعْبِيُّ اس وقت مدینہ میں نہیں تھے معلوم نہیں کس سے یہ سب سنا

أَبِي بَشِيرٍ الْعَابِدِيِّ كِي رَوَايَت

تاریخ طبری میں ہے

وَحَدَّثَنِي جَعْفَرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو وَعَلِيٌّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ الْعَابِدِيِّ، قَالَ: كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ حِينَ قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، فِيهِمْ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، فَأَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: يَا أَبَا حَسَنِ، هَلُمَّ نُبَايَعُكَ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِي أَمْرِكُمْ، أَنَا

مَعَكُمْ فَمَنْ اخْتَرْتُمْ فَقَدْ رَضِيتُمْ بِهِ، فَاخْتَارُوا وَاللَّهِ فَقَالُوا: مَا نَخْتَارُ غَيْرَكَ، قَالَ: فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ بَعْدَ مَا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَارًا، ثُمَّ اتَّوَهُ فِي آخِرِ ذَلِكَ، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّهُ لَا يَصْلُحُ النَّاسُ إِلَّا بِأَمْرِهِ، وَقَدْ طَالَ الْأَمْرُ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّكُمْ قَدْ اخْتَلَفْتُمْ إِلَيَّ وَأَتَيْتُمْ، وَإِلَيَّ قَائِلٌ لَكُمْ قَوْلًا إِنْ قَبِلْتُمُوهُ قَبِلْتُ أَمْرَكُمْ، وَلَا فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ قَالُوا: مَا قُلْتَ مِنْ شَيْءٍ قَبِلْنَاهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

فَجَاءَ فَصَّيْدَ الْمَنْبَرِ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اِنِّي قَدْ كُنْتُ كَارِهًا لَأَمْرِكُمْ، فَأَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ أَكُونَ عَلَيْكُمْ، أَلَا وَإِنَّهُ لَيْسَ لِي أَمْرٌ دُونَكُمْ، إِلَّا أَنْ مَقَاتِيحَ مَالِكُمْ مَعِي، أَلَا وَإِنَّهُ لَيْسَ لِي أَنْ أَخَذَ مِنْهُ دِرْهَمًا دُونَكُمْ، رَضِيتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ بَايَعَهُمْ عَلَى ذَلِكَ. قَالَ أَبُو بَشِيرٍ: وَاَنَا يَوْمَئِذٍ عِنْدَ مَنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ص قَائِمٌ أَسْمَعُ مَا يَقُولُ.

اس روایت کے ساتھ ہی ابو بشیر العابدی کی روایت بھی ہے جس کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لیے مجبور کرنے والوں میں حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے حضرت طلحہ نے کہا: ”ابو الحسن! اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ ہم

آپ کی بیعت کریں۔“ حضرت علی نے فرمایا: ”مجھے خلافت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جسے بھی خلیفہ بنانا چاہیں، میں اس سے خوش ہوں اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہوں۔“ اس کے بعد مہاجرین و انصار آکر حضرت علی سے درخواست کرتے رہے کہ وہ منصب خلافت کو قبول کر لیں۔ حضرت علی نے خلیفہ بننے کے لیے ایک ہی شرط رکھی اور وہ یہ تھی کہ آپ لوگوں کی رضامندی کے بغیر ایک درہم بھی بیت المال سے نہ لیں گے۔ سب سے پہلے بیعت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کی۔ آپ کا ہاتھ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے کٹ گیا تھا۔ آپ نے جب اس کٹے ہوئے ہاتھ سے بیعت کی تو ایک شخص حبیب بن ذؤب (جو غالباً باغی تھا) نے کہا: ”جس بیعت کی ابتدا ہی کٹے ہوئے ہاتھ سے ہو، وہ مکمل نہیں ہو سکتی۔“² ایک نہایت ہی مبارک ہاتھ کے بارے میں اس شخص نے جلی کٹی بات کہی جو کہ اس کے بغض کا اظہار کرتی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جنگل میں حضرت زبیر کو علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کرتے دیکھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات آپس میں مل کر باغیوں سے نجات کا منصوبہ بنا رہے تھے اور اس پر عہد و پیمان کر رہے تھے۔³

اس روایت کی سند میں ابی البشر العابدی مجہول الحال راوی ہے لہذا ضعیف ہے۔ راوی ابو میمونہ بھی مجہول الحال ہے

لب لباب

علی کی بیعت کس طرح ہوئی اس پر کوئی صحیح سند روایت نہ تاریخ میں ہے نہ حدیث میں ہے۔ جو خبریں ہیں ان میں اکثر مجہول راوی ہیں یا اسناد منقطع ہیں۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس وقت مدینہ میں نہیں تھے یہ دونوں مکہ میں تھے۔ اور ان کو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر رستے میں ملی اور مدینہ پہنچنے کی بجائے ان لوگوں نے اور قریشیوں کے ساتھ بصرہ کا رخ کیا۔ علی کی بیعت چند اصحاب نے کی جو مدینہ میں تھے مدینہ کے سب اصحاب رسول نے نہیں کی۔ چونکہ علی کی خلیفہ کے طور پر بیعت ہوئی جب تک وہ زندہ رہے کسی اور نے خلافت کا اعلان نہیں کیا معاویہ نے خلیفہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ حسن نے معاویہ کو خلیفہ مقرر کیا۔

روایات میں اس قدر اضطراب ہے اور ہمارے مورخین (ابن کثیر والذہبی وغیرہ) میں سے کسی نے کوئی روایت لکھ دی ہے تو کسی نے کوئی اور۔ محدثین (حاکم یا ابن حجر) ہوں یا مورخین ہوں وہ ان متضاد روایات کو صحیح منوانا چاہ رہے ہیں جبکہ ان میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے اور ایک ہی وقت میں علی رضی اللہ عنہ کا ظہور مختلف مقامات پر ثابت ہوتا ہے

علی کا لشکر اور قبائلی عصبیت

برصغیر میں مشہور ہے کہ قبائل صرف انسانوں کو پہچاننے کے لئے ہیں اس کی دلیل قرآن میں ہے

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا

اور تم کو قبائل کیا کہ تعارف ہو

لیکن احادیث رسول جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں قبائل کے حوالے سے منصبوں کا ذکر ہے کہ امت میں خلافت، امامت، بیت المال پر چند قبائل کا ہی حق ہے مثلاً حدیث مشہور ہے خلفاء قریش سے ہوں گے اس کے علاوہ مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَرْزِيمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ، وَالسُّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ "، وَقَالَ زَيْدٌ مَرَّةً يَحْفَظُهُ: وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے
الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ
يَعْنِي الْيَمَنَ

بادشاہت (یعنی خلافت) قریش میں رہنی چاہیے۔ (عہدہ) قضا انصار میں، اذان اہل حبشہ میں اور امانت قبیلہ ازد یعنی یمن میں

شعیب المارنوط کہتے ہیں

رجاله رجال الصحيح غير أبي مریم - وهو الأنصاري - فقد روى له أبو داود والترمذي وهو ثقة

رجال صحیح کے ہیں سوائے ابی مریم کے جو الانصاری ہیں ابو داود و ترمذی نے روایت لی ہے ثقہ ہیں

لشکر علی ایک غیر فطری صورت میں بنا تھا اس میں قبائلی عصبیت نمایاں تھی۔ قبائل فحطان و مضرواسد وغیرہ علی کے ہمدرد تھے۔ ابن عباس اور علی کا مکالمہ ہوا جس میں ابن عباس نے علی کو سمجھایا کہ قریش سے دور نہ جاو بالآخر غلبہ قریش کا ہی ہوگا لیکن علی نہیں ماننے

طبرانی اپنی المعجم الکبیر میں روایت ۱۰۶۱۳ ہے

حدثنا يحيى بن عبد الباقي الأذني، ثنا أبو عمير بن النحاس، ثنا ضمرة بن ربيعة، عن ابن شاذب، عن مطر الوراق، عن زهدم الجرمي قال: كنا في سمر ابن عباس، فقال: إني محدثكم بحديث ليس بسر ولا علانية: إنه لما كان من أمر هذا الرجل ما كان - يعني عثمان - قلت لعلي: اعتزل؛ فلو كنت في حجر طلبت حتى تستخرج، فعصاني، وإيم الله ليتأمرن عليكم معاوية، وذلك أن الله عز وجل يقول {ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لوليه سلطانا فلا يسرف في القتل إنه كان منصورا} [الإسراء: 33] ، ولتحملنكم قریش علی سنة فارس

والرؤم، وليتمنن عليكم النصارى واليهود والمجوس، فمن أخذ منكم يومئذ بما يعرف نجا، ومن ترك، وأنتم تاركون، كنتم كقرون من القرون فيمن هلك

تابعی ابو مسلم زہد م بن مضرب جرمی نے کہا ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں رات کو گئے۔ انہوں نے کہا میں تمہیں ایسی بات بیان کرنے والا ہوں جو نہ مخفی ہے نہ ظاہر۔ جب عثمان (کی شہادت والا) معاملہ ہوا تو میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بل میں بھی ہوں گے تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ اللہ کی قسم معاویہ ضرور تمہارے امیر بنیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَكَذَّبْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْضُورًا} (الاسرا 17: 33) (اور جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی) ضرور قریش تم پر سوار ہو جائیں گے فارس اور روم کی طریقہ پر۔ ضرور تم پر نصاریٰ یہود، مجوس احسان جتلائیں گے۔ پس تم میں سے جس اس سے اس (قتل عثمان کے) دن وہ چیز لے لی جس کو وہ پہچانتا ہے (یعنی فتنہ سے الگ رہنا) تو اس نے نجات پالی اور جس نے وہ چیز (قصاص عثمان) چھوڑ دی اور تم چھوڑنے والے ہی ہو تو تم ان بستیوں کی طرح ہو جاؤ گے جو ہلاکت ہوئیں

شیعان علی میں کثیر تعداد یعنی کو فیوں کی تھی جن کو اس پر اعتراض تھا کہ قریشی امراء ہی کیوں مقرر کیے جارہے ہیں۔ اگلے صفحوں پر موجود لسٹ اباصابہ فی معرفۃ الصحابہ از ابن حجر سے مرتب کی گئی ہے اس میں وہ نام شامل کیے گئے ہیں جن کو محدثین و مورخین نے بیان کیا ہے بعض پر ابن حجر اختلاف کرتے ہیں

الإصابة في معرفة الصحابة از ابن حجر کے مطابق جنگ جمل میں شرکت کرنے والے
اصحاب رسول اور قاتلین عثمان میں شریک اصحاب رسول تھے

عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں اصحاب
رسول

اہل مکہ اور خاص کر قریش کے لوگوں کی
(اکثریت ہے)

علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں اصحاب
رسول

یعنی قبائل، بنو اسد اور دیگر کی
(اکثریت ہے)

الزبیر بن العوام

طلحة بن عبید اللہ القرشی
التمیمی

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن
عثمان

محمد بن طلحة بن عبید
اللہ القرشی التیمی

أشرف بن حمیری

جون بن قتادة

ربیعة بن أبي الضبی

محدثین و مورخین کے
مطابق اصحاب رسول میں
سے قاتلین عثمان رضی
اللہ عنہ سے یہ اصحاب
رسول تھے

قاتلین میں جو نوٹ

اصحاب رسول ہیں وہ امیر
المومنین علی رضی اللہ
عنہ کے خاص اصحاب ہیں
ان میں کوئی سبائی نہیں
ہے تاریخ ابن خلدون کے
مطابق یہ تمام اصحاب
رسول حاجی بن کر
شوال میں نکلے

محمد بن أبي حذيفة

ابن حجر العسقلانی فی
الإصابة في معرفة الصحابة

شیبیم بن عبد العزّی بن خطل	- (ج 3 / ص 59 کے مطابق
شیمان ابن عکیف بن کثوم بن عبد	عثمان رضی اللہ عنہ کا لے پالک فلسطین میں قتل ہوا
عبد اللہ بن حکیم بن حزام القرشی الأسدي	اصحاب شجرہ میں سے عبد الرحمن بن عدیس البلوی
عبد اللہ بن خلف بن أسعد بن عامر	ابن عبد البر ، الإستیعاب فی معرفة الأصحاب - (ج 1 / ص 254) کے مطابق
عبد اللہ بن مسافع بن طلحة بن أبي طلحة القرشي العبدري	ان کا فلسطین میں قتل ہوا
عبد الرحمن بن عبد اللہ القرشي التيمي	کنانة بن بشر الليثي
عکراش ابن ذؤیب بن حرقوص	ابن حجر ، الإصابة فی معرفة الصحابة - (ج 3 / ص 19) کے مطابق
عبد اللہ بن عامر بن کریز القرشي	ان کا فلسطین میں معاویہ بن خدیج نے قتل کیا
عبد اللہ بن معبد بن الحارث الأسدي القرشي	زید بن صوحان (جنگ جمل میں قتل ہوا)
	الإصابة از ابن حجر کے مطابق
	زید اہل کوفہ کے لیڈر تھے

عبد الرحمن بن حميد العامري القرشي
الوليد بن يزيد بن ربيعة بن عبد شمس القرشي
يعلى بن أمية التميمي الحنظلي، حليف قريش
أبو سفيان بن حويطب بن عبد العزى القرشي العامري
عبد الرحمن بن عتاب الأموي (يہ جویریہ بنت أبي جہل کے بیٹے ہیں جن سے علی شادی کرنا چاہتے تھے کہا جاتا ہے ان کا قتل علی کے سامنے کیا گیا اور وہ دیکھ رہے تھے)
عتبة بن أبي سفيان بن حرب بن أمية الأموي
علي بن عدي بن ربيعة
عقيم بن زياد بن ذهل
عمرو بن الأشرف العتكي

زياد بن النضر الحارثي
الإصابة از ابن حجر کے مطابق
کوفی ہیں صفین میں بھی شرکت کی
حکیم بن جبلة
ابن عبد البر في الإستيعاب (ج 1 / ص 108) کے مطابق
یہ صحابی فاتح مکران ہیں اور عثمان نے ان کو عامل مقرر کیا لیکن بعد میں باغی ہوئے اور اهل البصرة کے لیڈر تھے
حرقوص بن زهير السعدي
مصری ٹولے کے سرغنہ
ابن الأثير ، أسد الغابة - (ج 1 / ص 251) کے مطابق
یہ صحابی خارجی ہوئے یعنی علی کو خلیفہ ماننے سے انکار کیا

كعب بن سور
أبو الجعد الضمريّ

بقية اصحاب رسول صلى الله عليه وسلم
حسن بن على
حسين بن على
عبد الله بن عباس
عَمَّار
البراء بن عازب
سهل بن حنيف
عثمان بن حنيف
عمر بن أبي سلمة
عمرو بن فروة بن عوف الأنصاري

شرح بن هانئ
عائذ بن سعيد
مالك بن الحارث
جندب بن زهير
حجر ابن عدي بن معاوية
حجر بن يزيد بن سلمة
حسان بن خوط
الحارث بن زهير
الخرّيت بن راشد الناجي
خالد بن أبي دجّانة
خالد بن المعمر
سيحان بن صوحان (جنگ جمل میں قتل ہوا)ہ

عبد الرحمن بن حنبل الجمحي
عمرو بن المرجوم
فروة بن عمرو بن ودقة
محمد بن إياس بن البكير الليثي المدني
المنذر بن الجارود
معقل بن قيس الزياحي
هند بن عمرو
القعقاع بن عمرو التميمي
حنظل يا حنظلة بن ضرار (یہ چیخ و پکار کر کے ام المومنین کے اونٹ کو مضطرب کرتے رہے)
الحتات ابن زید بن علقمة
عائشہ کے لشکر کو چھوڑ کر علی سے مل گئے

حنظلة بن الربيع بن صيفي
علی کو جنگ کے بیچ میں چھوڑ دیا
عبد اللہ بن المعتزم
علی کو جنگ کے بیچ میں چھوڑ دیا

ذوالخویرہ حرقوص بن زہیر التیمی پر اہل سنت مشتبہ ہیں۔ کہا جاتا ہے یہ ہی ذوالخویرہ
حرقوص بن زہیر التیمی ہے جس کا ذکر حدیث میں ہے (البدء والتاریخ از المقدسی) کہا جاتا ہے
یہ اصحاب شجرہ میں سے ہے

وذكر بعض من جمع المعجزات أنّ النبي صَلَّى الله عليه وسلّم قال: «لا يدخل
النّار أحد شهد الحديبية إلّا واحد» فكان هو حرقوص بن زهير

ابن حجر اصابہ اور فتح الباری 443/7 میں کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ میں سے ہے کہ
اپ نے فرمایا کہ جو حدیبیہ میں موجود تھے ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا سوائے ایک کے اور یہ
حرقوص ان میں سے ہے

جنگ جمل اصلاً غیر قریشی اصحاب رسول کی قریشی اصحاب رسول کے خلاف بغاوت ہے جن میں ان کو اہل
بیت کی تائید ملی۔ غیر قریشی قبائل میں یمن سے منسلک قبائل کی کثرت ہے یعنی بنو اسد ان کو ۱۷ ہجری میں

عمر نے ان کے علاقے سے کوفہ منتقل ہونے کا حکم کیا قحطان سے منسلک قبائل جن میں راسب اور المرادی ہیں یہ مدینہ کے جنوب کے ہیں بنو تمیم کے لوگ یہ مدینہ کے مشرق کے ہیں

مالک الاشر کا قول تاریخ طبری میں نقل ہوا جس سے معاملہ واضح ہوتا ہے کہ غیر قریشی علی رضی اللہ عنہ کی مدد اس موقف پر کر رہے تھے کہ امراء قریش میں سے کیوں مقرر کیے جاتے ہیں۔ اقتدار ملتے ہی علی نے بھی قریشی امراء مقرر کر دیے اور غیر قریشی افراد کا علی پر سے اعتماد اٹھ گیا۔ تاریخ طبری میں ہے

(جنگ جمل سے پہلے) مالک اشتر غنی نے کہا: طلحہ و زبیر کے ارادوں سے تو ہم خوب واقف تھے، لیکن علی کے ارادوں سے آج تک واقف نہ ہو سکے۔ واللہ! ان سب کی رائے ہمارے بارے میں ایک ہی ہے۔ اگر زبیر، طلحہ اور علی نے صلح کر لی تو وہ ہمارے خون پر ہوگی۔ آؤ! کیوں نہ ہم علی

پر حملہ کر کے اسے عثمان کے پاس پہنچادیں۔ اس سے ایک نیا فتنہ پیدا ہو گا جو ہماری مرضی کے عین مطابق ہو گا اور ہم اس میں سکون سے ٹائم پاس کر لیں گے۔⁸

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ” إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ (1) ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ “، قِيلَ: وَمَنْ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: ” التَّرَاغُ مِنَ الْقَبَائِلِ

عبداللہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اجنبیت میں شروع ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا پس خوش خبری ہو اجنبیوں کے لئے۔ کہا گیا اجنبی کون؟ فرمایا قبائل کا فساد

اس روایت کے متن میں یہ ہے کہ یہ سب عرب قبائل کے فساد کے وقت ہوگا۔ ایسا متعدد بار ہوا جنگ
جمل بھی قبائل کا فساد ہے۔ بنو امیہ اور بنو عباس کا فساد بھی قبائل کا اپس کا فساد ہے⁹

9

بعض کے نزدیک روایت کا حصہ جس میں ہے کہ ایمان مدینہ میں آئے گا یہ حدیث پوری ہوئی
عمدة القاري شرح صحيح البخاري میں بدر الدين العيني (المتوفى: 855ھ) نے کہا
قلت: هَذَا إِمَّا كَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ إِلَى انْقِضَاءِ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ،
وَهِيَ تِسْعُونَ سَنَةً، وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَقَدْ تَغَيَّرَتِ الْأَحْوَالُ وَكَثُرَتِ الْبِدْعُ خُصُوصًا فِي زَمَانِنَا هَذَا عَلَى مَا لَا
يُخْفَى.

یہ بات دور نبوی کی تھی اور خلفاء راشدین سے تین قرون پورے ہونے تک اور یہ ۹۰ سال ہیں
پس ان کے بعد تغیر آیا ہے اور بدعات کی کثرت ہوئی ہے اس زمانے میں جو کسی سے مخفی
نہیں

كشف المشكل من حديث الصحيحين میں ابن جوزی کا قول ہے
إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرُزُ إِلَى الْمَدِينَةِ)) أَيْ يَجْتَمِعُ إِلَيْهَا بِهَجْرَةِ الْمُهَاجِرِينَ
ایمان مدینہ کی طرف سرکے گا یعنی جمع ہو گا جب مہاجرین (اصحاب رسول) نے اس کی طرف
ہجرت کی تھی

یعنی یہ قول دور نبوی میں پورا ہو چکا یا العینی کے بقول اس میں نوے سال کی مدت کا ذکر
ہے

مصابيح الجامع از بدر الدين المعروف بالدماميني، وبابن الدماميني (المتوفى: 827 هـ) کے مطابق
قال الداودي: كان هذا في حياة النبي - صلى الله عليه وسلم - [4]، والقرن الذي يليه، ومن يليه -
أيضاً
الداودي نے کہا ایسا رسول اللہ کی زندگی میں ہوا اور اس قرن میں جو ان کے دور سے ملا ہوا ہے
اور وہ جو اس سے ملا ہوا ہے

خلافت علی پر توقف کرنے والے

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا توقف

کتاب الفتن از ابو عبد اللہ نعیم بن حماد بن معاویہ بن الحارث الخزاعی المروزی (التوفی: 228ھ) کی روایت اس پر دل ہے

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: بَايَعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَرَأَيْتُ أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا مُتَقَلِّدٌ، سَيِّئًا فَقَالَ: مَا هَذَا يَا ابْنَ أَخِي؟ قُلْتُ: بَايَعْتُ عَلِيًّا، قَالَ: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخِي، فَإِنَّ الْقَوْمَ يَفْتَتِلُونَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا

یعنی الداودی کے بقول اس حدیث کی شرح خیر القرون قرنی والی روایت سے ہوتی ہے یہ وقت گزر چکا

پھر اس پر اور قول بھی ہیں ملا علی القاری نے مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح میں کہا وَهَذَا إِخْبَارٌ عَنْ آخِرِ الزَّمَانِ حِينَ يَقُلُّ الْإِسْلَامُ، وَقِيلَ: هَذَا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فِيهَا، أَوِ الْمُرَادُ بِالْمَدِينَةِ جَمِيعُ الشَّامِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّامِ خُصَّتْ بِالذِّكْرِ لَشَرَفِهَا، وَقِيلَ: الْمُرَادُ الْمَدِينَةُ وَجَوَائِبُهَا وَحَوَالِئُهَا لِيَشْمَلَ مَكَّةَ فَيُوَافِقَ رِوَايَةَ الْجَزَارِ وَهَذَا أَظْهَرُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ

یہ آخری زمانہ میں ہو گا جب اسلام کی قلت ہو گی اور کہا گیا کہ دور نبوی میں ہو چکا جب اصحاب رسول اس میں جمع ہوئے یا مدینہ سے مراد ملک شام ہے کیونکہ شام کی فضیلت ہے اور کہا گیا مدینہ کا قرب و جوار ہے اس میں مکہ شامل ہے جو حجاز ہے اور یہ ظاہر ہے و اللہ اعلم

أَحْذَوْهَا بِغَيْرِ مَشُورَةٍ، قُلْتُ: فَأَنْتُمْ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: امْرَأَةٌ ضَعِيفَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ يَلِي أَمْرَهُمْ امْرَأَةٌ»

حسن نے احنف بن قیس سے روایت کیا کہ احنف نے کہا: میں نے علی کی بیعت کی پھر اس کے بعد ابی بکرہ کو دیکھا اور میں تلوار لٹکائے ہوئے تھا انہوں نے کہا یہ کیا ہے اے بھتیجے؟ میں نے کہا میں نے علی کی بیعت کی ہے انہوں نے کہا ایسا نہ کرو اے بھتیجے کیونکہ ایک قوم (علی اور ان کے شیعوں) دنیا کے لئے لڑ رہی ہے اور انہوں نے اس (امر خلافت) کو لیے لیا ہے بغیر شوری کے میں نے کہا اور ام المؤمنین؟ ابی بکرہ نے کہا وہ تو بوڑھی عورت ہیں میں نے رسول اللہ سے سنا کہ وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس کی حاکم عورت ہو

روایت اس سند سے صحیح ہے حسن نے اس کو براہ راست ابی بکرہ سے نہیں سنا

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا توقف

علی رضی اللہ عنہ ہنگامی صورت حال میں خلیفہ ہوئے اس وجہ سے بعض صحابہ نے ان کی بیعت نہیں کی کیونکہ بہت سے اہم مسائل امت کے نزدیک تھے، مثلاً ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حدثنا ابن علية ، عن أيوب ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال : لما بويع لعلي أتاني فقال : إنك امرؤ محبوب في أهل الشام ، وقد استعملتك عليهم ، فسر إليهم ، قال : فذكرت القراة وذكر

الصهر ، فقلت : أما بعد فوالله لا أبائعك ، قال : فتركني وخرج ، فلما كان بعد ذلك جاء ابن عمر إلى أم كلثوم فسلم عليها وتوجه إلى مكة

نافع، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر نے کہا: جب علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا آپ ایسے شخص ہیں جو اہل شام کی نظر میں محبوب ہیں، اور میں آپ کو ان پر عامل بنانا ہوں لہذا آپ ان کی طرف جائیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے قرابت و رشتہ داری کا ذکر کیا اس کے بعد کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کی بیعت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم کے پاس آئے انہیں سلام کیا اور مکہ روانہ ہو گئے

اسامہ بن زید کا توقف

أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ حَارِثَةَ الْمُتَوَفَّى ٥٣ھ کے والد قریشی نہیں تھے بنی کلب کے تھے۔ یہ قیدی بنے اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دیا۔ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ کو رسول اللہ بہت پسند کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو لوگ زید بن محمد کہتے اور آیت : {ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ} [الأحزاب: 5] نازل ہوئی اور واپس ان کو ان کے باپ کے نام سے پکارا گیا

التحریر الطاووسی۔ از شیعہ عالم حسن صاحب المعالم میں ہے

اسامة بن زید . روی انه رجع، وھینا أن نقول الا خیرا جعفر بن محمد المدائنی، عن موسى بن القاسم البجلي (1)، عن صفوان، عن عبد الرحمن (في موضع آخر: عبد الرحمن بن الحجاج)، عن أبي عبد الله [عليه السلام] عن آبائه [عليهم السلام] قال: كتب علي عليه

السلام إلى والي المدينة: لا تعطين سعدا ولا ابن عمر من الفئ شيئا، فأما اسامة بن زيد فاني قد عذرته في اليمين التي كانت عليه

اسامہ بن زید پر روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے رجع کیا (یعنی مخالفین امیر المومنین علی سے مل گئے)۔۔۔ ابو عبد اللہ نے اپنے آبا سے روایت کیا ہے کہ علی نے والی مدینہ کو خط لکھا کہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر کو الفی مال میں سے کچھ نہ دینا اور جہاں تک اسامہ کا معاملہ ہے تو میں اس وعدہ کی بنیاد پر معذور ہوں جو اس سے میں کر بیٹھا ہوں

یعنی اسامہ نے علی کی بیعت پر بھی توقف کیا۔ لہذا شیعہ علماء رجال کا کہنا ہے کہ اسامہ کی روایت پر توقف کیا جائے گا یعنی اس کو من وعن قبول نہیں کریں گے۔ خلاصۃ الاقوال میں الحسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحللی کا قول ہے الاولی عندی الوقف فی روایتہ، بہتر میرے نزدیک ہے کہ اس کی روایت پر توقف کیا جائے۔ عصر حاضر کے شیعہ متقدمین شیعہ کے اس قول کو رد کرتے ہیں مثلاً کتاب الربا فقہیہا واقتصادیہا از حسن محمد تقی الجواہری میں ہے کہ

وقول ابی جعفر (ع) فی حقہ «اسامة بن زيد قد رجع فلا تقولوا الا خيرا»¹ کل ہذا یبین انہ لم یکن کذوبا مذموما . فتقبل روایتہ

امام ابو جعفر کا قول ہے جو حق میں ہے کہ اسامہ نے رجع کیا ان پر لیکن صرف اچھا بولو تو یہ معلوم ہوا کہ اسامہ ان کے نزدیک جھوٹے نہیں تھے نہ قابل مذموم تھے پس ان کی روایت قبول کی جائے گی

کتاب الربا۔۔ فقہیہا واقتصادیہا از حسن محمد تقی میں ہے الظاہر انہ رجع عن عدم مبايعته لعلی۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ بیعت علی پر واپس پلٹ گئے۔ یعنی متقدمین تو کہہ رہے تھے کہ اسامہ کی روایت پر توقف کرو اور متاخرین کہہ

رہے قبول کرو یہ واپس لشکر علی میں آگئے تھے۔ راقم کہتا ہے حسن محمد تقی نے بات کو بدلا ہے تقیہ کیا ہے اس کی مخالفت کی ہے کشی نے جنہوں نے باقاعدہ روایت دے کر ثابت کیا ہے کہ اسامہ کا نفقہ علی بند کر دیتے اگر ان سے کوئی وعدہ نہ گیا ہوتا

اسامہ نے علی کا کوئی ساتھ نہ دیا اس کی تائید صحیح بخاری کی حدیث سے ہوتی ہے

7110

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ : قَالَ عَمْرُو ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَنَّ حَزْمَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ ، قَالَ عَمْرُو : قَدْ رَأَيْتُ حَزْمَةَ ، قَالَ : أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ ، وَقَالَ : إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ ، فَيَقُولُ : مَا خَلَفَ صَاحِبُكَ ، فَقُلْ لَهُ : يَقُولُ لَكَ : لَوْ كُنْتُ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ ، وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ ، فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا ، فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنِ ، وَحُسَيْنٍ ، وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْفَرُوا لِي رَاحِلَتِي

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، کہا کہ عمرو نے بیان کیا، انہیں محمد بن علی نے . خبر دی، انہیں اسامہ رضی اللہ عنہ کے غلام حزمہ نے خبر دی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حزمہ کو دیکھا تھا۔ حزمہ نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور مجھ سے کہا، اس وقت تم سے علی رضی اللہ عنہ پوچھیں گے کہ تمہارے ساتھی (اسامہ رضی اللہ عنہ) جنگ جمل و صفین سے کیوں پیچھے رہ گئے تھے تو ان سے کہنا کہ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں اس میں بھی آپ کے ساتھ رہوں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ تو (اس میں شرکت صحیح) نہیں

معلوم ہوئی (حرم کہتے ہیں کہ) چنانچہ انہوں نے کوئی چیز نہیں دی۔ پھر میں حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری پر اتنا مال لدوا یا جتنا کہ اونٹ اٹھا سکتا تھا۔

عقیل بن ابی طالب کی بیزاری

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اہل بیت میں سے تھے یہ علی کے پاس گئے اور ان سے مراعات کا مطالبہ کیا یا خمس میں سے مال طلب کیا۔ علی نے ان کو زیادہ نہیں سنا یہ بیزار ہوئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور پلٹ کر علی کے پاس نہیں گئے

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت

عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ایام تشریق میں ہوئی۔ اس وقت طلحہ و زبیر رضی عنہما حج کے مراسم میں مشغول تھے لیکن جاہل راویوں نے ان سے متعلق روایات بیان کی ہیں کہ وہ مدینہ میں تھے۔ ظاہر ہے یہ روایات گھڑی گئیں تاکہ علی کو حق بجانب ثابت کیا جاسکے

تاریخ طبری میں ہے

وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَوْفٍ، قَالَ: أَمَا أَنَا فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَبْرِينَ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا جَاءَ فَقَالَ لَطَلْحَةُ: ابْسُطْ يَدَكَ يَا طَلْحَةُ لِأَبِائِكَ، فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنْتَ أَحَقُّ، وَأَنْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فَابْسُطْ يَدَكَ، قَالَ: فَابْسُطْ عَلِيُّ يَدَهُ فَبَايَعَهُ

جعفر بن سلیمان نے عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی سے روایت کیا کہ عوف نے ابن سیرین سے سنا کہ عوف نے علی کے پاس پہنچے اور طلحہ سے کہا ہاتھ بڑھاؤ اور بیعت کر لو۔ طلحہ نے کہا آپ حق پر ہیں اور آپ امیر المؤمنین ہیں پس ہاتھ بڑھایا اور بیعت کر لی

عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی مختلف فیہ راوی ہے۔ عوف الاعرابی پر امام ہند کا قول ہے

قال بندگان کان قدریا رافضیا شیطانا یہ قدری، رافضی، شیطان ہے

امام احمد کی العلل میں ہے

وقال عبد الله: حدثني محمد بن أبي بكر، قال: سمعت عمي عمر بن علي يقول: رأيت عبد الله بن المبارك في مسجدنا هذا عند المنارة يقول لجعفر بن سليمان: رأيت أيوب؟ قال: نعم، قال: ورأيت ابن عون؟ قال: نعم، قال: ورأيت يونس؟ قال: نعم، قال: فكيف لم تجالسهم، وجالست عوفًا، والله ما رضي عوف ببدعة حتى كانت فيه بدعتان: كان قدريًا، وكان شيعيًا. «العلل» (2913)

امام عبد اللہ بن مبارک نے جعفر سے کہا کہ تو عوف کی مجلس میں جا بیٹھا جبکہ عوف میں دو بدعت جمع ہو گئیں تھیں کہ قدری و شیعہ ہو گیا تھا

عوف کی شیعہ موقف کی روایت مردود ہے اور سند ضعیف ہے

256 - وكتب إليّ السريّ عن شعيب، عن سيف، عن محمد بن قيس، عن الحارث الوالبيّ، قال: جاء حُكَيْم بن جبلة بالزبير حتى بايع؛ فكان الزُّبَيْر يقول: جاءني لصٌّ من لُصوص عبد القيس فبايعت واللّج على عنقي

الحارث الوالبيّ نے کہا کہ حکیم بن جبلة، زبر کے پاس گیا یہاں تک کہ اس نے بیعت کی - اور زبیر کہتا کہ میری گردن پر تلوار تھی

سند میں الحارث الوالبيّ مجہول الحال ہے

تاریخ طبری میں ہے

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَرَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمِيدٌ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: رَأَيْتُ الزُّبَيْرَ ابْنَ الْعَوَامِ بَايَعَ عَلِيًّا فِي حَشٍّ مِنْ حَشَانِ الْمَدِينَةِ

حسن نے کہا میں نے زبیر کو دیکھا انہوں نے علی کی بیعت مدینہ کے ایک ایک باغ میں کی

کتاب ضعیف و صحیح تاریخ طبری کے مولفین محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق ج ۳ ص ۷۲ پر حاشیہ میں اس روایت پر کہتے ہیں

اسنادہ ضعیف

راقم کہتا ہے مدلس کی عن سے روایت صحیح کے درجہ میں نہیں ہے
روایت کاراوی محمد بن سنان القزاز ثقہ نہیں اور کذاب مشہور ہے

رماء أبو داود بالكذب، وابن خراش يقول: ليس بثقة.

دوسرا راوی إسحاق بن إدريس الأسواري البصريُّ بھی متروک ہے

بقیہ اصحاب رسول

مورخین نے بیعت نہ کرنے والوں میں بعض اور ناموں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً سعد بن ابی وقاص، صہیب بن سنان رومی، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون، مغیرہ بن شعبہ، حسان بن ثابت، عبد اللہ بن سلام، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ، سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہم

سیر الاعلام النبلاء کے مطابق علی اور مغیرہ میں مخالفت ہوئی کہ مغیرہ نے علی سے قتل عثمان کے بعد کہا کہ تم گھر میں رہو اور اپنی طرف دعوت مت دو، اگر تم مکہ سے قریب ہوتے تو تمہاری کوئی بیعت نہ کرتا

اس کے بعد مغیرہ نے صاف الفاظ میں علی کو کہہ دیا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو چھوڑ دوں گا
- خلافت علی کے بعد مغیرہ یمن چلے گئے پھر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گئے

أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ لِ عَلِيٍّ حِينَ قُتِلَ عُثْمَانُ: افْعُدْ فِي بَيْتِكَ، وَلَا تَدْعُ إِلَى
نَفْسِكَ، فَإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ بِمَكَّةَ لَمْ يُبَايَعُوا غَيْرَكَ وَقَالَ لِ عَلِيٍّ: إِنْ لَمْ تُطِيعْنِي
فِي هَذِهِ الرَّابِعَةِ، لَأَعْتَرَلْتُكَ، ابْعَثْ إِلَى مُعَاوِيَةَ عَهْدَهُ، ثُمَّ اخْلَعْهُ بَعْدَ فَلَمْ يَفْعَلْ،
فَاعْتَرَلَهُ الْمُغِيرَةُ بِالْيَمَنِ فَلَمَّا شُغِلَ عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ، فَلَمْ يَبْعَثُوا إِلَى الْمَوْسِمِ أَحَدًا؛
جَاءَ الْمُغِيرَةُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، وَدَعَا لِمُعَاوِيَةَ

بصرہ کا قصد

صحیح بخاری کے مطابق علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر کو بصرہ بھیجا کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے بصرہ کا رخ کر لیا تھا۔ اس کی خبر علی کو ہوئی اور عراق میں اپنی خلافت کو برقرار رکھنے کے لئے انہوں نے کوفہ اپنے سفیروں کو بھیجا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَرْثَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ، بَعَثَ عَلِيُّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ، فَصَبَعَا الْمُنْبَرِ، فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمُنْبَرِ فِي أَعْلَاهُ، وَقَامَ عَمَّارُ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُ عَمَّارًا، يَقُولُ: «إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ، وَاللَّهِ إِنَّهَا لَرَوْحَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلَاكُمْ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ

أَبُو مَرْثَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ نے کہا جب طلحہ زبیر اور عائشہ بصرہ گئے، علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو بھیجا وہ ہمارے پاس کوفہ آ گئے اور منبر پر چڑھے تو حسن منبر پر اوپر تھے اور عمار ان سے نیچے تھے ہم جمع ہوئے تو عمار کو کہتے سنا: عائشہ بصرہ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تم کو آزمارہا ہے کہ تم ان علی کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی

کتاب الاستقصا ناخبار دول المغرب النقصی از السلاوی کے مطابق

أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ خَرَجَتْ إِلَى مَكَّةَ زَمَانَ حِصَارِ عُثْمَانَ فَقَضَتْ نَسَكَهَا وَانْقَلَبَتْ
ثَرِيدُ الْمَدِينَةِ فَلَقِيَهَا الْخَبَرُ بِمَقْتَلِ عُثْمَانَ فَأَعْظَمَتْ ذَلِكَ وَدَعَتْ إِلَى الطَّلَبِ بِدَمِهِ
وَلَحِقَ بِهَا طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَجَمَاعَةٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَاتَّفَقَ رَأْيُهُمْ
عَلَى الْمُضِيِّ إِلَى الْبَصْرَةِ

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ سے نکلیں جبکہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلوایوں کے حصار میں تھے اپنے
مناسک حج کم کیے اور مدینہ کے لئے نکلیں۔ راستے میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی خبر آئی۔ اس کو
بہت بڑی بات جانا اور ان کے خون کا قصاص کا مطالبہ کیا۔ طلحہ، زبیر، ابن عمر اور بنو امیہ کی ایک جماعت
ساتھ ہوئی اور اتفاق رائے سے بصرہ کا رخ کیا

الذہبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا، زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے
بصرہ رخ کیا

فَأَمَّا أَهْلُ مِصْرَ فَكَانُوا يَشْتَهُونَ عَلِيًّا، وَأَمَّا أَهْلُ الْبَصْرَةِ فَكَانُوا يَشْتَهُونَ الزُّبَيْرَ،
وَأَمَّا أَهْلُ الْكُوفَةِ فَكَانُوا يَشْتَهُونَ طَلْحَةَ

اہل مصر علی کو پسند کرتے تھے اہل بصرہ زبیر کو پسند کرتے تھے اور کوفہ والے طلحہ کو پسند کرتے تھے

علی رضی اللہ عنہ کا کوفہ کو دار الخلافہ بنانے کی وجہ بھی طلحہ رضی اللہ عنہ کے حمایتیوں پر کنٹرول تھا ورنہ
مدینہ چھوڑنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے حالانکہ وہ ان کے لئے
بہتر ہوگا

فَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيه، وَعَلِيُّ بْنُ حَمَّشٍ، قَالَا: ثنا بَشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحَمِيدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، ثنا أَبُو مُوسَى يَعْنِي إِسْرَائِيلَ بْنَ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: ”جَاءَ طَلْحَةُ وَالزُبَيْرُ إِلَى الْبَصْرَةِ فَقَالَ لَهُمُ النَّاسُ: مَا جَاءَكُمْ؟ قَالُوا: نَطْلُبُ دَمَ عَثْمَانَ قَالَ الْحَسَنُ: أَيَا سُبْحَانَ اللَّهِ، أَفَمَا كَانَ لِلْقَوْمِ عُقُولٌ فَيَقُولُونَ: وَاللَّهِ مَا قَتَلَ عَثْمَانَ غَيْرُكُمْ؟ قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ عَلِيٌّ إِلَى الْكُوفَةِ، وَمَا كَانَ لِلْقَوْمِ عُقُولٌ فَيَقُولُونَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّا وَاللَّهِ مَا ضَمَنَّاكَ

المستدرک علی الصحیحین

إِسْرَائِيلَ بْنَ مُوسَى نے کہا میں نے حسن بصری سے سنا کہ طلحہ اور زبیر بصرہ پہنچے لوگوں نے ان سے کہا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا ہم عثمان کا خون کا قصاص طلب کرنے آئے ہیں۔ حسن بصری نے کہا سبحان اللہ کہ قوم میں عقل ہوتی پس (بصرہ کے) لوگوں نے (طلحہ اور زبیر) کہا تمہارے سوا کون ہے جس نے عثمان کا قتل کیا؟ حسن نے کہا جب علی کوفہ پہنچے اور قوم میں عقل نہیں تھی قوم نے (علی سے) کہا اے شخص اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ نہیں

یعنی بصرہ والوں میں عقل کی کمی تھی پہلے طلحہ وزبیر پر قتل عثمان کا الزام دیا پھر علی پہنچے تو ان کا ساتھ دینے سے بھی انکار کر دیا۔ حسن بصری کا سماع کسی بدری صحابی سے نہیں لہذا یہ حسن کا تجزیہ و تاریخ ہے

مذکرہ جنگ جمل

شہادت طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ

مستدرک الحاکم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمَّشَادٍ الْعَدَلِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ،
ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ
مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حِينَ رُمِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ فَوَقَعَ فِي رُكْبَتِهِ فَمَا زَالَ
يُسَبِّحُ إِلَى أَنْ مَاتَ

قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے مروان بن الحکم کو دیکھا جب اس نے طلحہ بن عبید اللہ پر تیر پھینکا اس روز
جوان کے گھٹنے میں لگا پس انہوں نے تسبیح کرنا نہ چھوڑا یہاں تک کہ موت ہوئی

امام حاکم اور الذہبی نے اس کو صحیح سمجھا ہے

یہ بات قیس بن ابی حازم بیان کرتا ہے کہ مروان بن الحکم نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا حدیث کی کتابوں
میں مستدرک الحاکم اور طبرانی میں اس کی روایت ہے۔ لیکن اس کی سند میں اسماعیل بن ابی خالد الکوفی ہیں
جو کوفہ کے ثقہ راوی ہیں اور صغار التابعین میں سے ہیں جن کو النسائی، مدلس کہتے ہیں۔ مدلس کی روایت
عن سے اگر ہو تو اس کی تحقیق کرنی چاہیے، مروان کے قاتل ہونے کی روایت عن سے آئی ہے۔ قیس بن
ابی حازم کو عثمانیا کہا جاتا ہے یعنی یہ عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے۔ یہ راوی
الحواب والی روایت بھی بیان کرتا ہے جس پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ جمل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر

میں تھا۔ بعد میں یہ پارٹی بدل کر علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا اور خوارج سے لڑا۔ ایسا کسی صحابی نے نہیں کیا جو قصاص عثمان کا مطالبہ لے کر نکلے وہ اپنے موقف پر رہے اور جو علی رضی اللہ کے ساتھ تھے وہ ان کے ساتھ ہی رہے۔ لیکن قیس پارٹیاں بدلتے رہے اور ادھر کی ادھر کرتے رہے

کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل از العلانی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہیں اور العلانی کے مطابق ابن معین نے اسماعیل کی قیس سے ایک روایت کو راوی کی غلطی کہا ہے لہذا اسماعیل کا قیس سے سماع مشکوک ہے

مستدرک الحاکم کی روایت صحیح نہیں ہے۔ اسی سند سے طبرانی کی المعجم الکبیر میں بھی نقل ہوئی ہے لہذا حدیث کی کتب میں اس واقعہ کی صحیح سند نہیں۔ اب تاریخ کی کتب دیکھئے اس میں ہم بہت ابتدائی کتب کو دیکھتے ہیں مثلاً تاریخ خلیفہ بن الحیاط وغیرہ۔ تاریخ خلیفہ بن الحیاط میں ایک سند ہے جس کا الذہبی نے تاریخ الاسلام میں ذکر کیا ہے

فروى قتادة، عن الجارود بن أبي سبرة الهذلي قال: نظر مروان بن الحكم إلى طلحة يوم الجمل، فقال: لا أطلب ثأري بعد اليوم، فرمى طلحة بسهم فقتله

اس کی سند میں قتادہ مدلس عن سے روایت کر رہے ہیں لہذا یہ بھی صحیح نہیں

الذہبی نے کتاب سیر الاعلام النبلاء میں اس کی اور سندیں بھی دیں ہیں

وعن يحيى بن سعيد الأنصاري، عن عمه، أن مروان رمى طلحة، والتفت إلى أبان بن عثمان وقال: قد كفيناك بعض قتلة أبيك. وروى زيد بن أبي أنيسة، عن رجل، أن عليا قال: بشروا قاتل طلحة بالنار.

لیکن ان دونوں میں مجھول راوی ہیں لہذا یہ بھی صحیح نہیں

تاریخ خلیفہ بن الخیاط میں ایک اور سند ہے

فَحَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ سَبْرِينَ قَالَ رَمَى طَلْحَةَ بِسَهْمٍ فَأَصَابَ ثَغْرَةَ نَحْرِهِ قَالَ فَأَقْرَ مَرْوَانَ أَنَّهُ رَمَاهُ

اس روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اور مروان نے اقرار کیا کہ یہ انہوں نے پھینکا تھا

اس روایت میں وہ شراغیزی نہیں جو دوسری روایات ہیں جس میں مروان کا جان بوجھ کر قتل کرنا بتایا گیا ہے۔ تیر لگنا غلطی سے بھی ہو سکتا ہے حالت جنگ میں کوئی تیر پھینکتا ہے کوئی تلوار چلاتا ہے اور اپنے ہی کسی ساتھی کو بھی زخمی کر سکتا ہے اگر وہ شخص اتفاقاً یکدم تیر کے راستے میں آجائے۔ اس صورت میں اس کو قتل عہد نہیں کہا جاسکتا۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۴۷ میں اس کو جزم سے نہیں لکھا بلکہ کہا

وَيُقَالُ إِنَّ الَّذِي رَمَاهُ بِهَذَا السَّهْمِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اور کہا جاتا ہے مروان بن الحکم نے ان کو تیر مارا

ابن الأثير (التوفى: 630هـ-) كتاب الكامل في التاريخ میں کہتے ہیں

وَكَانَ الَّذِي رَمَى طَلْحَةَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، وَقِيلَ غَيْرُهُ اور طلحہ کو مروان نے تیر مارا
اور کہا جاتا ہے کسی اور نے

ہمارا سوال ہے کہ جب مورخین کو اس بات میں شک ہے تو اس بات کی تحقیق کیوں نہیں کی۔ اصل میں بنو امیہ کو برا کہنا مورخین کی کتب بکنے کا سبب تھا اگر وہ ان کتابوں میں ان کو برا نہیں لکھتے تو کوئی خریدتا نہیں لہذا پرستی جھوٹی بات نقل کرتے چلے گئے اور کہا کہ ہم نے سند پیش کر دی ہے۔ جبکہ یہ واضح ہے عوام اس سند کو کیسے چیک کرتے جبکہ علم جرح و تعدیل کی کوئی ایک کتاب تو ہے نہیں۔ مروان بن الحکم تو خود قصاص کا مطالبہ لے کر نکلے تھے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو پھر وہ طلحہ کو کیوں قتل کریں گے دوم اگر یہ ثابت ہوتا تو کوئی نہ کوئی اس وجہ سے مروان کو بھی قتل کر دیتا۔ معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے تو قتل عثمان پر ۸۰ افراد کو قتل کیا تو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر مروان کو کیسے چھوڑ دیتے؟

شہادت زبیر بن العوام صحیح بخاری میں ہے

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں

نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی، یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہوگا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا۔ میں نے پوچھا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہ نے بیان کیا، قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کر دے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے، دو مکان بصرہ میں تھے، ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا طبری میں ہے کہ زبیر کا قتل عمرو بن جرموز نے کیا علی کو جب جا کر اس نے خبر دی تو علی نے کہا میں جہنم کی بشارت دیتا ہوں

قال أبو جعفر: وأما غير سيف فإنه ذكر من خبر هذه الواقعة ... وقتل الزبير، فزعموا أن ابن جرموز لهو الذي قتله، وأنه وقف بباب أمير المؤمنين؛ فقال لحاجبه: استأذن لقاتل الزبير؛ فقال عليّ: ائذن له، وبشره بالنار

تاریخ طبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں سند ضعیف ہے۔ راقم کہتا ہے طبری نے اس پر کوئی سند نہیں دی صرف یہ کہا ہے کہ سیف کے علاوہ راویوں نے بیان کیا

مستدرک حاکم ۵۵۷۳ میں ہے

أَحْبَبَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلَّابُ، بِحَمْدَانَ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَزْرَزَادَ الْأَنْطَاكِيُّ، ثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْعَابِدُ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لِلزُّبَيْرِ: «أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَقِيْفَةِ قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَحْبَبُهُ؟» فَقُلْتُ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟ قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ سَتَخْرُجُ عَلَيْهِ وَثِقَاتِلُهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ» قَالَ: فَرَجَعَ الزُّبَيْرُ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ نے کہا علی نے زبیر سے کہا میں تذکرہ کروں گا اس دن کاجب میں اور تم انصار کے سَقِيْفَةِ میں تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کہا تھا کہ کیا تم محبت کرتے ہو؟ تو تم نے کہا تھا مجھ کو کیا چیز منع کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم ضرور نکلو گے اور قتال کرو گے جبکہ تم ظالم ہو گے

امام الذہبی اس حدیث پر کہتے ہیں الحدیث فیہ نظر اس حدیث پر نظر ہے۔ ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا ہے لا یعرف۔ اس کو نہیں جان سکا یعنی یہ مجھول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ کی ضعیف روایات
اب راقم صرف مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات نقل کرے گا

(۳۸۹۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ ، أَنَّ رِبْعَةَ كَلَمَتْ طَلْحَةَ فِي مَسْجِدِ بَنِي مُسْلَمَةَ فَقَالُوا : كُنَّا فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ حَتَّى جَاءَنَا يُبْعَثُ هَذَا الرَّجُلُ ، ثُمَّ أَتَى الْآنَ نَقَاتِلُهُ ، أَوْ كُنَّا قَاتِلُوا قَالَ : فَقَالَ : إِنِّي أُدْخِلْتُ الْحَشَّ وَوَضِعْتُ عَلَى عُنُقِي اللَّحْجَ ، وَقِيلَ : بَايِعْ وَإِلَّا قَاتَلْنَاكَ ، قَالَ : فَبَايَعْتُ ، وَعَرَفْتُ أَنَّهَا بَيْعَةُ ضَالِكَةٍ ، قَالَ السَّيْمِيُّ : وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ : إِنَّ مَنَافِقًا مِنْ مَنَافِقَى أَهْلِ الْعِرَاقِ جَبَلَةُ بْنُ حَكِيمٍ ، قَالَ لِلزُّبَيْرِ : فَإِنَّكَ قَدْ بَايَعْتَ ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ : إِنَّ السَّيْفَ وَضِعَ عَلَى قَفِي فَقِيلَ لِي : بَايِعْ وَإِلَّا قَتَلْنَاكَ ، قَالَ : فَبَايَعْتُ .

(۳۸۹۳۰) ابونضرہ سے روایت ہے کہ قبیلہ ربیعہ والے بنو مسلمہ کی مسجد میں حضرت طلحہ بن عمرو سے ہم کلام ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو دشمن کے گلے پر قابض تھے کہ ہم کو یہ اطلاع پہنچی کہ آپ نے اس شخص (حضرت علی بن ابی طالب) کی بیعت کر لی ہے پھر آپ اسی سے قتال کر رہے ہیں اور کبھی اس طرح کی باتیں کہیں۔ حضرت طلحہ بن عمرو نے فرمایا کہ مجھے مجبور کے باغ میں داخل کیا گیا اور تلوار میری گردن پر رکھ دی گئی پھر کہا گیا کہ تم بیعت کرو وگرنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے میں نے بیعت کر لی اور جان لیا کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے۔ یہی کہتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک نے فرمایا کہ اہل عراق کے منافقین سے ایک منافق جلد بن حکیم نے حضرت زبیر بن ابی العوف سے کہا کہ آپ تو بیعت کر چکے ہیں (پھر یہ مخالفت کیسی) حضرت زبیر بن ابی العوف نے فرمایا کہ تلوار میری گدی پر تھی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بیعت

مصنف ابن ابی شیبہ ترجمہ (جلد ۱۱) ۴۳۸ کتاب العہد
 کرو وگرنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے پس میں نے بیعت کر لی۔

اس روایت کے مطابق زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما سے زبردستی علی کی بیعت لی گئی

راقم کہتا ہے لشکر عائشہ اور لشکر علی کی آپس میں کوئی ملاقات بصرہ سے پہلے نہیں ہوئی۔ بلکہ جو اصحاب رسول مکہ میں حج کی وجہ سے تھے ان سب نے بصرہ کا رخ کیا اور جو مدینہ میں علی کے ساتھ تھے انہوں نے ان کو روکا کیونکہ اس کا خطرہ تھا کہ زبیر یا طلحہ کوفہ یا بصرہ میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیں گے۔ اس روایت کی سند میں سلیمان بن طرخان التیمی ہیں جو مدلس ہیں

(۲۸۹۳۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِّ يَذْكُرُ، عَنْ أُمِّ رَاشِدٍ جَدَّتِهِ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ أُمِّ هَانٍ فَأَتَاهَا عَلِيٌّ، فَدَعَتْ لَهُ بِطَعَامٍ، فَقَالَ: مَا لِي لَا أَرَى عِنْدَكُمْ بَرَكَهَ، يُعْنِي الشَّاةُ، قَالَتْ: فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللَّهِ، بَلَى وَاللَّهِ إِنَّ عِنْدَنَا لَبَرَكَهَ، قَالَ: إِنَّمَا أَعْنِي الشَّاةَ، قَالَتْ: وَنَزَلْتُ فَلَقَيْتُ رَجُلَيْنِ فِي الدَّرَجَةِ، فَسَمِعْتُ أَحَدَهُمَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ: بَايَعْتُهُ أُيُودِينَا وَلَمْ تَبَايِعْهُ قُلُوبُنَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَنْ هَذَانِ الرَّجُلَانِ فَقَالُوا: طَلْحَةُ وَالزُبَيْرُ، قَالَتْ: فَإِنِّي قَدْ سَمِعْتُ أَحَدَهُمَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ: بَايَعْتُهُ أُيُودِينَا وَلَمْ تَبَايِعْهُ قُلُوبُنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: ﴿فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُتْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسِيئَتُهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾.

(۲۸۹۳۱) ام راشد سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے پس ام ہانی نے ان کی کھانے پر دعوت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا بات ہے مجھے تمہارے ہاں برکت (بکری) نظر نہیں آ رہی۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا سبحان اللہ کیوں نہیں! اللہ کی قسم ہمارے ہاں برکت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مراد بکری ہے۔ میں اتاری تو میڑھی میں دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی میں نے ان دونوں میں سے ایک کو سنا کہ وہ دوسرے کو کہہ رہا تھا ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے ہمارے دلوں نے نہیں۔ ام راشد نے کہا یہ کون ہیں۔ پس لوگوں نے جواب دیا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما میں نے سنا ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے ہمارے قلوب نے نہیں۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنْ نَكَتْ فَإِنَّمَا يَنْكُتْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسِيئَتُهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (جو عہد شکنی کرے گا اس کا جو ایسا پرہوگا جو اللہ سے کیا عہد پورا کرے گا اللہ اس کو اجر عظیم دے گا)۔

سند میں ام راشد اور احمد بن عبد اللہ بن الاصم مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۳۹ کتاب العبد

(۲۸۹۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: لَا تَتَّبِعُوا مُدْبِرًا، وَلَا تُجْهِزُوا عَلَيَّ جَرِيحَ وَمَنْ أَلْفَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ. (حاکم ۱۵۵۔ بیہقی ۱۸۱)

(۲۸۹۳۳) عبد خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن فرمایا! تم بھاگنے والے کا پیچھا مت کرو اور نہ زخمی کو قتل کرو اور جس نے ہتھیار ڈال دیا وہ اسن والا ہے۔

(۲۸۹۳۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ الْجُعْفِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: لَمَّا انْهَزَمَ أَهْلُ الْجَمَلِ، قَالَ عَلِيٌّ: لَا يَطْلُبَنَّ عَبْدٌ حَارِجًا مِنَ الْعَسْكَرِ، وَمَا كَانَ مِنْ ذَاتِيهِ، أَوْ سِلَاحٍ فَهُوَ لَكُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ أُمٌّ وَلَكِنَّهُ وَالْمَوَارِثُ عَلَى فَرَائِضِ اللَّهِ، وَأَيُّ أَمْرٍ أَوْ قِتْلٍ زَوْجَهَا فَلْتَعْتَدْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرَ وَعَشْرًا، قَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، تَجِلُّ لَنَا دِمَاؤُهُمْ وَلَا تَجِلُّ لَنَا نِسَاؤُهُمْ، قَالَ: فَحَاصِمُوهُ، فَقَالَ: كَذَلِكَ السَّيْرَةُ فِي أَهْلِ الْقَبْلَةِ، قَالَ: فَهَاتُوا سِهَامَكُمْ وَأَقْرِعُوا عَلَى عَائِشَةَ فَهِيَ رَأْسُ الْأَمْرِ وَقَائِدُهُمْ، قَالَ: فَعَرَفُوا وَقَالُوا: نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، قَالَ: فَخَصَّمَهُمْ عَلِيٌّ.

(۳۸۹۳۵) ابو بختری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل جمل (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر) شکست کھا چکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی آدمی لشکر سے باہر کسی کی تلاش نہ کرے (یعنی شکست کھانے والوں کا پیچھا نہ کرے) جو سواری یا ہتھیار یہاں سے ملے ہیں وہ تمہارا ہیں لیکن تمہارے لیے کوئی ام ولد نہیں (یعنی کوئی باندی تمہارے لیے نہیں) اور درویشین اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق تقسیم ہوں گی اور جس عورت کا خاندان فوت ہو چاہے وہ اپنی عدت چار مہینے دس دن (آزاد عورت کی طرح) پوری کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے لشکر والے کہنے لگے اے امیر المومنین آپ ان کا مال ہمارے لیے حلال کرتے ہیں مگر ان کی عورتیں حلال نہیں کرتے۔ پس لشکر والے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئے۔ آپ نے فرمایا اہل قبلہ کے اخلاق ایسے ہی ہوتے ہیں پھر فرمایا لاؤ اپنے تیر مجھے دو اور سب سے پہلے قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ڈالو وہ کس کے حصے میں آتی ہیں (جو تمہاری سب کی ماں ہے) کیونکہ وہ لشکر کی قائد تھیں۔ پس یہ سن کر وہ منتشر ہو گئے اور اللہ سے مغفرت کرنے لگے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر غالب آ گئے حجت اور دلیل میں (یعنی مسلمانوں کی عورتوں کو باندی نہیں بنایا جاسکتا)

سند منقطع ہے ابو البختری کا سماع علی سے نہیں ہے۔ جامع التحصیل فی احکام المراسیل از صلاح

الدین ابو سعید خلیل بن کیکلہ بن عبد اللہ دمشقی العلانی (المتوفی: ۷۶۱ھ) میں ہے

سعید بن فیروز أبو البختري الطائي كثير الإرسال عن عمر وعلي وابن مسعود وحذيفة وغيرهم رضي الله عنهم قال شعبة كان أبو إسحاق يعني السبيعي أكبر من أبي البختري ولم يدرك أبو البختري عليا

(۲۸۹۳۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ : إِنَّا كُنَّا أَذْهَنًا فِي أَمْرِ عُثْمَانَ فَلَا نَجِدُ بُدًّا مِنَ الْمُبَايَعَةِ . (۳۸۹۳۶) حکیم ابن جابر فرماتے ہیں کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو فرماتے ہوئے جنگ جمل کے دن کہ ہم نے حضرت عثمان کے

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۴۰ کتاب الجمل

ارے میں دور خارویہ اپنا پاپس ہم نہیں پاتے بیعت کے بغیر چارہ کار۔

یعنی طلحہ کی رائے میں لوگ عثمان کے قصاص کے مطالبے سے ہٹ گئے جب علی نے اس میں کوئی پیش رفت نہ کی

(۲۸۹۳۷) حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ : لَمْ يَشْهَدْ الْجَمَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ إِلَّا عَلِيٌّ وَعُمَارٌ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَإِنْ جَاؤُوا بِخَامِسٍ فَأَنَا كَذَّابٌ . (احمد ۴۰۹۶)

(۳۸۹۳۷) حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن کوئی صحابی رسول شریک نہیں ہوئے حضرت علی۔ عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کے سوا اگر کوئی پانچواں صحابی شریک ہوا ہو تو میں کذاب ہوں۔

سند ضعیف ہے منصور بن عبد الرحمن الغدانی ناقابل دلیل اور ابن حزم کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس کا قول تاریخی غلط ہے

(۲۸۹۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيَْادٍ ، قَالَ : قَالَ عَمَارُ بْنُ يَاسِرٍ : إِنَّ أَمَّنَا سَارَتْ مَسِيرَنَا هَذَا ، وَإِنَّهَا وَاللَّهِ زَوْجَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلَانَا بِهَا لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ نُطِيعُ أَمَّ إِيَّاهَا . (حاكم ۶)

(۳۸۹۳۸) عبد اللہ بن زیاد سے روایت ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری ماں (حضرت عائشہ) ہمارے اس راستے پر چلیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ کی دنیا آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے ذریعے آزمایا تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے ہم اس کی اطاعت کرتے ہیں یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

سند منقطع ہے۔ اعمش کا سماع شمر بن عطیہ سے نہیں ہے

وفي كتاب «سؤالات حرب الكرمانى» قال أبو عبد الله: الأعمش لم يسمع منه شمر بن عطية
اعمش کا سماع شمر بن عطیہ سے نہیں ہے

(۲۸۹۴۱) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْهَجْنَجِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، قَالَ : قِيلَ لَهُ : مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكُونَ قَاتِلْتُ عَلَى بَصِيرَتِكَ يَوْمَ الْجَمَلِ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : يَخْرُجُ قَوْمٌ هَلَكُوا لَا يُفْلِحُونَ ، فَإِنَّهُمْ امْرَأَةٌ ، فَأَنْدَهُمْ امْرَأَةٌ ، فَأَنْدَهُمْ فِي الْجَنَّةِ . (مسند ۴۳۰۸)

(۳۸۹۴۱) ابوبکرہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے کہا آپ کو جنگ جمل کے دن کس شے نے منع کیا قتال میں شرکت سے اہل بصرہ کی طرف سے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی جو کامیاب نہ ہوگی ان کی سردار ایک عورت ہوگی پھر فرمایا وہ جنت میں ہوں گے۔

: ديوان الضعفاء والمتروكين میں الذہبی کہتے ہیں عمر بن الہجنج عن أبي بكره الثقفي، نكرة
لا يعرف نہیں معلوم کون ہے

(۳۸۹۴۴) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ جُوَيْرٍ ، عَنِ الصَّحَّاحِ ، أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا هَزَمَ طَلْحَةَ وَأَصْحَابَهُ أَمَرَ مُنَادِيَهُ أَنْ لَا يَقْتُلَ مُقْبِلٌ وَلَا مُدْبِرٌ ، وَلَا يَفْتَحَ بَابٌ ، وَلَا يُسْتَحْلَ قَرْحٌ وَلَا مَالٌ .

(۳۸۹۴۳) حضرت صحاح کبریٰ سے منقول ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شکست کھا گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے کہ اب سامنے سے آنے والے اور پیٹھ پھیر کر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی دروازہ کھولا جائے اور نہ کسی کے لیے باندی بنانا حلال ہے اور نہ ہی مال حلال ہے۔

سند میں جویر بن سعید الازدی الخراسانی سخت ضعیف کوئی چیز نہیں ہے

(۳۸۹۴۶) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ فَطْرِ ، عَنْ مُنْذِرٍ ، عَنِ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ ، قَالَ : حَمَلَتْ عَلَى رَجُلٍ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَلَمَّا ذَهَبَتْ أَطْعَمَهُ ، قَالَ : أَنَا عَلَى دِينِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ ، فَتَرَكْتُهُ .

(۳۸۹۴۶) ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن میں ایک شخص پر غالب تھا جب میں اس کو نیزہ مارنے لگا تو اس نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کے دین پر ہوں (یعنی میں ان کے ساتھ ہوں) میں جان گیا یہ کیا چاہتا ہے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اسی سند سے ہے

(۳۸۹۷۵) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ فَطْرِ ، عَنْ مُنْذِرٍ ، عَنِ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ ، أَنَّ عَلِيًّا قَسَمَ يَوْمَ الْجَمَلِ فِي الْعُسْكَرِ مَا أَجَافُوا عَلَيْهِ مِنْ سِلَاحٍ ، أَوْ كُرَاعٍ .

(۳۸۹۷۵) حضرت ابن حنفیہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر طرح کا مال غنیمت میں تقسیم فرمایا۔

سند میں فطر بن خلیفہ غالی ہے شبہ میں سے ہے

(۳۸۹۷۸) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: كُنَّا فِي الشَّعْبِ لَمَّا نَتَقَصُّ عُثْمَانَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَفْرَطْنَا، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، تَذَكَّرُ عَشِيَّةَ الْجَمَلِ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ، وَأَنْتَ عَنْ شِمَالِهِ، إِذْ سَمِعْنَا الصَّيْحَةَ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ أَلَيْ بَعَثَ بِهَا فَلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَأَخْبَرَهُ، أَنَّهُ وَجَدَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَاقِفَةً فِي الْمِرْيَدِ تَلْعَنُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ، أَنَا عَنْ يَمِينِ عَلِيٍّ، وَهَذَا عَنْ شِمَالِهِ، فَسَمِعْتُهُ مِنْ فِيهِ إِلَيَّ فِي، وَأَبْنُ عَبَّاسٍ، قَوْلَ اللَّهِ مَا رَعِبْتُ عُثْمَانَ إِلَيَّ يَوْمِي هَذَا.

(۳۸۹۷۸) محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک گروہ میں بیٹھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کمی بیان کر رہے تھے، جب ہم نے حد سے تجاوز کیا تو میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا اے ابن عباس کیا آپکو جنگ جمل کی شام یاد ہے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا اور آپ بائیں جانب جب ہم نے مدینہ کی طرف سے ایک بیچ سنی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں جب فلاں کو اس کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ پس اس نے خبر دی تھی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹوں کے باڑے میں کھڑے ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کر رہی تھیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لعنت ہو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر وہ

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۳۳ کتاب العبد

چاہے نرم زمین میں ہوں، یا پہاڑوں میں، خشکی میں ہوں، یا تری میں، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تھا اور یہ بائیں جانب تھے پس میں نے اور ابن عباس نے آسنے سانسے یہ سنا۔ اللہ کی قسم میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آن تک کوئی عیب بیان نہیں کیا۔

سند متصل ہے البتہ سالم پر عقلی کا کہنا ہے

قال العقيلي: كان يفرط في التشيع، ويبغض أبا بكر وعمر، ويتناول عثمان- رضي الله عنهم- فترك لذلك، وبحق ترك.

(۲۸۹۵۱) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ ، أَنَّ عَلِيًّا أَجْلَسَ طَلْحَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ التُّرَابَ ، ثُمَّ التَفَّتْ إِلَى حَسَنِ ، فَقَالَ : إِنِّي وَدِدْتُ أَنِّي مِتُّ قَبْلَ هَذَا . (ابن ابی الدنيا ۱۵۵)

(۳۸۹۵۱) حضرت طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کی پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کاش میں ان سے پہلے مر جاتا۔

طلحہ بن مصرف (112ھ) کا سماع ابن عباس سے ہے علی سے نہیں ہے

(۲۸۹۵۲) حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ خَمِيرِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ : قَالَ عَمَّارٌ لِعَلِيِّ يَوْمَ الْجَمَلِ : مَا تَرَى فِي سَبِيِّ الدَّرِّيَّةِ ، قَالَ ، فَقَالَ : إِنَّمَا قَاتَلْنَا مَنْ قَاتَلْنَا ، قَالَ : كَوُفُّتَ غَيْرَ هَذَا خَالَفْنَاكَ . (بیہقی ۱۸۱)

(۳۸۹۵۲) حضرت حمیر بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کا قیدیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے صرف ان سے قتال کیا ہے جو ہم سے لڑائی کے لیے آئے (یعنی ہم قیدیوں کو غلام نہیں بنائیں گے) حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ اس کے خلاف کوئی بات کہتے تو ہم آپ کی مخالفت کرتے۔

سند میں حمیر بن مالک مجہول ہے

(۳۸۹۵۳) حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم مدینے پہنچے ہمارا حج کرنے کا ارادہ تھا۔ اپنی منزل پر پہنچ کر ہم نے اپنے کپاؤں کو رکھے کہ اچانک آنے والے نے کہا کہ لوگ مسجد میں پریشان حال جمع ہیں۔ پس میں مسجد پہنچا اور لوگوں کو وہاں جمع دیکھا۔ حضرت علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے۔ میں بھی اس طرح کھڑا ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ کسی نے کہا یہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں ان کے سر پر زرد رنگ کا کپڑا تھا جس سے انہوں نے سر ڈھانپا ہوا تھا فرمانے لگے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ حضرت زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں لوگوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر فرمایا یہ سعد ہیں لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمانے لگے میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو فلاں قبیلے کے باڑے کو خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ پس میں نے اسے میں یا بچیس ہزار درہم کے عوض خریدا اور حاضر خدمت ہو کر میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے خریدا لیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اسکو مسجد بنا دو اور تمہارے لیے اجر ہے؟ تو لوگوں نے کہا بالکل اسی طرح ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو بنو رومہ (کنواں) خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے۔ پھر میں نے اسے خریدا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں نے کنواں خریدا لیا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دو اس کا اجر اللہ تم کو دے گا۔ لوگوں نے کہا جی بالکل ایسے ہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ جانتے ہو جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ کے چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہ جو ان لوگوں کو سامان جنگ مہیا کرے گا (غزوہ تبوک میں) اللہ تعالیٰ اس کے مغفرت فرمائیں گے۔ پس میں نے ان لوگوں کو سامان جنگ دیا حتیٰ کہ لگام اور اونٹ باندھنے کی سی تک میں نے مہیا کی؟ لوگوں نے کہا جی بالکل ایسے ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ فرمایا اے اللہ تو گواہ رہنا۔ احنف کہتے ہیں کہ میں چلا اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اب آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ اور میرے لیے (بیعت کے لیے) کس کو پسند کرتے ہو؟ کیونکہ ان کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) شہید ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ دونوں نے جواب دیا ہم آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دے رہے ہیں اور آپ

میرے لیے ان پر راضی ہیں دونوں نے جواب دیا ہاں۔

پھر میں حج کے لیے مکہ روانہ ہوا کہ اس دوران حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہنچی۔ مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی قیام فرما تھیں۔ میں ان سے ملا اور ان سے عرض کیا کہ اب میں کن سے بیعت کروں انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کا حکم دے رہی ہیں اور آپ اس پر راضی ہیں انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے واپسی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی مدینہ منیٰ۔ پھر میں بصرہ لوٹ آیا۔ پھر میں نے معاملے کو مضبوط ہوتے ہوئے ہی دیکھا۔ اسی اثناء میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ خریبہ مقام پر قیام فرما رہے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیوں آئے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا وہ آپ سے مدد چاہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے میں جو مظلوم شہید ہوئے ہیں۔ احنف نے فرمایا مجھ پر اس سے زیادہ پریشان کرنے والا معاملہ کبھی نہیں آیا۔ میرا ان سے (طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ) جدا ہونا بزدلوار کن مرحلہ ہے جبکہ ان کے ساتھ ام المومنین اور رسول کریم ﷺ کے صحابہ بھی ہیں۔ اور دوسری طرف نبی کریم ﷺ کے چچا زاد سے قتال کرنا بھی چھوٹی بات نہیں جب کہ ان کی بیعت کا حکم وہ (طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ، ام المومنین رضی اللہ عنہا) خود دے چکے ہیں۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ کہنے لگے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ کے سلسلہ میں مدد لینے کے لیے آئے ہیں جو مظلوم قتل ہوئے ہیں۔ احنف کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ام المومنین! میں آپ کو الہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھے کسی کی بیعت کا حکم دیتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کا میں نے پھر کہا تھا کہ آپ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیتی ہیں اور آپ میرے لیے ان پر خوش ہیں تو آپ نے فرمایا تھا ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بالکل ایسے ہی ہے لیکن اب علی رضی اللہ عنہ بدل چکے ہیں۔ پھر یہی بات میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہی انہوں نے بھی اسی طرح اقرار کیا اور فرمایا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بدل چکے ہیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں تم سے قتال نہیں کروں گا جبکہ تمہارے ساتھ ام المومنین بھی ہیں اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ بھی ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی قتال نہیں کروں گا کیونکہ تم لوگوں نے خود ہی مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا ہے۔ میرے لیے تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو یا تو میرے لیے باب حصر کھول دو تا کہ میں غمیوں کے وطن چلا جاؤں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ کر دے یا پھر مجھے مکہ جانے دیا جائے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہ فرمادیں یا پھر میں علیحدہ ہو جاتا ہوں اور قریب میں قیام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم مشورہ کرتے ہیں پھر تمہیں پیغام بھیجتے ہیں پس انہوں نے مشورہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم اس کے لیے باب حصر کھول دیتے ہیں تو اس کے ساتھ منافق اور جدا ہونے والے لال جائیں گے اور پھر یہ کہ چلا جائے گا اور ممکن ہے تمہارے بارے میں مکہ والوں کی رائے کو بدلے اور تمہاری خبریں ان کو بتلائیں لہذا یہ مضبوط رائے نہیں ہے۔ اس کو قریب ٹھہراؤ تا کہ معاملے پر تم غالب آ جاؤ اور اس پر نگاہ بھی رکھو۔ پس وہ مقام جلعاء میں ٹھہرے جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے اس کے ساتھ چھ ہزار لشکر بھی علیحدہ ہو گیا۔

پھر لشکر کی مدد بھیجی ہوئی پس پہلے شہید طلحہ رضی اللہ عنہ تھے اور کعب بن سور کے پاس قرآن کریم بھی تھا اور دونوں لشکروں کو نصیحت

کر رہے تھے اسی دوران وہ بھی شہید ہو گئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ کے مقام سفوان پہنچ گئے جیسے تم سے مقام قادسیہ ہے۔ پس ان سے بنو محاشع کا ایک شخص ملا اور کہنے لگا اے صحابی رسول آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میں میری پناہ میں آ جاؤں آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ پس وہ اس کے ساتھ چل دیئے پھر احنف کے پاس ایک آدمی آیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اطلاع دی تو وہ کہنے لگے ان کو کس نے امن دیا ہے انہوں نے تو مسلمانوں کو مد مقابل لاکھڑا کیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے دربانوں کو تلواروں سے مار رہے ہیں۔ اور اب خود وہ اپنے گھر اور اہل کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ یہ بات عمیر بن جرموز اور نواۃ نواء بن تیم (سے) فضالہ بن حابس اور نفع نے سنی پس وہ ان کی طلب میں نکلے اور حضرت زبیر سے ملے جب کہ ان کے ساتھ وہ شخص بھی تھا جس نے ان کو پناہ دی تھی۔ پس ان کے پاس عمیر بن جرموز آیا اس حال میں کہ گھوڑے پر تھا۔ اس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اس حال میں کہ آپ بھی گھوڑے پر تھے جس کا نام ذوالخمار تھا۔ جب عمیر بن جرموز نے گمان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اسے قتل کر دیں گے تو اس نے اپنے دوستوں کو آواز دی اے نفع اے فضالہ پس ان سب نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ،

سند میں عُمَرُ بْنُ جَاوَانَ، وَيُثَال: عَمْرُو بْنُ جَاوَانَ مَجْهُول ہے

(۲۸۹۵۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّ الصَّيرَفِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ قُلْتُ: مَا يُقِيمُنِي بِالْعِرَاقِ، وَإِنَّمَا الْجَمَاعَةُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَأُخْبِرْتُ، أَنَّ النَّاسَ قَدْ بَايَعُوا عَلِيًّا، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَى الرَّبَذَةِ وَإِذَا عَلِيٌّ بِهَا، فَوَضِعَ لَهُ رَحْلٌ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، فَكَانَ كَقِيَامِ الرَّجُلِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَتَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ قَدْ بَايَعَا طَارِقَيْنِ غَيْرَ مُكْرَهَيْنِ، ثُمَّ أَرَادَا أَنْ يُفْسِدَا الْأَمْرَ وَيَشْقَا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَحَرَضَ عَلَيَّ فِتْنَالَهُمْ، قَالَ: فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَقَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّ الْعَرَبَ سَتَكُونُ لَهُمْ جَوْلَةً عِنْدَ قَتْلِ هَذَا الرَّجُلِ، فَلَوْ أَقَمْتُ بِدَارِكَ أَلَيْسَ كُنْتُ بِهَا، يَعْنِي الْمَدِينَةَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تُقْتَلَ بِحَالٍ مَضِيعةٍ لَا نَاصِرَ لَكَ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: اجْلِسْ فَإِنَّمَا تَوَحُّنٌ كَمَا تَوَحَّنَ الْجَارِيَةُ، أَوْ إِنَّ لَكَ خَبِيئًا كَخَبِيئَةِ الْجَارِيَةِ، أَلَلَّهِ أَجْلِسُ بِالْمَدِينَةِ كَالضَّبْعِ تَسْتَمِعُ الدَّمَ، لَقَدْ ضَرَبْتُ هَذَا الْأَمْرَ طَهُورَةً وَيُطَهِّرُهُ، أَوْ رَأْسَهُ وَعَيْنِيهِ، فَمَا وَجَدْتُ إِلَّا السَّيْفَ، أَوْ الْكُفْرَ. (حاكم ۱۱۵)

(۲۸۹۵۴) طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان کو قتل کیا گیا میں نے دل میں سوچا کہ مجھے کس شے نے عراق میں ٹھہرایا ہوا ہے حالانکہ جماعت تو مدینہ میں ہے مہاجرین اور انصار کے پاس کہتے ہیں میں نکلا مجھے خبر ملی کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے کہتے ہیں کہ میں ربذہ مقام پر پہنچا تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ ان کے لیے ایک شخص نے بیٹھنے کے لیے نشست رکھی۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے کی حالت میں تھے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنایاں کی پھر فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت خوش خوش کی تھی نہ کہ حالت اکراہ میں۔ اب چاہتے ہیں کہ وہ معاملے کو بگاڑ دیں اور مسلمانوں کی لاشی (جمیعت) کو توڑ ڈالیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے لیے لوگوں کو ابھارا۔ پھر حسن رضی اللہ عنہ بن

علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آپ کو نہیں کہا تھا کہ عرب ان کے ساتھ جمع ہو جائیں گے اگر اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا۔ اگر آپ اپنے گھر میں رہتے یعنی مدینہ میں تو مجھے ڈر تھا کہ آپ کو بھی اسی لاپرواہی سے قتل کر دیا جاتا اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ تم ایسے گنگنائے ہو جیسے دو شیرہ گنگنائی ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے لیے ایسا گنگنا ہونا ہے جیسے دو شیرہ کے لیے گنگنا ہونا۔ اللہ کی قسم میں مدینہ میں اس بھیرے کی طرح بیٹھا تھا جو زمین پر پتھر گرنے کی آواز سن رہا ہو۔ پس میں نے اس معاملے کا بہت گہرائی سے مشاہدہ کیا میں نے سوائے تلوار یا کفر کے کچھ نہیں پایا۔

سند میں صفوان بن قبیصہ۔ مجہول ہے میزان میں الذہبی نے ذکر کیا ہے

عن طارق بن شهاب. وعنه أمي الصيرفي، وأخران. مجهول.

(۲۸۹۵۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ فُلَانٍ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْعَنْزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِي، عَنْ جَدِّي، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَاضْطَرَبَ النَّاسُ، قَامَ النَّاسُ إِلَى عَلِيٍّ يَدْعُونَ أَشْيَاءَ، فَكَثُرُوا الْكَلَامَ، فَلَمْ يَفْهَمْ عَنْهُمْ، فَقَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَجْمَعُ لِي كَلَامَهُ فِي خُمْسِ كَلِمَاتٍ، أَوْ بَسِ، فَاحْتَفَزْتُ عَلَى إِحْدَى رِجْلِي، فَقُلْتُ: إِنَّ أَعْجَبَهُ كَلَامِي وَإِلَّا لَجَلَسْتُ مِنْ قَرِيبٍ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِخُمْسٍ وَلَا بِسِ، وَلَكِنَّهُمَا كَلِمَتَانِ، هَضْمٌ، أَوْ قِصَاصٌ، قَالَ: فَنَظَرُ إِلَيَّ فَعَقَّدَ بِيَدِهِ ثَلَاثِينَ، ثُمَّ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا عَدَدْتُمْ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ. (عبد الرزاق ۱۸۵۸۶)

(۳۸۹۵۵) سیف بن فلاں بن معاویہ عنزی اپنے ماموں اور وہ میرے ثانا سے نقل کرتے ہیں کہ جب جنگ جمل کا دن آیا تو لوگ پریشان تھے۔ لوگ حضرت علیؑ کی طرف کھڑے ہوتے اور مختلف چیزوں کا دعویٰ کرتے۔ جب آوازیں زیادہ ہو گئیں اور حضرت علیؑ کی آوازوں کو سمجھ نہ پائے تو فرمایا کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنی بات پانچ یا چھ کلمات میں سمیٹ دے۔ پس میں جلدی سے ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر میں اپنی بات سمیٹ نہ سکا تو قریب میں بیٹھ جاؤں گا پس میں نے کہا اے امیر المؤمنین! میرا کلام پانچ یا چھ لفظوں کا نہیں بلکہ صرف دو الفاظ کا ہے حملہ یا قصاص۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ سے تیس تک گنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے میری طرف دیکھا اور جو تم نے گنا (شمار کیا) وہ میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔

سند میں ہے سَيْفُ بْنُ فُلَانٍ نے اپنے خالو انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا یہ تینوں مجہول ہیں

(۲۸۹۵۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ الْعَوَّامِ ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : أَرْسَلَ إِلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي حَاجَةٍ فَأَتَيْتُهُ ، قَالَ : فَمِنَّا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ ، فَقَالُوا : يَا أَبَا عَيْسَى ، حَدَّثْنَا فِي الْأَسَارَى لَيْلَتَنَا ، فَسَمِعْنَاهُمْ يَقُولُونَ : أَمَّا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ فَإِنَّهُ مَقْتُولٌ بِكُرَّةٍ ، فَلَمَّا صَلَّيْتَ الْغَدَاةَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْعَى الْأَسَارَى الْأَسَارَى ، قَالَ : ثُمَّ جَاءَ آخِرُ فِي أَثَرِهِ يَقُولُ : مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ ، مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ : فَأَنْطَلَقْتُ ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَسَلَّمْتُ ، فَقَالَ : أَتَبَايَعُ تَدْخُلُ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : هَكَذَا ، وَمَدَّ يَدَهُ فَبَسَطَهُمَا قَالَ : فَبَايَعْتَهُ ، ثُمَّ قَالَ : ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ وَمَالِكَ ، قَالَ : فَلَمَّا رَأَى النَّاسُ قَدْ خَرَجْتُ ، قَالَ : جَعَلُوا يَدْخُلُونَ فَيُبَايِعُونَ .

(۳۸۹۵۹) حضرت سوار بن سوارؓ سے منقول ہے کہ موسیٰ بن طلحہؓ نے مجھے کسی ضرورت کے لیے اپنے پاس بلایا میں حاضر خدمت ہوا۔ میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ اسی اثنا میں مسجد کے کچھ لوگ حضرت موسیٰ بن طلحہ کے پاس آئے اور کہا اے ابو عیسیٰ ہمیں ہماری رات کے اساری کے بارے میں بتائیے، حضرت سوار بن سوارؓ صبح کے وقت قتل کر دیئے جائیں گے پس جب میں نے صبح کی نماز ادا کی تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا جو پکارتے ہوئے کہہ رہا تھا الاساری الاساری پھر ایک دوسرا شخص اس کے نقش قدم پر چلتا ہوا آیا وہ پکار رہا تھا موسیٰ بن طلحہ موسیٰ بن طلحہ حضرت سوار بن سوارؓ فرماتے ہیں کہ پس میں چلا اور امیر المومنین کے پاس آیا اور سلام کیا۔ امیر المومنین نے کہا کہ کیا تم نے بیعت کر لی؟ جہاں لوگ داخل ہوئے تم داخل ہو گئے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ سوار فرماتے ہیں کہ اس طرح (ہاتھ پھیلائے ہوئے) امیر المومنین نے اپنے ہاتھ پھیلائے۔ پھر کہا تم نے بیعت کر لی پھر کہا تم اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ جاؤ جب لوگوں نے مجھے نکلتے ہوئے دیکھا تو وہ داخل ہونا شروع ہوئے اور بیعت کرنے لگے۔

سند میں اشعث بن سوار الکندی ضعیف ہے اس کا باب مجہول الحال ہے

(۲۸۹۶۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي الضُّحَى ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ، قَالَ : سَمِعَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْحَمَلِ صَوْتًا لِقَاءِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ، فَقَالَ : انْظُرُوا مَا يَقُولُونَ ، فَرَجَعُوا فَقَالُوا : يَهْتَفُونَ بِقَتْلَةِ عُثْمَانَ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ جَلِّ بِقَتْلَةِ عُثْمَانَ خِزْيًا . (ابن عساکر ۳۵۷)

(۳۸۹۶۵) ابو جعفر سے روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن ام المومنین کی طرف سے حضرت علیؓ نے ایک آواز سنی۔ حضرت علیؓ نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کچھ لوگوں نے دیکھ کر بتایا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو ملامت کر رہے ہیں۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اے اللہ حضرت عثمانؓ نے بیعت کے قاتلوں کو ذلیل کر دے

سند میں ابو حوص مجہول ہے

(۳۸۹۷۰) حَدَّثَنَا عَفَّانٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِي حَرْبٍ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ دَخَلَ بَيْتَ الْمَالِ ، فَإِذَا هُوَ بِصَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ ، فَقَالَ : يَقُولُ اللَّهُ : ﴿وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَعَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾ ﴿وَأُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا﴾ فَقَالَ : هَذَا لَنَا .

(۳۸۹۷۰) حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام جب بصرہ تشریف لائے بیت المال میں داخل ہوئے وہاں سونے چاندی کے ڈھیر تھے پھر فرمایا ”وعدہ کیا تم سے اللہ نے بہت نعمتوں کا کہ تم ان کو لو گے، سو جلدی پہنچادی تم کو یہ نعمت“ (فتح ۲۱) اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہیں تھی وہ اللہ کے قابو میں ہے۔ پھر فرمایا یہ ہمارے لیے ہے۔

سند میں ابی حَرْبِ بْنِ الْأَسْوَدِ مجہول ہے

(۳۸۹۷۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنِ الْجَرِيرِيِّ ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ ، قَالَ : لَمَّا أَصِيبَ زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ يَوْمَ الْحَمَلِ ، قَالَ : هَذَا الَّذِي حَدَّثَنِي خَلِيلِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ : إِنَّمَا يُهْلِكُ هَذِهِ الْأُمَّةَ نَقْضُهَا عَهْدَهَا .

(۳۸۹۷۲) حضرت ابوالاعلاءؓ سے منقول ہے کہ جریہ کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن جب زید بن صوحان کو مصیبت پہنچی تو کہنے لگے یہ وہی بات ہے جس کی میرے دوست سلمان فارسیؓ نے مجھے خبر دی تھی کہ یہ امت اپنے عہد و پیمان کو توڑنے سے ہلاک ہوگی۔

یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِسْحَاقٍ الْجَرِيرِيُّ سند سے نقل ہوئی ہے۔ سَعِيدُ بْنُ إِسْحَاقٍ الْجَرِيرِيُّ البصري المتوفى ۱۴۴ھ سے اس روایت کو عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى نے لیا ہے

العلل از عبد اللہ بن احمد میں ہے

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علياً عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق

عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں

ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابابشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آگیا تھا

اس دور میں بصرہ میں سن ۱۳۲ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجریری میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے

اسی کتاب میں ہے قبل موتہ بسبع سنین یہ اختلاط یا کیفیت الجریری پر مرنے سے قبل سات سال رہی ابن علیہ کے برعکس امام یحییٰ بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے امام یزید بن ہارون کہتے ہیں

قَالَ سَمِعْتُ مِنَ الْجَرِيرِيِّ سَنَةَ إِحْدَى أَوْ 142 وَكَانَ قَدْ أَنْكَرَ

میں نے الجریری سے سن ۱۴۱ یا ۱۴۲ میں سنا اور اس وقت ان کا انکار کیا جاتا تھا

یعنی ابن علیہ کی رائے سے یزید بن ہارون متفق نہیں ہیں۔ عالم اختلاط کی ہے جس کو بعض محدثین پہچان گئے بعض نہ پہچان سکے

شعیب الأرنؤوط نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں ایک روایت پر لکھا ہے

والجریری: هو سعيد بن إياس الجريري، وسامع عبد الأعلى بن عبد الأعلى منه قديم،

جریری کا سامع عبد الاعلیٰ سے قدیم ہے

(۳۸۹۷۳) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُسَيْرٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ غُصْنًا رَطْبًا وَلَمْ أُسِرْ مَسِيرِي هَذَا.

(۳۸۹۷۳) عبد اللہ بن عبید بن عسیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں پسند کرتی ہوں کہ میں ایک تر شاخ ہوتی اور اپنا یہ سفر طے نہ کرتی (جنگ جمل کے لیے سفر)

اس کی سند منقطع ہے۔ سند میں عبد اللہ بن عبید بن عسیر بن قنادة ہے ابن حزم کے نزدیک اس کا سماع نہیں ہے

ابن حزم: لم يسمع من عائشة رضي الله عنها.

(۳۸۹۷۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ: وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مِنْ قَبْلِ هَذَا بِعَشْرِينَ سَنَةً.

(۳۸۹۷۹) ابوصالح سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر چکا ہوتا۔

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۵۶ کتاب الجمل سال پہلے مر چکا ہوتا۔

عاصم بن بھدلہ نے ابی صالح ذکوان سے روایت کیا ہے۔ عاصم مختلط ہوئے

(۳۸۹۸۰) حَدَّثَنَا ابْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ صُبَيْعَةَ الْعُبَيْسِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ: لَا يُتَّبَعُ مُذِبِرٌ وَلَا يَدْفَعُ عَلَى جَرِيحٍ.

(۳۸۹۸۰) یزید بن ضبیع عسیمی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگ جمل کے دن فرمایا کوئی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے اور نہ ہی زخمی کو قتل کرے۔

سند میں یزید بن ضبیعہ مجہول ہے

(۳۸۹۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ ، قَالَ : لَمَّا قَدِمَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ نَزَلَا فِي بَنِي طَاحِيَةَ ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي فَأَتَيْتُهُمَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا الْمَسْجِدَ ، فَقُلْتُ : إِنَّكُمَا رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَشِدْتُكُمَا بِاللَّهِ فِي مَسِيرِكُمَا ، أَعَهْدَ إِلَيْكُمَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَمْ رَأَيْ رَأَيْتُمَا ؟ فَأَمَّا طَلْحَةُ فَتَكْسَرُ رَأْسُهُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ ، وَأَمَّا الزُّبَيْرُ ، فَقَالَ : حَدَّثَنَا أَنَّ هَاهُنَا ذَرَاهِمَ كَثِيرَةٌ فَجِئْنَا نَأْخُذُ مِنْهَا .

(۳۸۹۸۱) ابونضرہ رضی اللہ عنہما بنو ضبیعہ کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ جب طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بنو طاحیہ میں تشریف فرما ہوئے تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے پاس آیا اور ان کے پاس مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے ان سے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں! کیا یہ کوئی رائے ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے تو سر جھکا لیا اور کوئی بات نہیں کی اور زبیر نے کلام کیا اور فرمایا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ یہاں کافی سارے دراہم ہیں ہم انہیں لینے کے لیے آئے ہیں۔

سند میں رجل، من بنی ضبیعہ مجہول ہے

(۳۸۹۸۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمِيْرٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَيَّةَ ، قَالَ : خَلَا عَلِيٌّ بِالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، فَقَالَ : أُنْشِدُكَ بِاللَّهِ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَأَنْتَ لَا وَ يَدِي فِي سَقِيفَةِ بَنِي فُلَانٍ لَتَقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ ، ثُمَّ لِيُنْصَرَنَّ عَلَيْكَ ، قَالَ : قَدْ سَمِعْتُ لَا جَرَمَ ، لَا أَقَاتِلُكَ .

(۳۸۹۸۲) عبدالسلام سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جگہ جمل کے دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں ملے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا جبکہ تم فلاں قبیلے کے چھپرے کے نیچے میرے ہاتھ پر جھکے کھڑے تھے تم اس سے قتال کرو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہو گے پھر تم پر تمہارے خلاف مدد کی جائے گی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا ہے یقیناً اور اب میں آپ سے قتال نہیں کروں گا۔

سند میں رجل، من بنی حبیہ مجہول ہے

(۲۸۹۸۲) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ يَقْعُصُ الْحَيْلَ بِالرُّمَحِ قَعْصًا، فَنُوهُ بِهِ عَلِيٌّ: يَا عَبْدَ اللَّهِ يَا عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَأَقْبَلَ حَتَّى التَّقَى أَعْنَاقُ دَوَابَّهُمَا قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَنْشُدْكَ بِاللَّهِ، أَتَذْكُرُ يَوْمَ أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَتَانِيكَ، فَقَالَ: أَتَانِيهِ، فَوَاللَّهِ لَيَقَاتِلَنَّكَ يَوْمًا وَهُوَ لَكَ ظَالِمٌ، قَالَ: فَضَرَبَ الزُّبَيْرُ وَجْهَ دَائِيهِ فَأَنْصَرَفَ. (مسند ۴۰۹)

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۵۷ کتاب الجبل

(۲۸۹۸۳) اسود بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والے نے بتایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو زور سے نیزہ مارا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا اے اللہ کے بندے اے اللہ کے بندے پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں حضرات کے جانوروں کے کان ایک دوسرے کے قریب ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا پس آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ کو وہ دن یاد ہے جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں آپ سے سرگوشی کر رہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اس سے سرگوشی کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم یہ ایک دن تمہارے ساتھ قال کرے گا اور یہ تم پر ظلم کرنے والا ہوگا پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو ہانکا اور واپس چلے گئے۔

سند میں من رאי الزبیر مجہول ہے

(۲۸۹۸۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: مَرَّ عَلِيٌّ عَلَى قَتْلَى مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَمَعَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَقَالَ: أَخَذَهُمَا لِلْآخِرِ، مَا نَسْتَمِيعُ مَا يَقُولُ، فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ: اسْكُتْ، لَا يَزِيدُكَ.

(۲۸۹۸۳) عبد اللہ بن محمد سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے شہداء کے پاس سے گزرے اور دعا کی! اے اللہ ان کی مغفرت فرما، ان کے ساتھ محمد بن ابوبکر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے پس ایک دوسرے سے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا کہتے ہوئے ن رہے ہیں؟ دوسرے نے فرمایا خاموش ہو جاؤ کہیں تمہاری وجہ سے اور اضافہ کر دیں۔

سند میں عبد اللہ بن محمد مجہول ہے

(۳۸۹۸۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، عَنْ جَحْشِ بْنِ زَيْدٍ الضَّبِّيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ: لَمَّا ظَهَرَ عَلِيُّ عَلَى أَهْلِ الْجَمَلِ أُرْسِلَ إِلَى عَائِشَةَ: ارْجِعِي إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِلَى بَيْتِكَ، قَالَ: فَأَبَيْتُ، قَالَ: فَأَعَادَ إِلَيْهَا الرَّسُولَ؛ وَاللَّهِ لَتَرْجِعُنَّ، أَوْ لَا بُعْتَنَ إِلَيْكَ نِسْوَةٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ مَعَهُنَّ شِفَارٌ جَدَادٌ يَأْخُذُنَّكَ بِهَا، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ خَرَجَتْ.

(۳۸۹۸۵) احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ اہل بصرہ کے پاس آئے تو حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ مدینے اپنے گھر لوٹ جاؤ تو حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے پیغام رساں کو بھیجا کہ اللہ کی قسم تم لوٹ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف بکربن وائل کی ایسی عورتوں کو بھیجوں گا جس کے پاس تیز دھار والی چھریاں ہیں وہ تجھ پر ان سے حملہ کریں گی۔ جب حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو وہ چلی گئیں۔

سند میں جَحْشِ بْنِ زَيْدٍ الضَّبِّيِّ مجہول ہے

(۳۸۹۸۶) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُعِيرَةِ، عَنْ ابْنِ أَبِي، قَالَ: انْتَهَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ إِلَى عَائِشَةَ وَهِيَ فِي الْهُودَجِ يَوْمَ الْحَمَلِ، فَقَالَ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، ائْشُدْكَ بِاللَّهِ، اتَّعَلِمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكَ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: إِنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ فَمَا تَأْمُرِينِي، فَقُلْتُ لِي: الزُّمِ عَلَيَّ، فَوَاللَّهِ مَا غَيَّرَ وَلَا بَدَّلَ، فَسَكَنْتُ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَسَكَنْتُ، فَقَالَ: اءَعْقُرُوا الْحَمَلَ، فَعَقُرُوهُ، قَالَ: فَزَلْتُ أَنَا وَأَخُوهَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَاحْتَمَلْنَا الْهُودَجَ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيَّ عَلَيَّ، فَأَمَرَ بِهِ عَلَيُّ فَأُذِجِلَ فِي

مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۱۱) ۷۵۸ کتاب العبد

مَنْزِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُدَيْلٍ، قَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي الْمُعِيرَةِ: وَكَانَتْ عَمَّتِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ، فَحَدَّثَنِي عَمَّتِي، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهَا: أَذْخِلِينِي، قَالَتْ: فَأَدْخِلْنِي الدَّائِلَ وَأَتَيْتُهَا بِطَشْتٍ وَإِبْرِيقٍ وَأَجَفْتُ عَلَيْهَا الْبَابَ، قَالَتْ: فَطَلَعْتُ عَلَيْهَا مِنْ خَلَلِ الْبَابِ وَهِيَ تُعَالِجُ شَيْئًا فِي رَأْسِهَا مَا أَذْرِي شَيْئًا، أَوْ رَمِيَةً.

(۳۸۹۸۶) ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن بدیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے وہ صومچ میں تھیں جنگ جمل کے دن پھر عرض کیا اے ام المؤمنین آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتی ہو کہ میں آپ کے پاس اس دن حاضر ہوا تھا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کو شہید کیا گیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اب آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑو۔ اللہ کی قسم وہ بدلے نہیں پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں پھر یہی بات عبداللہ بن بدیل نے تین دفعہ دہرائی پس وہ خاموش رہیں۔ عبداللہ بن بدیل نے اونٹنی کی کوچیں کانٹے کا حکم دیا تو اونٹنی کی کانچیں کاٹ دی گئیں پس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابوبکر امراء کے صومچ کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے عبداللہ بن بدیل کے گھر میں داخل کر دیا۔ جعفر بن ابی معیرہ کہتے ہیں کہ میری پھوپھی عبداللہ بن بدیل کے ہاں تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا مجھے اندر داخل کر دو پس میں نے انہیں اندر داخل کر دیا اور میں نے ان کو ایک سٹچی (ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن) اور جگ ان کے پاس رکھ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ کہتی ہیں کہ میں دروازے کی دراڑوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اپنے سر کا علاج کر رہے ہیں تھیں میں نہیں جانتی کہ ان کے سر میں کوئی زخم تھا یا تیر کا زخم۔

جعفر بن ابی المعیرہ کو صرف ابن شامین اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ سند میں یعقوب بن عبداللہ التمی جس کو الدارقطنی نے لیس بالقوی قوی نہیں قرار دیا ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ۱۳ ص ۵۷ پر ابن حجر نے ارشاد الساری ج ۱۰ ص ۱۹۶ پر قسطلانی نے اس کی سند کو چید قرار دیا ہے

أَخْرَجَ بَنُ أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِرَى قَالَ انْتَهَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ إِلَى عَائِشَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهِيَ فِي الْهُودَجِ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكَ....

اس کے برعکس محمد بن عبد اللہ بن عبد القادر غبان الصبحی نے قتنہ مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں اس کو واقدی کی وجہ سے سخت ضعیف کہا ہے اسنادہ ضعیف جداً بالواقدی۔ راقم کہتا ہے اس میں واقدی کا تفرؤ نہیں ہے

(۲۸۹۸۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَقْبَلَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ حَتَّى نَزَلَا الْبَصْرَةَ وَطَرَحُوا سَهْلَ بْنَ حَنْظَلٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا، وَعَلِيٌّ كَانَ بَعَثَهُ عَلَيْهَا، فَأَقْبَلَ حَتَّى نَزَلَ بِبَيْدَى قَارٍ، فَأَرْسَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَاذْبَحُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَاهُمْ عُمَارٌ فَحَرَجُوا، قَالَ زَيْدٌ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ خَرَجَ مَعَهُ، قَالَ: فَكَفَّ عَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَأَصْحَابِهِمَا، وَدَعَاهُمْ حَتَّى يَذُوهَ فَقَاتَلَهُمْ بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَمَا عَزَبَتِ الشَّمْسُ وَخَوَلَ الْجَمَلُ عَيْنَ تَطَرُّفٍ مِمَّنْ كَانَ يَذُبُّ عَنْهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا تُبْشِرُوا جَرِيحًا وَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِرًا وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ وَالْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ فَلَمْ يَكُنْ فِتْلَتَهُمْ إِلَّا تِلْكَ الْعِشِيَّةَ وَحَدَّهَا.

۲- فَجَاؤُوا بِالْبُعْدِ يَكْلُمُونَ عَلِيًّا فِي الْغَنِيْمَةِ فَقَرَأَ عَلَى هَذِهِ الْآيَةِ، فَقَالَ: أَمَّا إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ أَتَيْكُمْ لِعَائِشَةَ فَقَالُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ، أُمَّنَا، فَقَالَ: أَحْرَامٌ هِيَ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ عَلِيٌّ: فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنْ بَنَاتِهَا مَا يَحْرُمُ مِنْهَا

قَالَ: أَفَلَيْسَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْتَدِدُوا مِنَ الْقَتْلِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالُوا: بَلَى، قَالَ: أَفَلَيْسَ لَهُنَّ الرُّمُحُ وَالسُّنَنُ مِنْ أَرْوَاجِهِنَّ، قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ الْيَتَامَى لَا يَأْخُذُونَ أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا قَتِيرُ، مَنْ عَرَفَ شَيْئًا فَلْيَأْخُذْهُ، قَالَ زَيْدٌ: فَدَرَدَ مَا كَانَ فِي الْعُسْكَرِ وَغَيْرِهِ.

۳- قَالَ: وَقَالَ عَلِيٌّ لَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ: أَلَمْ تَبَايَعَايَ؟ فَقَالَا: نَطْلُبُ دَمَ عُثْمَانَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَيْسَ عِنْدِي دَمُ عُثْمَانَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ: فَحَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ يَقُولُ لَهُ أَبُو قَيْسٍ، قَالَ: لَمَّا نَادَى قَتِيرُ مَنْ عَرَفَ شَيْئًا فَلْيَأْخُذْهُ، مَرَّ رَجُلٌ عَلَى قَدْرِ لَنَا وَنَحْنُ نَطْبُحُ فِيهَا فَأَخَذَهَا، فَقُلْنَا: دَعُهَا حَتَّى يَبْضَحَ مَا فِيهَا، قَالَ: فَضَرَبَهَا بِرَجْلِهِ، ثُمَّ أَخَذَهَا. (طحاوی ۲۱۲)

(۳۸۹۸۸) زید بن وہب سے منقول ہے طلحہ بن زبیر اور زبیر بن عوف بصرہ تشریف لائے اور سہل بن حنظل کے سامنے معاملہ پیش کیا یہ بات حضرت علی بن ابی طالب کو پہنچی حالانکہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا تھا پس حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے اور ذی قار مقام میں قیام فرمایا پھر عبداللہ بن عباس بن ابی طالب کو کوفہ بھیجا کوفہ والوں نے پس و پیش سے کام لیا پھر عمار بن ابی طالب کو کوفہ والوں کے پاس آئے پھر کوفہ والے نکل پڑے زید کہتے ہیں کہ میں بھی انہی لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عمار بن ابی طالب ساتھ نکلے تھے پس حضرت علی بن ابی طالب نے طلحہ و زبیر کو بلایا اور ان کے ساتھیوں سے ہاتھ روک رکھا اور ان کو حق کی طرف بلاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی لڑائی کی ابتدا کی پس ان کے ساتھ نماز ظہر کے بعد قتال کیا سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ اونٹ کے گرد اونٹ کا دفاع کرتے ہوئے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے پس حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ تم دشمنی کو قتل نہ کرو اور نہ ہی واپس بھاگنے والے کو قتل کرو اور جو اپنا دروازہ بند کرے اور اپنا ہتھیار چھپکھپک دے اس کو امن ہے پس قتال نہیں ہوا مگر صرف اسی شام کو حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھی اگلی صبح کو آئے اور

حضرت علی سے مالِ غنیمت سے مالِ غنیمت کا مطالعہ کرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ آیت تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ تم میں سے کون ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ وہ تو ہماری ماں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وہ حرام ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو ان سے (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے) حرام ہے وہ ان کی بیٹیوں سے بھی حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا ان کے مقتول شہروں کی وجہ سے ان کی عدت چار ماہ و دس دن نہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا کیا ان بیواؤں کے لیے ربیع اور ثمن نہیں ان کے شہروں کے اموال سے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو پھر یتیموں کو کیوں حق نہیں کہ وہ ان کے اموال نہ لیں۔
پھر فرمایا اے قمبر جو اپنی شے پہچان لے وہ اپنی شے اٹھا لے۔ پس جو لشکر کے پاس مد مقابل لوگوں کا سامان تھا لوٹا دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے بیعت نہیں کی تھی میرے ہاتھ پر؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون میرے سر تو نہیں عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ مجھے ابوقیس جو حضرت موت سے تعلق رکھتے تھے کہا جب قمبر نے ندا لگائی کہ اپنی چیزوں کو پہچان کر لے لو تو ایک شخص ہمارے پاس سے گزرا ہم دیکھی میں کچھ بکا رہے تھے۔ اس نے اس دیکھی کو اٹھا لیا ہم نے کہا اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اس میں جو ہے پک جائے ابوقیس کہتے ہیں کہ اس نے دیکھی میں ٹانگ ماری اور اس کو پکڑ کر چلتا ہوا۔

سند میں زبیر بن وہب ہے جس کی خبر علی اور جنگ کے حوالے سے غلط سلط ہوتی ہیں۔ جنگ کے بعد علی نے زبیر و طلحہ سے کیسے کلام کیا جبکہ ان دونوں کی شہادت جنگ میں ہوئی؟

مصنف ابن ابی شیبہ کی صحیح السند روایات

(۳۸۹۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: صُِرِبَ فُسْطَاطُ بَيْنَ الْعُسْكُرَيْنِ يَوْمَ الْجَمَلِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكُلُّهُ بَانُو نَهْ، فَيَذْكُرُونَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّلَاثِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ رَفَعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْفُسْطَاطَ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْقِتَالِ، فَمَشَى بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ، وَشَجَرْنَا بِالرَّمَاكِ حَتَّى لَوْ شَاءَ الرَّجُلُ أَنْ يَمْشِيَ عَلَيْهَا لَمْ يَشَأْ، ثُمَّ أَخَذْنَا السُّيُوفَ فَمَا شَبَّهَتْهَا إِلَّا دَارُ الْوَلِيدِ.

(۳۸۹۳۲) عبد خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنگ جمل کے دوران تین دن تک دونوں لشکروں کے درمیان ایک خیمہ گاڑا گیا۔ حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم وہاں تشریف لاتے اور اس بارے میں باتیں کرتے جو اللہ چاہتا تھا کہ جب تیسرا دن ہوا تو دوپہر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیمہ کی ایک جانب اٹھائی اور قتال کا حکم دیا۔ پھر ہم نے ایک دوسرے کی جانب چلنا شروع کیا ایک دوسرے کی طرف نیزے چلانا شروع کیے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ان نیزوں کے اوپر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا پھر ہم نے تلواریں اٹھائیں اور ان کو میں تشبیہ نہیں دیتا مگر ولید کے گھر کے ساتھ۔

سند صحیح ہے

(۳۸۹۳۹) حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ فَرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْجَمَلِ وَهَيَّأَ لِصَفِينٍ اجْتَمَعَ النَّخَعُ حَتَّى دَخَلُوا عَلَى الْأَشْتَرِ، فَقَالَ: هَلْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا نَحْنُ؟ فَقَالُوا: لَا، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَمَدَتْ إِلَى خَيْرٍهَا فَفَقَتَلَتْهُ، وَبَسَرْنَا إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَوْمٌ لَنَا عَلَيْهِمْ بَيْعَةٌ فَنُصَرْنَا عَلَيْهِمْ بِنِكَيْهِمْ، وَإِنَّا نَكْمُ تَسِيرُونَ غَدًا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ قَوْمٌ لَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ بَيْعَةٌ، فَلْيَنْظُرْ أَمْرُؤُكُمْ أَيْنَ يَضَعُ سَيْفَهُ.

(۳۸۹۳۹) عمیر بن سعد سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے واپس لوٹے تو جنگ صفین کی تیاری شروع فرمائی فحقی قبیلہ والے جمع ہوئے اور اشتر کے پاس آئے۔ اس نے کہا گھر میں فحقی کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر کہنے لگا اس امت نے اپنے بہترین انسان کا قصد کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ ہم اہل بصرہ کی طرف گئے وہ ایسی قوم تھی جس نے ہماری بیعت کی ہوئی تھی پس ان کے بیعت توڑنے کی وجہ سے ہماری مدد کی گئی اور کل تم ایسی قوم کی طرف جانے والے ہو جو شام کے رہنے والے ہیں اور انہوں نے ہماری بیعت نہیں کی۔ پس تم میں سے ہر آدمی دیکھ لے کہ وہ اپنی تلوار کہاں رکھے گا۔

سند میں حسن بن فرات، دار قطنی کے مطابق ثقہ ہے

(۳۸۹۴۷) حَدَّثَنَا وَرْكَعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ ، قَالَ : أُرْسِلَنِي عَلِيٌّ إِلَى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ يَوْمَ الْجَمَلِ ، قَالَ : فَقُلْتُ لَهُمَا : إِنَّ أَخَاكُمْ يَقُولُ لَكُمْمَا : هَلْ وَجَدْتُمَا عَلِيَّ حَيًّا فِي حُكْمٍ ، أَوْ اسْتَبَارَ بِفِيءٍ ، أَوْ يَكْذِبُ ، أَوْ يَكْذِبُ ، قَالَ : فَقَالَ الزُّبَيْرُ : لَا فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ، وَلَكِنْ مَعَ الْخَوْفِ شِدَّةُ الْمَطَامِعِ .

(۳۸۹۴۷) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف جنگ جمل کے دن بھیجا۔ میں نے ان سے کہا آپ دونوں کے بھائی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور آپ دونوں کو کہہ رہے ہیں کیا تم نے مجھے کسی حکم میں ظلم کرتے ہوئے پایا یا اس طرح کی کوئی اور بات ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان میں سے کوئی نہیں مگر خوف کے ساتھ ان کے اندر لالچ بھی ہے۔

سند صحیح ہے۔ یعنی زبیر رضی اللہ عنہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ میں ظلم تو نہیں لیکن لالچ آجانے کا خوف

ہے

(۳۸۹۶۷) حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُسَيْبَةَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ، قَالَ : أَتَيْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ ، وَعِنْدَهُ الْحَسَنُ وَبَعْضُ أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : حِينَ رَأَيْتُ يَا ابْنَ صُرَدٍ ، تَنَانَاتٍ وَتَزَحُّرَحَتْ وَتَرَبَّصْتُ ، كَيْفَ تَرَى اللَّهَ صَنَعَ ، قَدْ أَغْنَى اللَّهَ عَنْكَ ، قُلْتُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ الشُّوْطَ يَطِيقُ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ الْأُمُورِ مَا تَعْرِفُ فِيهَا عَدُوَّكَ مِنْ صَدِيقِكَ ، قَالَ : فَلَمَّا قَامَ الْحَسَنُ لِقَائِهِ ، قُلْتُ : مَا أَرَاكَ أَغْنَيْتَ عَنِّي شَيْئًا وَلَا عَذَرْتَنِي عِنْدَ الرَّجُلِ ، وَقَدْ كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى أَنْ تَشْهَدَ مَعَهُ ، قَالَ : هَذَا يَلُومُكَ عَلَى مَا يَلُومُكَ ، وَقَدْ قَالَ لِي يَوْمَ الْجَمَلِ : حِينَ مَسَى النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ يَا حَسَنَ لِكُلِّكُمْ أَمْلُكَ ، أَوْ هَيْلُكَ أَمْلُكَ مَا عَنَّاكَ بِأَمْرِي جَمَعَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْفَارِسَيْنِ ، وَاللَّهُ مَا أَرَى بَعْدَ هَذَا خَيْرًا ، قَالَ : قُلْتُ : أَسْكُتُ ، لَا يَسْمَعُكَ أَصْحَابُكَ ، فَيَقُولُوا : شَكَّيْتُ ، فَيَقْتُلُوكَ .

(نعیم بن حماد ۲۰۷)

(۳۸۹۶۷) سلیمان بن صرد سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں جنگ جمل کے دن حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس حضرت حسنؓ اور ان کے بعض ساتھی بھی تھے حضرت علیؓ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابن صرد کزور اور ڈھیلے پڑ گئے اور پیچھے ٹھہر گئے۔ اللہ کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بے نیاز کر دیا میں نے کہا اے امیر المؤمنین معاملہ بڑا سخت ہو گیا۔ معاملات ایسے ہو گئے ہیں کہ آپ کے دوست اور دشمن میں امتیاز مشکل ہو چکا کہتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے عرض کیا آپ نے میری ذرا بھی حمایت نہیں کی اور نہ ہی میری طرف سے کوئی عذر دیا شخص (حضرت علیؓ) کے پاس کیا؟ حالانکہ میں اس بات کا متنی تھا ان کے پاس میری گواہی ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا انہوں نے (حضرت علیؓ) جو ملا مت آپ پر کرنی تھی سو وہ کی۔ حالانکہ مجھے جنگ جمل کے دن فرمایا کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف جا رہے ہیں اے حسن تیری ماں تجھے گم کرے! تیرا میرے اس معاملے کے بارے میں کیا خیال ہے۔ دونوں لشکر آسنے سارے ہیں اللہ کی قسم میں اس کے بعد خیر نہیں دیکھتا۔ میں نے کہا آپ خاموش ہو جائیے آپ کے ساتھی نہ سن لیں پس کہنے لگیں کہ تو نے معاملہ مشکوک کر دیا اور تجھے قتل کر دیں۔

سند صحیح ہے

(۳۸۹۸۹) حَدَّثَنَا عُذْرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ أَبِي وَإِلٍ، قَالَ: دَخَلَ أَبُو مُوسَى، وَأَبُو مَسْعُودٍ عَلَى عَمَّارٍ وَهُوَ يَسْتَنْفِرُ النَّاسَ، فَقَالَا: مَا رَأَيْنَا مِنْكَ مُنْذُ أَسْلَمْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الْأَمْرِ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا عَنْ هَذَا الْأَمْرِ، قَالَ: فَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً، وَخَرَجُوا إِلَى الصَّلَاةِ جَمِيعًا.

(۳۸۹۸۹) ابو داؤد سے منقول ہے کہ ابو موسیٰ اور ابو مسعود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ لوگوں کو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے) ابھار رہے تھے۔ پس ان دونوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب سے آپ ایمان لائے ہیں ہم نے آپ کے معاملے میں جلدی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ عمل نہیں دیکھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے تم مسلمان ہوئے ہو میں نے تمہارے اس معاملے میں کوتاہی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ عمل نہیں دیکھا۔ پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک ایک جوڑا پہنایا اور پھر سب کے سب نماز کے لیے چلے گئے۔

سند صحیح ہے

(۲۸۹۷۱) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَمَرَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَنَادَى يَوْمَ الْبُصْرَةِ: لَا يُتَّبَعُ مُدْبِرٌ وَلَا يُدْفَقُ عَلَى جَرِيحٍ، وَلَا يُقْتَلُ أَسِيرٌ، وَمَنْ أَعْلَقَ بَابًا آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْ مَتَاعِهِمْ شَيْئًا. (بيهقي ۱۸۱)

(۳۸۹۷۱) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ بصرہ (کی لڑائی) کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منادیوں کو یہ ندا لگانے کا حکم دیا کہ کوئی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کرے، کوئی زخمی کو قتل نہ کرے۔ کوئی قیدی کو قتل نہ کرے، جو اپنے دروازے بند کر لے اسے امن ہے، جو اپنا ہتھیار ڈال دے اسے بھی امن حاصل ہے اور ان کے سامان سے کوئی شے نہ لی جائے۔

سند صحیح ہے

(۳۸۹۴۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُلَيْعٍ ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ ، قَالَ : أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيًا فَنَادَى يَوْمَ الْجَمَلِ : أَلَا لَا يُجْهَرُونَ عَلَى جَرِيحٍ وَلَا يَنْتَعِ مُدْبِرٌ .

(۳۸۹۳۵) عبد خیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا لگائے خبردار کوئی زخمی کو

مصنف ابن ابی شیبہ ترجم (جلد ۱۱) ۷۳۲ کتاب الجمل قتل نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا کرے۔

سند صحیح ہے

(۳۸۹۳۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْخَضْرَمِيُّ ، عَنْ مُسْلِمِ الْبُطَيْنِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَبْسٍ ، أَنَّ عَلِيًّا أَعْطَى أَصْحَابَهُ بِالْبَصْرَةِ خُمْسَ مِئَةِ خُمْسٍ مِئَةٍ .

(۳۸۹۳۳) حجر بن عبس سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو بصرہ میں پانچ پانچ سو درہم دیئے تھے۔

سند صحیح ہے

رافضی روایت

شیعہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو امن کی جگہ پہنچا دینا کو نظر انداز کر دیا گیا اور علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تیر چلائے

کتاب جمل من انساب الاشراف از البلاذری (المتوفی: 279ھ) کے مطابق

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْرَءِيلَ، الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّصْر، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو: عَنْ ابْنِ حَاطِبٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ يَوْمٍ الْحَمَلِيِّ إِلَى الْهُدُوجِ وَكَانَتْ شَوْكٌ تُقْفَضُ مِنَ اللَّبْلِ، فَضَرَبَ الْهُدُوجُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مُحْمِرَاءَ إِيَّامِ بَدْرٍ أَرَادَتْ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلَتْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. فَقَالَ لَمَّا اخْبَوْهَا مُحَمَّدٌ: هَلْ إصَابَكَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: مُشَقَّقٌ فِي عَضْدِي. فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ جَرَّهَا إِلَيْهِ فَأَخْرَجَهُ

ابن حاطب کہتے ہیں کہ میں علی علیہ السلام کے ساتھ عائشہ کے ہودج کے قریب آیا: اس وقت یہ ہودج تیروں کی بوچھار سے خاردار چوہے کی طرح لگ رہا تھا۔ تو علی علیہ السلام نے اس ہودج کو مارا اور کہا: یہ حمیراء (عائشہ) ہے، اس پر تیر چلاؤ! یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے جس طرح اس نے عثمان کو قتل کیا۔ عائشہ کے بھائی محمد بن ابی بکر نے عائشہ سے پوچھا: آپ کو کوئی تیر لگا تو نہیں؟ عائشہ نے کہا: میرے بازو میں ایک تیر پیوست ہے۔ پھر محمد بن ابی بکر نے اپنا سر ہودج میں داخل کیا اور عائشہ کو اپنی طرف کھینچ کر تیر نکال دیا۔

سند میں راوی اسحاق بن سعید ہے جو مجھول ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید ہیں لیکن ان کی روایت عن ابیہ، عن ابن عمر سے مروی ہیں۔ اس کا دوسرا راوی عمرو بن سعید ہے جو مجھول ہے۔ روافض نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے سند ہی بدل دی ہے لہذا ان کی طرف سے یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ اسحاق بن سعید اور عمر بن سعید کے درمیان عن غلط ہے اسے بن سمجھا جائے تو یہ ایک راوی ہو جاتا ہے لیکن یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسی صورت قبول ہو گا جب اور نسخوں میں ایسا ہو یا خارجی قرائین موجود ہوں

جنگ کے بعد اصلی نماز

سنن ابن ماجہ میں ہے

حدیث نمبر: 917 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: "صَلَّى بِنَا عَلَيَّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً دَكَّرْنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا أَنْ نَكُونَ نَسِينَاهَا، وَإِنَّا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا، فَسَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ".

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں جنگ جمل کے دن ایسی نماز پڑھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی یاد تازہ ہو گئی، جسے یا تو ہم بھول چکے تھے یا چھوڑ چکے تھے، تو انہوں نے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا

الہابی اس سند کو منکر کہتے ہیں

مسند احمد میں اس کا دوسرا طرق ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: لَقَدْ دَكَّرْنَا عَلَيَّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا نَسِينَاهَا، وَإِنَّمَا تَرَكْنَاهَا عَمْدًا " يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ، وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَكُلَّمَا سَجَدَ

ابو موسیٰ نے کہا علی نے وہ نماز پڑھائی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے جو ہم یا تو بھول چکے تھے یا جان بوجھ کر چھوڑ چکے تھے وہ تکبیر کرتے جب بھی رکوع کرتے اور جب بھی رفع کرتے اور جب بھی سجدے کرتے

شعیب الارنؤوط کہتے ہیں حدیث صحیح

راقم کہتا ہے دو طریقوں سے اس کا متن منکر ہے

تاریخ طبری میں ہے جنگ کے بعد علی نے عائشہ سے کہا

حدثني عبد الله بن أحمد، قال: حدثني أبي، عن سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَزِيدَ الْمَدِينِيَّ يَقُولُ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعَائِشَةَ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا- حِينَ فَرَعَ الْقَوْمُ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، مَا أَبْعَدَ هَذَا الْمَسِيرُ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِي عُهِدَ إِلَيْكَ! قَالَتْ: أَبُو الْيَقْظَانِ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنَّكَ- مَا عَلِمْتُ- قَوْلًا بِالْحَقِّ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَضَى لِي عَلَى لِسَانِكَ

ابن یزید المدینی نے کہا عمار نے عائشہ سے کہا جب قوم فارغ ہوئی۔ ام المؤمنین یہ کتنے آگے تک آگئیں آپ اس عہد سے جو آپ پر تھا! عائشہ نے کہا ابو الیقظان! عمار نے کہا جی۔ عائشہ نے کہا اللہ کی قسم میں کیا جانو، حق کی باتوں کو۔ عمار نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کی زبان پر میرے لئے فیصلہ دیا

سند میں ابویزید المدینی مجہول ہے اس سے بصریوں نے روایت لی ہے۔ امام مالک سے اس پر سوال ہوا فرمایا لا اعرفہ اس کو نہیں جانتا۔ سوالات ابی داؤد للامام احمد بن حنبل فی جرح الرواة و تعدیلہم میں ہے ابو داؤد نے احمد سے اس کے بارے میں پوچھا

قلت لأحمد أبو زيد المدني قال أي شيء يسأل عن رجل روى عنه أيوب

احمد نے کہا یا چیز اسکے بارے میں؟ تم نے اس شخص پر سوال کیا ہے جس سے ایوب نے روایت کیا ہے

راقم کہتا ہے ایوب اغلباً ایوب السختیانی ہیں جو مدلس ہیں

اکرم بن محمد زیادة الفالوجی النخری نے المعجم الصغیر لرواة الامام ابن جریر الطبری

میں اس کو مقبول کہا ہے جو متاخرین کی اصطلاح میں وہ مجہول ہوتا ہے جس سے کوئی ثقہ روایت کر دے

ابویزید، ہو: المدینی، نزیل البصرۃ، من الرابعة، مقبول

افسوس اس کی سند صحیح نہیں لیکن فتح الباری میں ابن حجر نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے اور لکھا

وَقَدْ أَخْرَجَ الطَّبْرِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ أَبِي يَزِيدَ الْمَدِينِيِّ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعَائِشَةَ لَمَّا فَرَّغُوا مِنَ الْجَمَلِ مَا أَبْعَدَ هَذَا الْمَسِيرِ مِنَ الْعَهْدِ الَّذِي عَاهَدَ إِلَيْكُمْ يُشِيرُ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ فَقَالَتْ أَبُو الْيَقْظَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ وَاللَّهِ إِنَّكَ مَا عَلِمْتَ لَقَوْلًا بِالْحَقِّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَضَى لِي عَلَى لِسَانِي

الغرض کبار اصحاب رسول طحہ میں رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور لشکر علی نے علی کے ہی پھوپھی زاد بھائی زبیر رضی اللہ عنہ کا قتل کر دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہم مظلوم شہید ہوئے¹⁰۔ امت مسلمہ کی اکثریت زبیر کی عثمان کے بعد خلیفہ کے طور پر لینا چاہتی تھی

صحیح بخاری میں ہے

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں سے بشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا کہ انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی

جنگ کے نتائج

لشکر عائشہ تعداد میں بہت کم تھا۔ ان کے ساتھ صرف قریشی تھے۔ لشکر علی بڑا تھا اس میں باقی قبائل تھے لہذا نتیجہ معلوم ہے کہ طلحہ اور زبیر کے قتل ہوتے ہی لشکر عائشہ کی ہمت کم ہو گئی۔ متعدد اصحاب رسول قتل ہوئے¹¹۔ علی کے حکم پر ام المومنین کے اونٹ کی کوچیں کاٹ دی گئیں اور اونٹ گر گیا۔

کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا، میں نے پوچھا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے، دو مکان بصرہ میں تھے، ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا

11

صحیح بخاری کی شاذ روایت ہے

صحیح البخاری: كِتَابُ الْمَغَازِي (بَابُ) صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب) وَعَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعَمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي 4024 أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعَمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا لَمَّا كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَغْنِي مَقْتَلُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ

أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تَبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّلَاثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاحٌ

اور اسی سند سے مروی ہے ، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا ، اگر مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا ۔ اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا ، ا نہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب برپا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا ، پھر جب دو سرا فساد برپا ہوا یعنی حرہ کا ، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا ، پھر تیسرا فساد برپا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی

یہ روایت جس میں ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا صحیح نہیں تاریخا غلط ہے

بہت سے اصحاب رسول جو بدری ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہوئے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۸۶) حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُعِيرَةِ، عَنِ ابْنِ ابْنِ أَبِي، قَالَ: انْتَهَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ إِلَيَّ عَائِشَةَ وَهِيَ فِي الْهُودَجِ يَوْمَ الْجَمَلِ، فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، اُنْشُدْكَ بِاللَّهِ، أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَتَيْتُكَ يَوْمَ قَيْلِ عُثْمَانَ، فَقُلْتُ: إِنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ فَمَا تَأْمُرِينِي، فَقُلْتُ لِي: الزَّمِ عَلِيًّا، فَوَاللَّهِ مَا غَيَّرَ وَلَا بَدَلَ، فَسَكَنْتُ، ثُمَّ أَغَادَ عَلَيْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَسَكَنْتُ، فَقَالَ: ااعْفُوا الْجَمَلَ، فَعَفَوْهُ، قَالَ: فَتَزَلْتُ أَنَا وَأَخُوهَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَاحْتَمَلْنَا الْهُودَجَ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيَّ عَلِيًّا، فَأَمَرَ بِهِ عَلِيٌّ فَأُذِخِلَ فِي

مصنف ابن ابی شیبہ ترجم (جلد ۱۱) ۷۵۸ کتاب الجمل

مَنْزِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُدَيْلٍ، قَالَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي الْمُعِيرَةِ: وَكَانَتْ عَمَّتِي عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُدَيْلٍ، فَحَدَّثَنِي عَمَّتِي، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهَا: أَذْخِلِينِي، قَالَتْ: فَأَدْخِلْنِي الدَّخِيلَ وَأَتَيْتُهَا بِطَلَسٍ وَابْرِيْقٍ وَأَجَفْتُ عَلَيْهَا الْبَابَ، قَالَتْ: فَأَطْلَعْتُ عَلَيْهَا مِنْ خَلَلِ الْبَابِ وَهِيَ تُعَالِجُ شَيْئًا فِي رَأْسِهَا مَا أَدْرِي شَيْئًا، أَوْ رَمِيَةً.

(۳۸۹۸۶) ابن ابی بکرؓ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن بدیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے وہ حودج میں تھیں جگہ جگہ سے دن بھر عرض کیا اے ام المؤمنین آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتی ہو کہ میں آپ کے پاس اس دن حاضر ہوا تھا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اب آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑو۔ اللہ کی قسم وہ بدلے نہیں پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں پھر یہی بات عبداللہ بن بدیل نے تین دفعہ دہرائی پس وہ خاموش رہیں۔ عبداللہ بن بدیل نے اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کا حکم دیا تو اونٹنی کی کوچیں کاٹ دی گئیں پس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابوبکرؓ اترے اور ان کے حودج کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے عبداللہ بن بدیل کے گھر میں داخل کر دیا۔ جعفر بن ابی معیرہ کہتے ہیں کہ میری پھوپھی عبداللہ بن بدیل کے پاس تھیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا مجھے اندر داخل کر دو پس میں نے انہیں اندر داخل کر دیا اور میں نے ان کو ایک سطلی (ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن) اور جگہ ان کے پاس رکھ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ کہتی ہیں کہ میں دروازے کی دراڑوں میں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اپنے سر کا علاج کر رہیں تھیں میں نہیں جانتی کہ ان کے سر میں کوئی زخم تھا یا تیر کا زخم۔

مر بن ابی المغیرہ کو صرف ابن شہابین اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ سند میں یعقوب بن عبداللہ القمی

ن کو الدار قطنی نے لیس بالقوی قوی نہیں قرار دیا ہے

فتح الباری از ابن حجر ج ۱۳ ص ۵۷ پر ابن حجر نے ارشاد الساری ج ۱۰ ص ۱۹۶ پر قسطلانی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے¹²

أَخْرَجَ بَنُ أَبِي شَيْبَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِرَى قَالَ انْتَهَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُرَاعِيِّ إِلَى عَائِشَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَهِيَ فِي الْهُودَجِ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَتَعْلَمِينَ أَنِّي أَنْتَبْتُكَ....

ایک روایت میں دھمکی کا بھی ذکر ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۸۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ، عَنْ جَحْشِ بْنِ زَيْدٍ الضَّبِّيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ: لَمَّا ظَهَرَ عَلِيُّ عَلَى أَهْلِ الْجَمَلِ أُرْسِلَ إِلَى عَائِشَةَ: أَرْجِعِي إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِلَى بَيْتِكَ، قَالَ: فَأَبَيْتُ، قَالَ: فَأَعَادَ إِلَيْهَا الرَّسُولُ، وَاللَّهِ لَتَرْجِعُنَّ، أَوْ لَا بُعْتَنَ إِلَيْكَ نِسْوَةٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ مَعَهُنَّ شِفَارٌ حِدَادٌ يَأْخُذْنَكَ بِهَا، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ خَوَّجَتْ.

(۳۸۹۸۵) احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ مدینے اپنے گھر لوٹ جاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے پیغام رساں کو بھیجا کہ اللہ کی قسم تم لوٹ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف بکربن وائل کی ایسی عورتوں کو بھیجوں گا جس کے پاس تیز دھار والی چھریاں ہیں وہ تجھ پر ان سے حملہ کریں گی۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو وہ چلی گئیں۔

سند میں جَحْشِ بْنِ زَيْدٍ الضَّبِّيِّ مجہول ہے

اس کے برعکس محمد بن عبد اللہ بن عبد القادر غبان الصبحی نے فتنۃ مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں اس کو واقدی کی وجہ سے سخت ضعیف کہا ہے إسناده ضعيف جداً بالواقدي. راقم کہتا ہے المصنف کی روایت سے معلوم ہوا کہ اس میں واقدی کا تفرد نہیں ہے

تاریخ طبری کے مطابق ہودج میں محمد بن ابی بکر ایک ٹولے کے ساتھ آیا اور اس نے ہودج کے نے اندر ہاتھ ڈالا تو ام المومنین نے کہا: تو کون ہے؟ بولا میں آپ کا نیک بھائی۔ ام المومنین نے جھڑکا: عقوق (ناہنجار، احسان فراموش) کہہ کر اس کو بھگادیا۔

فَأَقْبَلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ إِلَيْهِ وَمَعَهُ نَفَرٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ، فَقَالَتْ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ:
أَخُوكِ الْبَرَّ، قَالَتْ: عَقُوقٌ

بہر حال ام المومنین کو نکالا گیا اور ایک حجرے میں پانی کے برتن کے ساتھ بند کر دیا گیا

تذکرہ جنگ صفین

شیعان علی ایک مختلف الخیال گروہ تھا جس میں قریش مخالف قبائل تھے۔ معاویہ امیر شام تھے۔ معاویہ نے علی کے مقابلے پر بردباری سے کام لیا اور اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کیا نہ انہوں نے اپنے آپ کو حاکم کہلوایا یہاں تک کہ حسن نے ان کو خلیفہ کیا۔ البتہ علی نے معاویہ سے نیٹے کا فیصلہ کیا اور جنگ جمل کے بعد شام کے لئے تیاری کا اپنے لشکر کو حکم کیا

مصنف ابن ابی شیبہ میں جنگ صفین کا احوال

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۲۸۹۹۲) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، قَالَ: رَأَيْتُ، أَوْ كَانَتْ شَكَّ يَحْيَى رَأَيْتُ عَلَى يَوْمٍ صَفِينٍ مَعَ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْوَرَ فَحَمَلَ عَلَيْهِ عَمَّارٌ يَقُولُ: أَقْدِمُ يَا أَعْوَرَ، لَا خَيْرَ فِي أَعْوَرَ، لَا يَأْتِي الْقَرْعُ فَيَسْتَحْيِي فَيَتَقَدَّمُ، قَالَ: يَقُولُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرَى لِصَاحِبِ الرَّايَةِ السُّودَاءِ عَمَلًا لَيْنٌ دَامَ عَلَى مَا أَرَى لَتَفَانِنَ الْعَرَبِ الْيَوْمَ، قَالَ: فَمَا زَالَ أَبُو الْيَقْظَانِ حَتَّى كَفَّ بَيْنَهُمْ، قَالَ: وَهُوَ يَقُولُ كُلُّ الْمَاءِ وَرْدٌ، وَالْمَاءُ مَوْرُودٌ، صَبْرًا عِبَادَ اللَّهِ، الْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ.

(۳۸۹۹۲) حضرت حبیب ابی ثابت فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا جھنڈا ہاشم بن عتبہ کے ہاتھ میں تھا۔ ان کی ایک آنکھ کاٹی تھی۔ حضرت عمار کہنے لگے اے کانے! آگے آؤ، اس کانے میں کوئی خیر نہیں جو گھبراہٹ کا سامنا نہ کرے۔ وہ شرمائے اور آگے آئے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ میں کالے جھنڈے والے میں ایک غل دکھ رہا ہوں، اگر وہ ایسا ہی رہا تو آج عرب کچھ کر کے رہیں گے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہر پانی کا گھاٹ ہوتا ہے اور پانی کے پاس آیا جاتا ہے، اللہ کے بندو! صبر کرو، جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

سند میں زید بن عبد العزیز، مہجول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۳) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْأَجْدَعِ اللَّيْثِيِّ ، وَكَانَ مِنْ شُهَدَاءِ صِفِّينَ ، قَالَ : كَانَ عَمَّارٌ يَخْرُجُ بَيْنَ الصَّفِّينَ ، وَقَدْ أُخْرِجَتِ الرِّايَاتُ ، فَيُنَادِي حَتَّى يَسْمِعَهُمْ بِأَعْلَى صَوْتِهِ : رُجُوا إِلَى الْجَنَّةِ ، قَدْ تَزَيَّنَتِ الْحُورُ الْعَيْنُ . (ابن عساکر ۴۶۳)

مصنف ابن ابی شیبہ ترجم (جلد ۱۱) ۷۲۲ کتاب العبد

(۳۸۹۹۳) مسلم بن اجدع لیشی کہتے ہیں کہ حضرت عمار صفین کے درمیان نکلے اور اس وقت جھنڈے بلند تھے، انہوں نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ جنت کی طرف چلو، جنت کی حور تیار ہے۔

سند میں مسلم بن اجدع اللیثی مہجول ہے

(۳۸۹۹۴) حَدَّثَنَا عُندَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْوَضِيَّءَ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَقُولُ : مَنْ سَرَّهُ أَنْ تَكْتَنِفَهُ الْحُورُ الْعَيْنُ فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفِّينِ مُحْتَسِبًا ، فَإِنِّي لَأَرَى صَفًّا لِيَضْرِبَنَّكُمْ ضَرْبًا يَرْتَابُ مِنْهُ الْمُبْطِلُونَ ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ ضَرَبُونَا حَتَّى يُلْغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَرَفْتُ أَنَا عَلَى الْحَقِّ ، وَأَنْتُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ .

(۳۸۹۹۴) عمار بن یاسر جنگ صفین میں فرما رہے تھے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اسے موٹی آنکھوں والی حور ملے وہ ثواب کی نیت سے دونوں صفوں کے درمیان چلے۔ میں ایک ایسی صف کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں ایسی ضرب لگائے گی جس کے بارے میں جھوٹے شک کا شکار ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ ہمیں تہس نہس کر کے رکھ دیں پھر بھی مجھے یقین ہوگا کہ میں حق پر اور وہ باطل پر ہیں۔

(۳۹۰۲۱) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ ، قَالَ : رَأَيْتُ عَمَّارًا يَوْمَ صِفِّينَ شَيْخًا آدَمَ طَوَالًا وَيَدَاهُ تَرْتَعِشُ وَيَبِيدُهُ الْحَرْبَةُ ، فَقَالَ : لَوْ صَرَبُونَا حَتَّى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَلِمْتُ أَنَّ مُصْلِحِينَ عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ . (ابن سعد ۲۵۶-۱ احمد ۳۱۹)

(۳۹۰۲۱) حضرت عبداللہ بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ صفین میں حضرت عمار کو دیکھا کہ وہ انتہائی بوڑھے تھے، ان کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ دشمن اگر ہمیں مار کر تہس نہس بھی کر دیں تو بھی مجھے یقین ہوگا کہ ہمارے مصلحین حق پر اور وہ لوگ باطل پر ہیں۔

سند میں ابو مسلمہ سعید بن زید البصری ہے ان کا سماع عمار بن یاسر سے ممکن نہیں کیونکہ اصحاب رسول میں ان کا سماع صرف انس سے ہے۔ لہذا یہ سند منقطع ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۵) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ ، أَوْ عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ ، عَنْ عَمَّارٍ ، قَالَ : لَوْ صَرَبُونَا حَتَّى يَبْلُغُوا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَلِمْنَا أَنَّا عَلَى الْحَقِّ ، وَأَنَّهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ . (۳۸۹۹۵) حضرت عمار فرماتے ہیں کہ اگر وہ ہمیں تلواروں سے ماریں یہاں تک کہ ہمیں تہس نہس کر دیں پھر بھی مجھے یقین ہوگا کہ ہم حق پر اور وہ باطل پر ہیں۔

روایت عبداللہ بن سلمہ کے دور اختلاط کی معلوم ہوتی ہے۔ اس روایت کے راوی عمرو بن مرثدہ کا کہنا تھا: کان یجد ثانی عرف و نکر کان قد کبر یہ بوڑھے تھے ہم سے روایت کرتے کبھی ہم مان لیتے کبھی منکر گردانتے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۶) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ رِيَّاحِ بْنِ الْحَارِثِ ، قَالَ : كُنْتُ إِلَى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصَفَيْنَ ، وَرَكِبْتُ تَمَسُّ رُكْبَتَهُ ، فَقَالَ رَجُلٌ : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ ، فَقَالَ عَمَّارٌ : لَا تَقُولُوا ذَلِكَ نَبِيَّنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ ، وَفِئَتُنَا وَفِئَتُهُمْ وَاحِدَةٌ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُونُونَ جَارُوا عَنِ الْحَقِّ ، فَحَقَّقْنَا عَلَيْنَا أَنْ نَقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ .

(۳۸۹۹۶) حضرت ریاخ بن حارث فرماتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسر کے ساتھ تھا، میرے گھنے ان کے گھٹنوں کو چھو رہے تھے، ایک آدمی نے کہا کہ اہل شام نے کفر کیا۔ حضرت عمار نے فرمایا کہ یوں نہ کہو، ان کے اور ہمارے نبی ایک ہیں، ان کا اور ہمارا قبلہ ایک ہے۔ وہ فتنے میں مبتلا ہیں، انہوں نے حق سے اعراض کیا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سے قتال کریں تاکہ وہ حق پر واپس آجائیں۔

سند منقطع ہے۔ راوی الحسن بن الحکم النخعی کا سماع اصحاب رسول سے نہیں ہے ابی حاتم کا کہنا ہے اس کی ملاقات تونس رضی اللہ عنہ تک سے نہیں ہوئی تابعین سے روایت کرتا ہے

قال بن ابی حاتم سألت ابا عن الحسن بن الحکم بل لقی انس بن مالک فقال لم یلقه ائمة محدث عن التابعین زیاد بن الحارث الصدیقی رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب رسول میں کیا گیا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۸) حَدَّثَنَا وَرَكِيعٌ ، عَنْ مِسْعَرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ رِيَّاحٍ ، عَنْ عَمَّارٍ ، قَالَ : لَا تَقُولُوا : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ وَلَكِنْ قُولُوا : فَسَقُوا ظَلَمُوا .

(۳۸۹۹۸) حضرت ریاخ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار نے فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اہل شام نے کفر کیا بلکہ یوں کہو کہ انہوں نے فسق کیا اور ظلم کیا۔

سند ضعیف ہے ریاخ مجہول ہے۔ بعض نسخوں میں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاجٍ الْأَنْصَارِيُّ ہے جس کا سماع عمار سے ثابت نہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۸۹۹۹) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، عَنْ الْعَوَّامِ ، عَنْ عُمَرُو بْنِ مَرْثَةَ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : رَأَى فِي الْمَنَامِ أَبُو الْمَيْسَرَةِ عُمَرُو بْنُ شُرْحَبِيلَ ، وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : رَأَيْتُ كَأَنِّي أُدْخِلُ الْجَنَّةَ ، فَرَأَيْتُ قِبَابًا مَضْرُوبَةً ، فَقُلْتُ : لِمَنْ هَذِهِ ؟ فَقِيلَ : هَذِهِ لِذِي الْكَلَّاحِ وَخَوْشَبِ ، وَكَانَا مِمَّنْ قُتِلَ مَعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ صِفِّينَ ، قَالَ : قُلْتُ : فَأَيْنَ عَمَّارٌ وَأَصْحَابُهُ ، قَالُوا : أَمَامَكَ قُلْتُ : وَكَيْفَ وَقَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، قَالَ : قِيلَ : إِنَّهُمْ لَقُوا اللَّهَ فَوَجَدُوهُ وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ ، قَالَ : فَقُلْتُ : فَمَا فَعَلَ أَهْلُ النَّهْرِ ، قَالَ : فَقِيلَ : لَقُوا بَرَحًا .

(ابن سعد ۲۶۳۔ نعیم ۱۱۳)

(۳۸۹۹۹) ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کے ایک قرہبی ساتھی ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل نے خواب دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا اور میں نے دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت گنبد والا محل ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ ذوالکلاع اور خوشب کا ہے۔ یہ دونوں جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی معیت میں تھے اور شہید ہوئے تھے۔ میں نے کہا عمار اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ وہ آپ کے سامنے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا تھا پھر سب جنت میں کیسے آ گئے۔ مجھے بتایا گیا کہ جب وہ اللہ سے ملے تو اللہ کو انہوں نے وسیع رحمت والا پایا۔ میں نے کہا کہ اہل نہر کا کیا بنا؟ مجھے بتایا گیا کہ انہیں شدت کا سامنا ہوا۔

یہ ابو وائل شفیق بن سلمہ کا خواب ہے غیب کی خبر صرف انبیاء کی ثابت ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۲۹۰۰۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَسَدِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَهْلَبٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ يَوْمَ صِفِّينَ وَهُوَ غَاضٌ عَلَى شَفِيتِهِ : لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ الْأَمْرَ يَكُونُ هَكَذَا مَا خَرَجْتُ ، اذْهَبْ يَا أَبَا مُوسَى فَاحْكُمْ وَلَوْ حَزَّ عَنِّي .

(۳۹۰۰۷) حضرت سلیمان بن مہران کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ اپنے ہونٹ کو کاٹے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ اے ابو موسیٰ جاؤ اور ہمارے درمیان فیصلہ کرو خواہ میرا سر ہی کیوں نہ دینا پڑے۔

سند میں حَدَّثَنِي مَنْ، سَمِعَ عَلِيًّا، مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹۰۰۹) حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، قَالَ: لَمَّا رَجَعَ عَلِيُّ بْنُ صَفِيٍّ عَلِيمٌ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ أَبَدًا، فَتَكَلَّمَ بِأَشْيَاءَ كَانَ لَا يَتَكَلَّمُ بِهَا، وَحَدَّثَ بِأَحَادِيثَ كَانَ لَا يَتَحَدَّثُ بِهَا، فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَكْرَهُوا إِمَارَةَ مُعَاوِيَةَ، وَاللَّهِ لَوْ قَدْ فَقَدْتُمُوهُ لَقَدْ رَأَيْتُمُ الرَّؤُوسَ تَنْزُو مِنْ كَوَاهِلِهَا كَالْحَنْظَلِ. (۳۹۰۰۹) حضرت حارث فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی بن ابی صفین سے واپس آئے تو انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ کبھی غالب نہ آئیں گے، لہذا انہوں نے کچھ ایسی باتیں کیں جو پہلے کبھی نہ کی تھیں اور فرمایا کہ اے لوگو! تم معاویہ کی امارت کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ اگر تم نے انہیں کھو دیا تو سرگردنوں سے ایسے گریں گے جیسے حنظل گرتا ہے۔

سند میں الحارث بن عبد اللہ الأعور التمدانی ہے۔ اس کو کذاب بھی کہا گیا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹۰۱۱) حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي سَيْرٍ يَوْمَ صِفِّينَ أَحَدًا ذَاتَهُ وَبِإِسْحَاقَ، وَأَحَدًا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَعُودَ، وَحَلَّى سَبِيلَهُ. (۳۹۰۱۱) حضرت ابو جعفر فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علی کے پاس جب کوئی قیدی لایا جاتا تو آپ اس کی سواری اور اسلحہ لے لیتے اور اس سے عہد لیتے کہ وہ واپس لشکر میں نہیں جائے گا اور اس کو آزاد کر دیتے۔

سند حسن ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹.۳۶) حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقِ ابْنِ وَائِلٍ ، قَالَ : قَالَ سَهْلُ بْنُ حَنْفٍ يَوْمَ صِفِّينَ : أَيُّهَا النَّاسُ ، اتَّهَمُوا رَأْيَكُمْ ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِرَّ يُقْطَعُنَا إِلَّا أَسْهَلُنَا بِنَا إِلَى أَمْرِ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هَذَا . (بخاری ۳۱۸۱۔ مسلم ۱۱۳۱۳)

مصنف ابن ابی شیبہ ترجم (جلد ۱۱) ۷۷۰ کتاب العبد

(۳۹۰۳۶) حضرت سہل بن حنف نے جنگ صفین میں لوگوں سے کہا کہ لوگو! اپنی رائے کو یقینی نہ سمجھنا، رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہمیشہ ہمارے لئے معاملات کی حقیقت کو سمجھنا آسان رہا لیکن اس معاملے میں ہم کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

سند صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۳۹۰۲۸) حضرت کلید جرمی فرماتے ہیں کہ میں مسجد سے باہر تھا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ حاکموں کے معاملے میں حضرت معاویہ کے پاس سے واپس آرہے تھے۔ وہ حضرت سلیمان بن ربیعہ کے گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ داخل ہوا۔ انہیں ایک آدمی نے طعنہ دیا، پھر ایک اور آدمی نے طعنہ دیا اور کہا کہ اے ابن عباس! تم نے کفر کیا، تم نے شرک کیا اور تم نے اللہ کا ہم سر ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ فرماتا ہے، یہ فرماتا ہے اور یہ فرماتا ہے۔ راوی سے پوچھا گیا کہ وہ کون تھے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ تھے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی بات سن کر فرمایا کہ تم اپنے میں سے سب سے زیادہ عالم اور سب سے بڑے مناظر کا انتخاب کر لو۔ مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک کانٹے شخص کا انتخاب کیا جن کا نام عتاب تھا اور وہ بنو تغلب سے تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ گویا وہ اپنی ضرورت کو قرآن کی ایک سورت سے ثابت کر رہے تھے۔

(۳) ان کی بات سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں آپ کو قرآن کا عالم سمجھتا ہوں، کیونکہ آپ نے بہت وضاحت سے اپنا موقف پیش کیا ہے۔ میں آپ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ شام والوں نے فیصلے کا مطالبہ کیا اور ہم نے اسے ناپسند کیا اور انکار کیا۔ پھر جب تمہیں دھم پہنچے، الم پہنچے اور تمہیں فرات کے پانی سے محروم کیا گیا تو تم نے فیصلے کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا؟ مجھے حضرت معاویہ نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک پتلی کمر والا گھوڑا لایا گیا تاکہ وہ اس پر سوار ہو کر بھاگ جائیں یہاں تک کہ تم میں سے کوئی آنے والا آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اہل عراق کو ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا ہے جو مکہ میں نفرتی رات ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

(۴) پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ابو بکر کیسے آدمی تھے؟ سب نے کہا کہ بھلے آدمی تھے اور ان کی تعریف کی۔ پھر پوچھا کہ عمر بن خطاب کیسے آدمی تھے؟ سب نے کہا کہ بھلے آدمی تھے اور ان کی تعریف کی۔ پھر ابن عباس نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں اگر کوئی شخص حج یا عمرے کے لئے جائے اور کسی ہرن یا دھا کے حشرات میں سے کسی کو مار ڈالے اور خود فیصلہ کر لے تو کیا اس کا فیصلہ معتبر ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (يُحْكَمْ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ) جبکہ تمہارا جس معاملے میں اختلاف ہے وہ اس سے بہت بڑا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کے لئے پرندے کے معاملے میں دو حاکم بنائے ہیں، آدمی اور اس کی بیوی کے معاملے میں دو حاکم بنائے ہیں تو تمہارے اختلاف میں جو ان سے بڑا ہے دو حاکم کیوں نہیں ہو سکتے۔

سند صحیحی بن آدم، قال: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عاصِمِ بْنِ كَلْبٍ الْجَزْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، صحیح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۲۹۰۲۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ، عَنْ أَبِي مُعْثَرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ : مَا زَالَ جَدِّي كَاتِفًا بِسِلَاحِهِ يَوْمَ صَفِّينَ وَيَوْمَ الْحِجَلِ حَتَّى قُتِلَ عَمَّارٌ ، فَلَمَّا قُتِلَ سَلَّ سَيْفَهُ وَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ . (طبرانی ۳۷۲۰)

(۳۹۰۳۰) حضرت محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت فرماتے ہیں کہ میرے والد جنگ صفین اور جنگ جمل میں ہتھیار سے دور رہے۔ لیکن جب حضرت عمار شہید ہو گئے تو انہوں نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ پھر انہوں نے قتال کیا اور شہید ہو گئے۔

سند میں ابی معشر نجیح بن عبد الرحمن السندی المدنی ضعیف ہے۔ شیعہ نے مسند احمد 21873 کی تعلیق میں اس کو منقطع بھی کہا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۲۹۰۲۲) حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ الْأَسَدِيِّ ، قَالَ : رَأَيْتُ عَلِيًّا يَوْمَ صَفِّينَ وَمَعَهُ سَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْفَقَارِ ، قَالَ : فَضَبَّطَهُ فَيَحْمِلُ عَلَيْهِمْ ، قَالَ : ثُمَّ يَجِيءُ ، قَالَ : ثُمَّ يَحْمِلُ عَلَيْهِمْ ، قَالَ : فَبَجَاءَ بِسَيْفِهِ قَدْ تَنَسَّى ، فَقَالَ : إِنَّ هَذَا يَعْتَلِزُّ إِلَيْكُمْ .

(ابن ابی الدنيا ۱۲۰)

(۳۹۰۳۳) عبد اللہ بن سنان اسدی فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کی ذوالفقار نامی تلوار تھی۔ ہم ان کے ارد گرد رہتے تھے لیکن وہ ہمیں پیچھے چھوڑ دیتے تھے، وہ ہملہ کرتے پھر آتے پھر حملہ کرتے۔ پھر وہ اپنی تلوار لائے تو وہ دو کڑوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے عذر پیش کرتی ہے۔

یہ روایت منکر ہے۔ صحیح بخاری کے مطابق ذوالفقار علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے پاس واقعہ کربلا کے بعد تک تھی

تاریخ الاسلام از الذہبی میں ہے

وَحَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: ثنا أَبِي قَالَ: قال أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِي وجماعة لمعاوية: أنت تُنازع عليًّا! هل أنت مثله؟ فقال: لا والله إني لأعلم أن عليًّا أفضل مني

وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ، وَلَكِنْ أَلَسْنُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا، وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ، وَإِنَّمَا أُطْلَبُ بَدْمِهِ، فَأَتُوا عَلِيًّا فَقُولُوا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتْلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمَ لَهُ، فَأَتُوا عَلِيًّا فَكَلَّمُوهُ بِذَلِكَ، فَلَمْ يَدْفَعْهُمْ إِلَيْهِ.

ابو مسلم خولانی نے معاویہ سے کہا کیا تو اپنے آپ کو علی جیسا سمجھتا ہے؟ معاویہ نے کہا نہیں لیکن کیا تم کو پتا نہیں کہ عثمان کو مظلوم قتل کیا گیا ہے اور میں اس کا چچا زاد ہوں اور میں اس کا خون بہا طلب کر رہا ہوں تو علی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو ان کو میرے پاس لوٹا دیں جنہوں نے عثمان کا قتل کیا ہے اور ان کو علی نے بچایا ہے۔ پس ہم علی کے پاس گئے ان سے اس پر بات کی تو انہوں نے ان لوگوں کو نہیں لوٹایا

صلح اور خروج خوارج

خوارج علی رضی اللہ عنہ کے ہمدرد تھے اور باقی اصحاب رسول کے مخالف ان کی جڑ مصر میں تھی جہاں عبد الرحمن بن عدیس اور عبد الرحمن ابن ملجم رہتے تھے عبد الرحمن بن عدیس ایک صحابی تھا۔ بیعت رضوان میں بھی تھا لیکن یہ ایک منافق تھا جس نے امت کے اتحاد کو ختم کیا یہ باغیوں کا سرغنہ تھا جو مصر سے آئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر کے یہ امام مسجد النبی بن گیا وہاں اس نے عثمان رضی اللہ عنہ پر بھڑاس نکالی بیشتر صحابہ اس وقت مکہ میں تھے کیونکہ یہ سب ایام حج میں ہوا اور باغی احرام کی حالت میں یا حاجیوں کے روپ میں مختلف علاقوں سے آئے تھے شاید اسی وجہ سے علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دار الخلافہ کیا کہ اس قسم کی بغاوت کسی کے بھی خلاف ہو سکتی تھی خوارج بننے سے پہلے یہ سب علی رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہوئے اور اور کوفہ میں حرور یہ کے علاقہ میں ان کا گڑھ تھا اس وقت تک یہ ایک سیاسی محاذ تھا جو امراء کے خلاف تھا چاہے صحابی ہوں یا غیر صحابی۔ اس میں بظاہر علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دلانا تھا کیونکہ باغیوں کا ایک موقف تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اقربا پروری کرتے رہتے ہیں۔

اس استغفی کے مطالبہ میں باغیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل کر دیا۔ اغلباً علی رضی اللہ عنہ اس کو قتل عمد نہیں سمجھتے تھے بلکہ شاید ایک حادثہ سمجھتے تھے جس میں خلیفہ معصوم سے استغفی کے مطالبہ میں ایک حادثہ پیش آگیا۔ کیونکہ علی نے کسی بھی باغی سے کوئی قصاص نہیں لیا نہ ان کو مورد الزام کیا نہ باقی اصحاب رسول کی تائید کی بلکہ قاتلوں کو گورنر مقرر کر کے ان پر اپنے اعتماد کا کھلا اظہار کیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ذَكَرَ رَجُلَانِ عُثْمَانَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: قُتِلَ شَهِيدًا، فَتَعَلَّقَ بِهِ الْآخَرُ فَأَتَى بِهِ عَلِيًّا فَقَالَ: هَذَا يَزْعُمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قُتِلَ شَهِيدًا، قَالَ: قُلْتُ ذَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي، وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَعْطَانِي، وَسَأَلْتُ عُمَرَ فَأَعْطَانِي، وَسَأَلْتُ عُثْمَانَ فَأَعْطَانِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لِي، قَالَ: «وَمَا لَكَ لَا يُبَارِكَ لَكَ وَقَدْ أَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ»، فَقَالَ عَلِيٌّ: دَعُهُ دَعُهُ دَعُهُ

محمد بن سرین نے ذکر کیا کہ دو رجال (جن میں ایک صحابی تھے) کا عثمان پر کلام ہوا۔ ایک نے کہا یہ شہید قتل ہوئے دوسرے نے اس شخص کو لیا اور علی کے پاس پہنچا اور کہا یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ عثمان شہید ہوئے ہیں؟ علی نے کہا کیا تو نے ایسا کہا؟ اس (صحابی) شخص نے کہا ہاں ایک دن کا ذکر کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو ان کے پاس ابو بکر، عمر اور عثمان تھے پس میں نے نبی سے سوال کیا تو انہوں نے وہ عطا کیا اور ابو بکر نے سوال کیا تو نبی نے وہ عطا کیا اور عمر نے سوال کیا تو نبی نے وہ دیا اور عثمان نے سوال کیا تو وہ دیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے برکت دے تو نبی نے فرمایا کہ تم میں برکت کیوں نہ ہوگی جبکہ تم کو نبی اور صدیق اور شہید دیے گئے ہیں۔ اس پر علی نے کہا اس کو جانے دو، جانے دو، جانے دو

اس روایت سے معلوم ہوا کہ علی کے نزدیک عثمان شہید نہیں بلکہ محض قتل ہو گئے تھے ورنہ وہ یہ سوال اس شخص سے نہ کرتے کہ کیا تو نے ایسا کہا کہ عثمان شہید ہے؟ اسی وجہ سے علی نے ان تمام لوگوں کو باقی رکھنا جن کا نام قصاص عثمان کے حوالے سے لیا جا رہا تھا

طبری نے ابو مخنف کی سند سے بیان کیا کہ جاتا ہے کہ جنگ صفین میں جب لشکر معاویہ کو پسپائی ہوئی اور معاویہ کے ساتھی عمرو بن العاص نے معاویہ مشورہ دیا کہ ایک چال چلتے ہیں۔ ہمارے پاس جو قرآن کے مصحف ہیں ان کو نیزوں پر بلند کرتے ہیں۔ قرآن دیکھ کر لشکر علی میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ کچھ کہیں گے کہ جنگ روکو اور کچھ کہیں گے کہ جاری رکھی جائے۔ راقم کہتا ہے اخباری ابو مخنف کا جھوٹ ہے

خوارج اصلاً علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ کے لوگ تھے ان کا دایاں ہاتھ تھے لیکن جب علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح مان لی تو اس پر ان کے کیمپ میں پھوٹ پڑی۔ خوارج بدک گئے اور کہا کہ معاویہ اور باقی لوگوں نے اولوالامر (یعنی علی خلیفہ وقت) کی مخالفت کر کے گناہ کبیرہ کیا ہے قرآن کے مطابق گناہ کبیرہ کا مرتکب جہنمی ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے خود خلیفہ وقت کے خلاف خروج کیا اور اپنے آپ کو حق پر سمجھا۔ ان کے نزدیک علی نے گناہ کبیرہ کے مرتکب جہنمیوں سے صلح کر کے اپنی پوزیشن کمزور کر دی اور خود گناہ کیا۔ علی (رضی اللہ عنہ) نے صلح میں امیر المومنین کا لفظ ہٹا دیا اور ثالث کے اقدام کو قبول کر لیا تھا۔ خوارج نے کہا: نہیں! قرآن کا حکم ہے کہ امیر سے بغاوت کچل دی جائے۔

دوسری طرف سے یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قول اختیار کیا گیا کہ اگر مومنوں کی جماعت میں لڑائی ہو تو قرآن میں ہے ان میں صلح کرادو (سورہ الحجرات) یعنی مومنوں میں لڑائی ممکن ہے۔ المحکمہ (خوارج لا فرقہ اول) کے بقول ان الحکم اللہ لہذا قرآن کے علاوہ کسی اور رائے کی قبول نہیں کی جائے گی۔

علی نے ان لوگوں کو مرتد یا واجب القتل قرار نہیں دیا، نہ ہی ان کے لئے کوئی سزا مقرر کی بلکہ ابن عباس کو بھیجا کہ ان کو سمجھائیں۔ کوفہ کے ایک محلہ الحور یہ میں ان کی کثرت ہو گئی اور یہیں سے ان کا پہلا گروہ نکلا

جنہوں نے اپنے آپ کو الحکمہ کہا یعنی قرآن کی محکم آیات کو ماننے والے۔ الحکمہ خوارج¹³ اول تھے ان کو اہل سنت الحروریہ کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے علی (رضی اللہ عنہ) کی معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے جنگ ختم ہونے کو غلط جانا۔ یہ وہ متشدد خوارج تھے جو عثمان (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر چکے تھے اور ان کے نزدیک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق تھی لیکن اس کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں خرابی آئی جس کی انہوں نے سزا بھگتی۔ ان کے مطابق عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گناہ، گناہ کبیرہ تھے اور ان کو کرنے سے وہ مرتد کے درجے پر تھے اور وہ نعوذ باللہ جہنمی تھے۔ خوارج کے مطابق علی (رضی اللہ عنہ) نے کلام اللہ کے خلاف انسانی ٹاکٹ قبول کیا لہذا وہ ایمان والے نہ رہے اور یہ بھی گناہ کبیرہ تھا جس پر یہ بھی نعوذ باللہ جہنمی ہوئے۔ فتح القدیر از الشوکانی اور طبقات ابن سعد کے مطابق

علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خوارج سے مناظرہ کے لیے بھیجا تو ان سے فرمایا

اذهب إليهم فخاصمهم وادعهم إلى الكتاب والسنة ولا تحاجهم بالقرآن فإنه ذو وجوه ولكن خاصمهم بالسنة

13

عموما اہل سنت خوارج کو ایسے پیش کرتے ہیں کہ جسے کہ وہ مکمل طور پر معدوم ہو گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ

آج کل خوارج عمان، الجزائر، یمن، لیبیا، زنجبار تنزانیہ میں آباد ہیں یہ اباضیہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور اب ان کو عبادی کہا جاتا ہے لیکن اغلباً یہ لفظ اباضی تھا جو تلفظ میں بدل گیا ہے۔ عبد الملک بن مروان المتوفی ۸۶ھ کے دور میں عبد اللہ بن اباض ان کا ایک لیڈر تھا جس کے نام پر اس فرقے کا نام اباضیہ پڑا۔ اس کے بارے میں تفصیل نہیں ملی لیکن یہ مشہور ہے کہ عبد اللہ بن اباض اصلاً ازرقیہ کا حصہ تھا لیکن ان کی متشدد سوچ پر ان سے الگ ہوا

خوارج کے پاس جاؤ۔ لیکن یاد رکھنا کہ ان سے قرآن کی بنیاد پر بحث نہ کرنا کیونکہ قرآن کئی پہلوؤں کا حامل ہے۔ بلکہ ”سنت“ کی بنیاد پر ان سے گفتگو کرنا۔

اس کی سند ہے

أخبرنا محمد بن عمر. قال: حدثني إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة. عن داود بن الحصين. عن عكرمة قال: [سمعت ابن عباس يحدث عبد الله ابن صفوان

سند میں ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ ہے جس کو دارقطنی متروک کہتے ہیں، نسائی اس کو ضعیف کہتے ہیں اور امام بخاری کہتے ہیں عنده مناکیر اس کے پاس منکر روایات ہیں اور بخاری اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں۔ سعودی محقق محمد بن صامل السلی اس روایت کو طبقات ابن سعد پر تحقیق میں ضعیف کہتے ہیں۔ یہ منکر روایت ہے۔ روایات کے مطابق علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت کے باوجود ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس ذو الوجہ کتاب یعنی قرآن سے ہی نصیحت کی نہ کہ حدیث سے لہذا سیر الاعلام النبلاء از الذہبی ص ۲۹۷ میں ہے انہوں نے خوارج کو

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ} [المائدة: 95] ، وبقوله: {فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا} [النساء: 35]

والی قرآنی آیات سنائیں

مند کرہ جنگ نہروان

ایک واقعہ خوارج کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب خوارج سے قتال کیا تو انہوں نے اس کے بعد کہا ان کی لاشوں میں ایک پستان جیسے ہاتھ والا شخص تلاش کرو لہذا خارجیوں کی لاشیں کھنگالی گئیں اور ایک ایسا شخص مل گیا۔ اس پر علی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ میری جنگ ہوگی اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے بازو ہوگا، لیکن ہاتھ نہ ہوگا، اس کے بازو پر پستان کی گھنڈی کی طرح ایک گھنڈی ہوگی، اس کے اوپر کچھ سفید بال ہوں گے۔

اس روایت کو بہت سے محدثین نے نقل کیا ہے (سوائے امام بخاری کے) لیکن اس روایت کے مخالف روایت بھی ہے اسکو پیش نہیں کیا جاتا اور خود جو الفاظ ہم تک پہنچے ہیں وہ بھی دلیل رکھتے ہیں کہ یہ روایت صحیح مفہوم سے منقول نہیں ہوئی۔ اب ہم ان روایات کو دیکھتے ہیں

زید بن وہب الجہنی کی روایت

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَأُونَ

الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تَجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ
 الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ»، لَوْ يَعْلَمُ الْحَبِشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا
 فُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا تَكَلَّوْا عَنِ الْعَمَلِ، «وَأَيُّهُ ذَلِكَ
 أَنْ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ، عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلْمَةِ النَّدْيِ،
 عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ» فَتَنْدَهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَنْتَرِكُونَ هَؤُلَاءِ
 يَخْلُقُونَكُمْ فِي ذَرَارِيكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَاللَّهُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَإِنَّهُمْ
 قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ. قَالَ
 سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: فَتَرَلْنِي زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ مَنَزَلًا، حَتَّى قَالَ: مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ، فَلَمَّا
 التَّقَيْنَا وَ عَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ الرَّاسِبِيُّ، فَقَالَ: لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ،
 وَسَلُّوا سِيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشِدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ،
 فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ، وَسَلُّوا السِّيُوفَ، وَشَجَرَ هُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ، قَالَ:
 وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخَدَّجَ، فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، قَالَ: أَجْزَوْهُمْ، فَوَجَدُوهُ
 مِمَّا بَلَى الْأَرْضَ، فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ، وَبَلَغَ رَسُولُهُ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ
 السَّلْمَانِيُّ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَسَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: إِي، وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، حَتَّى
 “اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا، وَهُوَ يَخْلِفُ لَهُ

عبد بن حمید، عبد الرزاق بن ہمام، عبد الملک بن ابی سلیمان، سلمہ بن کھیل، زید بن وہب جہنی سے
 روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں شریک تھا جو سیدنا علی (رض) کی معیت میں خوارج سے جنگ کے لئے چلا۔
 تو حضرت علی (رض) نے فرمایا اے لوگو! میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا کہ ایک قوم
 میری امت سے نکلے گی وہ قرآن اس طرح پڑھیں گے کہ تم ان کی قرأت سے مقابلہ نہ کر سکو گے اور نہ
 تمہاری نماز ان کی نماز کا مقابلہ کر سکے گی اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں جیسے ہوں گے وہ قرآن پڑھتے
 ہوئے گمان کریں گے کہ وہ ان کے لئے مفید ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا اور ان کی نماز ان کے حلق سے

نیچے نہ اترے گی وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ان سے قتال کرنے والے لشکر کو اگر یہ معلوم ہو جائے جو نبی کریم کی زبانی ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے اسی عمل پر بھروسہ کر لیں اور نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی کے بازو کی بانہ نہ ہوگی اور اس کے بازو کی نوک عورت کے پستان کی طرح لو تھڑا ہوگی اس پر سفید بال ہو گئے فرمایا تم معاویہ (رض) اور اہل شام سے مقابلہ کے لئے جاتے ہوئے ان کو چھوڑ جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولادوں اور تمہارے اموال کو نقصان پہنچائیں۔ اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے حرام خون بہایا اور ان کے مویشی وغیرہ لوٹ لئے تم اور لوگوں کو چھوڑ دو اور ان کی طرف اللہ کے نام پر چلو سلمہ بن کسیل کہتے ہیں پھر مجھے زید بن وہب نے ایک منزل کے متعلق بیان کیا۔ یہاں تک کہ ہم ایک پل سے گزرے اور جب ہمارا خوارج سے مقابلہ ہوا تو عبد اللہ بن وہب راہی انکا سردار تھا۔ اس نے اپنے لشکر سے کہا تیر پھینک دو اور اپنی تلواریں میانوں سے کھینچ لو میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ وہی معاملہ نہ ہو جو تمہارے ساتھ حروراء کے دن ہوا تھا تو وہ لوٹے اور انہوں نے نیزوں کو دور پھینک دیا اور تلواروں کو میان سے نکالا۔ لوگوں نے ان سے نیزوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور یہ ایک دوسرے پر قتل کئے گئے ہم میں صرف دو آدمی کام آئے علی (رض) نے فرمایا ان میں سے ناقص ہاتھ والے کو تلاش کرو تلاش کرنے پر نہ ملا تو علی (رض) خود کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ان لوگوں پر آئے جو ایک دوسرے پر قتل ہو چکے تھے آپ نے فرمایا ان کو ہٹاؤ پھر اس کو زمین کے ساتھ ملا ہوا پایا آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پہنچایا تو پھر عبیدہ سلمانی نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے خود نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ حدیث سنی۔ تو علی (رض) نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی یہاں تک عبیدہ نے تین بار قسم کا مطالبہ کیا اور آپ نے تین بار ہی اس کے لئے قسم کھائی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ
 سَلْمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ
 كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
 يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَأُونَ >: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
 الْقُرْآنَ لَيْسَتْ قِرَائَتُكُمْ إِلَى قِرَائَتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ شَيْئًا،
 وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ شَيْئًا، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ،
 لَا تَجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، لَوْ
 يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَنَكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ،
 وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عِضْدٌ وَلَيْسَتْ لَهُ ذِرَاعٌ، عَلَى عِضْدِهِ مِثْلُ حَلْمَةٍ
 أَتَدْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَنْتَرِكُونَ >النَّذِي، عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ
 هُوَ لَا يَخْلُقُونَكُمْ فِي دَرَارِيكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ؟ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ؛
 فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ،
 قَالَ سَلْمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: فَتَزَلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا مَنْزِلًا، حَتَّى مَرَّ بِنَا عَلَى
 قَنْطَرَةٍ، قَالَ: فَلَمَّا التَّفَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ:
 أَلْفُوا الرِّمَاحَ وَسَلُّوا السُّيُوفَ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشِدُوكُمْ
 يَوْمَ حَرُورَاءَ، قَالَ: فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ، وَاسْتَلُّوا السُّيُوفَ، وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ
 بِرِمَاحِهِمْ، قَالَ: وَقَتَلُوا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضِهِمْ، قَالَ: وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ
 إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخَدَّجَ، فَلَمْ يَجِدُوا، قَالَ: فَقَامَ
 عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ، حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ:
 أَخْرِجُوهُمْ، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، فَكَبَّرَ، وَقَالَ: صَدَقَ اللَّهُ، وَبَلَغَ رَسُولُهُ،
 فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! [و] اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ
 سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟ فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ
 ثَلَاثًا، وَهُوَ يَخْلِفُ -

تخريج: م/ الزكاة ۴۸ (۱۰۶۶)، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۰۰)، وقد أخرجه: *
 حم (۹۰/۱) (صحيح)

زید بن وہب جہنی بیان کرتے ہیں کہ وہ اس فوج میں شامل تھے جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی، اور جو خوارج کی طرف گئی تھی، علی نے کہا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ”میری امت میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے، تمہارا پڑھنا ان کے پڑھنے کے مقابلے کچھ نہ ہوگا، نہ تمہاری صلاۃ ان کی صلاۃ کے مقابلے کچھ ہوگی، اور نہ ہی تمہارا صیام ان کے روزے کے مقابلے کچھ ہوگا، وہ قرآن پڑھیں گے، اور سمجھیں گے کہ وہ ان کے لئے (ثواب) ہے حالانکہ وہ ان پر (عذاب) ہوگا، ان کی صلاۃ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گی، وہ اسلام سے نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اگر ان لوگوں کو جو انہیں قتل کریں گے، یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کس چیز کا فیصلہ کیا گیا ہے، تو وہ ضرور اسی عمل پر بھروسہ کر لیں گے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے بازو ہوگا، لیکن ہاتھ نہ ہوگا، اس کے بازو پر پستان کی گھنٹی کی طرح ایک گھنٹی ہوگی، اس کے اوپر کچھ سفید بال ہوں گے“، تو کیا تم لوگ معاویہ اور ہل شام سے لڑنے جاؤ گے، اور انہیں اپنی اولاد اور اسباب پر چھوڑ دو گے (کہ وہ ان پر قبضہ کریں اور انہیں برباد کریں) اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں (جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) اس لئے کہ انہوں نے ناحق خون بہایا ہے، لوگوں کی چراگا ہوں پر شب خون مارا ہے، چلو اللہ کے نام پر۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں: پھر زید بن وہب نے مجھے ایک ایک مقام بتایا (جہاں سے ہو کر وہ خارجیوں سے لڑنے گئے تھے) یہاں تک کہ وہ ہمیں لے کر ایک پل سے گزرے۔ وہ کہتے ہیں: جب ہماری مڈ بھڑ ہوئی تو خارجیوں کا سردار عبد اللہ بن وہب را سبی تھا اس نے ان سے کہا: نیزے پھینک دو اور تلواروں کو میان سے کھینچ لو، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تم سے اسی طرح صلح کا مطالبہ نہ کریں جس طرح انہوں نے تم سے حروراء کے دن کیا تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیئے، تلواریں کھینچ لیں، لوگوں (مسلمانوں) نے انہیں اپنے نیزوں سے روکا اور انہوں نے انہیں ایک پر ایک کر کے قتل کیا اور (مسلمانوں میں سے) اس دن صرف دو آدمی شہید ہوئے، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں مخدج یعنی لنجے کو تلاش کرو، لیکن وہ نہ پاسکے، تو آپ

خود اٹھے اور ان لوگوں کے پاس آئے جو ایک پر ایک کر کے مارے گئے تھے، آپ نے کہا: انہیں نکالو، تو انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ سب سے نیچے زمین پر پڑا ہے، آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور بولے: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے ساری باتیں پہنچا دیں۔ پھر عبیدہ سلمانی آپ کی طرف اٹھ کر آئے کہنے لگے: اے امیر المومنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ وہ بولے: ہاں، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں تین بار قسم دلائی اور وہ (تینوں بار) قسم کھاتے رہے

زید بن وہب ایک بد مذہب شخص تھا۔ امام یعقوب الفسوی کے مطابق فی حدیثہ خلل کثیر اسکی روایات میں بہت خلل ہوتا ہے اور یہ کہا کرتا ہوں کہ خراج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان۔ اگر دجال نکلے تو اس کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جو عثمان (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتے ہوں۔ الذہبی، ذیل دیوان الضعفاء والمتروکین میں بتاتے ہیں کہ اسکی ایک حدیث عمر (رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے کہ انہوں نے حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے کہا باللہ انا منافق اللہ کی قسم میں منافق ہوں۔ ان روایات کو امام یعقوب الفسوی رد کرتے اور اس کی روایات کا خلل کہتے۔ علی رضی اللہ عنہ پر بھی موصوف نے ہاتھ صاف کیا اور اس کو مسلم نے صحیح میں روایت 2071 بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رضی اللہ عنہ) کو ایک چادر دی اور وہ علی رضی اللہ عنہ نے اوڑھ لی اور رسول اللہ کے پاس گئے، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غضب آیا اور فرمایا کہ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي اپنی عورتوں میں اس کو بانٹ دو۔ یعنی چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا یا علی کی عورتوں (لوٹدیوں) کے لئے دی تھی

لیکن علی اس قدر معصوم تھے یہ سب سمجھ نہ سکے اور ایسی زنانہ چادر اوڑھ بھی لی¹⁴۔ حیرت ہے کہ امام مسلم نے اس کو صحیح میں روایت بھی کر دیا¹⁵

14

یہ متن گھڑا ہوا ہے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کو اسلام میں پہلی لونڈی دور ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ملی ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی نے کوئی اور شادی نہیں کی - فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي بھی عجیب ہے کیونکہ جو نبی کی رشتہ دار تھیں وہی علی کی بھی تھیں

15

علی (رضی اللہ عنہ) کو ایک چادر دی اور وہ علی رضی اللہ عنہ نے اوڑھ لی اور رسول اللہ کے پاس گئے۔ یہ بات عمر رضی اللہ اور اسامہ رضی اللہ کے لئے بھی کی گئی - صحیح احادیث ہیں

صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2024 حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

آدم، شعبہ، ابوبکر بن حفص، سالم بن عبداللہ بن عمر (رض) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر (رض) کو ایک ریشمی جوڑا بھیجا آپ نے حضرت عمر (رض) کو پہنتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا، اس کو وہی شخص پہنتا ہے، جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں، میں نے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ اس کو بیچ کر فائدہ اٹھاؤ۔

مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 522 حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہنے لگے کہ اگر آپ اسے خرید لیتے تو وفود کے سامنے پہن لیا کرتے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو چند دن بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں کہیں سے چند ریشمی حلے آئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بھجوادیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ نے خود ہی تو اس کے متعلق وہ بات فرمائی تھی جو میں نے سنی

تھی اور اب آپ ہی نے مجھے یہ ریشمی جوڑا بھیج دیا؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے تمہیں یہ اس لئے بھیج دیا ہے کہ تم اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے استعمال میں لے آؤ یا اپنے گھروالوں کو اس کے دوپٹے بنادو۔ اسی طرح حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے وہ ریشمی جوڑا پہن رکھا تھا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے یہ تمہیں پہننے کے لئے نہیں بھیج دیا تھا میں نے تو اس لئے بھیج دیا تھا کہ تم اسے فروخت کر دو یہ مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا یا نہیں کہ اپنے گھروالوں کو اس کے دوپٹے بنادو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ریشمی لباس پہن کر آئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ آپ ہی نے تو مجھے پہنایا ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسے پہاڑ کر اپنی عورتوں کے درمیان دوپٹے تقسیم کر دو یا اپنی ضرورت پوری کر لو۔

مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 1840 حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطارد کو کچھ ریشمی جوڑے بیچتے ہوئے دیکھا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے عطارد کو ریشمی جوڑے بیچتے ہوئے دیکھا ہے اگر آپ اس میں سے ایک جوڑا خرید لیتے تو وفود کے سامنے اور عید اور جمعہ کے موقع پر پہن لیتے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ وہ شخص پہنتا ہے جس کا کوئی آخرت میں حصہ نہ ہو۔ کچھ عرصے بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں کہیں سے کچھ ریشمی جوڑے آ گئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا ایک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے پہاڑ کر اس کے دوپٹے عورتوں میں تقسیم کر دو اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں نے ریشم کے متعلق آپ کو جو فرماتے ہوئے سنا تھا وہ آپ ہی نے فرمایا تھا اور پھر آپ ہی نے مجھے یہ جوڑا بھیج دیا؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے اسے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہن لو بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تم اسے فروخت کر لو جبکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا پہن لیا اور باہر نکل آئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں تیز نظروں سے دیکھنے لگے جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں گھور کر دیکھ رہے ہیں تو کہنے لگے یا رسول اللہ آپ

ہی نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسے پہاڑ کر عورتوں کے درمیان دوپٹے تقسیم کردو یا جیسے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 906 حدیث متواتر حدیث مرفوع مکررات 56 متفق علیہ 27

شبان بن فروخ، جریر بن حازم، نافع، حضرت ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ حضرت عمر (رض) نے عطارد تمیمی کو بازار میں (کپڑوں کا) ایک ریشمی جوڑا رکھے ہوئے دیکھا وہ ایک ایسا آدمی تھا کہ جو بادشاہوں کے پاس جاتا اور ان سے (مال وغیرہ) وصول کرتا حضرت عمر (رض) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عطارد کو دیکھا کہ اس نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا بیچنے کے لئے رکھا ہوا ہے اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جوڑے کو خرید لیں اور جب عرب کا کوئی وفد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آیا کرے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ جوڑا پہن لیا کریں راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت عمر (رض) نے یہ بھی فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعہ کے دن بھی پہن لیا کریں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر (رض) سے فرمایا دنیا میں ریشم کا کپڑا وہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے پھر اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ریشمی کپڑے کے چند جوڑے لائے گئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک جوڑا حضرت عمر (رض) کی طرف بھیج دیا اور ایک جوڑا حضرت اسامہ بن زید (رض) کی طرف بھیج دیا اور ایک جوڑا حضرت علی بن ابی طالب (رض) کو عطا فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ان جوڑوں کو پہاڑ کر اپنی عورتوں کی اوڑھنیاں بنا لینا راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر (رض) اس جوڑے کو اٹھا کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس جوڑے کو میری طرف بھیجا ہے حالانکہ آپ نے گزشتہ روز عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس طرح فرمایا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے عمر میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے نہیں بھیجا تاکہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے بھیجا تاکہ تو اس سے فائدہ حاصل کرے اور حضرت اسامہ وہی ریشمی جوڑا پہن کر آپ کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت اسامہ (رض) کی طرف بڑے غور سے دیکھا جس کی وجہ سے حضرت اسامہ (رض) نے پہچان لیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ جوڑا پہننا ناپسند لگا ہے حضرت اسامہ (رض) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری طرف اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہی تو یہ جوڑا میری طرف بھیجا ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے نہیں بھیجا تاکہ تو اسے پہنے بلکہ میں نے یہ جوڑا تیری طرف اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اسے پہاڑ کر اپنی عورتوں کے لئے اوڑھنیاں بنائے۔

راقم کہتا ہے ان روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے ریشم پہنے سے منع کیا لیکن تین جلیل القدر اصحاب نے اس کو پہنا عمر نے اسامہ نے اور علی نے - لیکن علی کے حوالے سے روایات میں اضطراب و خلل ہے

مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 1840 میں ہے
نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا ایک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے پہاڑ کر اس کے دوپٹے عورتوں میں تقسیم کردو اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں نے ریشم کے متعلق آپ کو جو فرماتے ہوئے سنا تھا وہ آپ ہی نے فرمایا تھا اور پھر آپ ہی نے مجھے یہ جوڑا بھیج دیا؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نے اسے تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہن لو بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تم اسے فروخت کر لو

صحیح مسلم میں ہے
حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ، حدثنا غندر ، عن شعبۃ ، عن عبد الملک بن میسرۃ ، عن زید بن وہب ، عن علی بن ابی طالب ، قال: کسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلۃ سیراء، فخرجت فیہا، ”
” فرایت الغضب فی وجہہ، قال: فشققتها بین نسائی
امیرالمومنین اسد اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا مجھے دیا، میں اسے پہن کر نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کو پہاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دو

اضطراب اس طرح ہے کہ
- اول علی کو جب دیکھا تو کیا حکم کیا بیچنے کا یا بانٹنے کا
أبو عون محمد بن عبید اللہ بن سعید الثقفی. نے عبد الرحمن بن قیس ، أبو صالح الحنفی الکوفی سے روایت کیا ہے کہ سربندھن بنانے کا حکم کیا اور نافع نے ابنِ عمر سے روایت کیا ہے کہ بیچنے کا حکم کیا اور زید بن وہب نے بیان کیا ہے کہ عورتوں میں بانٹنے کا حکم کیا
دوم علی کو کہا اپنی عورتوں میں تقسیم کر دو- کون سی عورتیں؟ انکی تو ایک ہی بیوی تھیں اور باقی جو رشتہ دار تھیں وہ تو خود رسول اللہ کی رشتہ دار ہوئیں جن کو رسول اللہ خود براہ راست دے سکتے تھے

عبیدۃ السلمانی المرادی الہمدانی کی روایت

صحیح مسلم میں روایت ہے

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَرُحَيْمُ بْنُ حَرْبٍ، - وَاللَّفْظُ لَهُمَا - قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي يُوْب، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: ذَكَرَ الْخَوَارِجُ فَقَالَ: «فِيهِمْ رَجُلٌ مُخَدِّجُ الْيَدِ، أَوْ مُودِنُ الْيَدِ، أَوْ مَتْدُونُ الْيَدِ»، لَوْلَا أَنْ تَبَطَّرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِي، وَرَبِّ الْكُعْبَةِ، إِي، وَرَبِّ الْكُعْبَةِ، إِي، وَرَبِّ الْكُعْبَةِ

عبیدۃ السلمانی المرادی الہمدانی سے اس روایت کو امام ابن سیرین روایت کرتے ہیں اور ان سے ایوب السختیانی جو مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں

علی کے حوالے سے اس روایت میں خاص اضطراب پایا جاتا ہے اس کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے لہذا جب امام الفسوی نے کہا زید کی روایت خلل زدہ ہے تو ان کے علم میں اس کی دیگر روایات بھی ہوں گی جس کی بنا پر یہ حکم اس پر لگایا گیا ہے - زید پر جرح راقم نے خود نہیں کی الفسوی کا قول بیان کیا تھا لہذا زید تو مجروح ہے - باقی یہ کام روایت میں تین اصحاب سے منسوب کیا گیا ہے جو عجیب بات ہے کہ کیا اصحاب رسول حدیث سنتے لیکن سمجھ نہ پاتے تھے کہ ریشم حرام ہے؟ اس کے کپڑے پہن کر رسول اللہ کے پاس جاتے جبکہ کوئی اور نہیں جاتا تھا - آج بھی آپ کو قیمتی کپڑا ملے تو سلواتے وقت یا پہنتے وقت آپ سوچیں گے کہ ایسا - کوئی اور پہنتا ہے یا نہیں

ابن سیرین اور ایوب دونوں بصری ہیں مدلس ہیں۔ ابن سیرین خود تو دوسروں سے کہتے رجال بتاؤ لیکن یہ خود تدلیس کر کے رجال چھپاتے ہیں

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی روایت

صحیح مسلم کی روایت ہے عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قبیلہ مضر کے تھے علی کے کاتب تھے بتاتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحُرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ، وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا بِاللَّهِ، قَالَ عَلِيٌّ: كَلِمَةٌ حَقٌّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا، إِنِّي لَا أَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ، «يَقُولُونَ الْحَقَّ بِالسِّنِّتِمْ لَا يَجُوزُ هَذَا، مِنْهُمْ، — وَأَشَارَ إِلَى خَلْقِهِ — مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللَّهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ، إِحْدَى يَدَيْهِ طَبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلْمَةٌ تَذِي» فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْظُرُوا، فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا، فَقَالَ: ارْجِعُوا فَوَاللَّهِ، مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِّبْتُ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ، فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: وَأَنَا حَاضِرٌ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ، «زَادَ يُونُسُ فِي رَوَايَتِهِ: قَالَ بُكَيْرٌ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ، قَالَ: رَأَيْتُ ذَلِكَ الْأَسْوَدَ

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ روایت کرتے ہیں کہ الحُرُورِيَّة نے جب خروج کیا اور وہ علی بن ابی طالب کے ساتھ تھے تو الحُرُورِيَّة نے کہا حکم نہیں صرف اللہ کے لئے علی نے کہا یہ کلمہ حق ہے یہ اس سے باطل چاہتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی صفت بیان کی تھی اور میں انکو انکی صفت سے جانتا ہوں یہ

اپنی زبانوں پر حق کہتے ہیں جو ان کے لئے جائز نہیں ہے پھر حلق کی طرف اشارہ کیا اور ان میں سب سے برا جو اللہ نے خلق کیا ہے وہ، وہ کالا ہے جس کا ہاتھ ایک بکری کے پستان جیسا ہے پس جب ان کا قتل ہوا تو علی نے کہا دیکھو پر نہ پایا پھر کہا واپس جاؤ دیکھو نہ میں نے جھوٹ کہا نہ انہوں نے دویا تین دفعہ کہا پھر اس کو پایا اور ہاتھ میں اس کو دیکھا عبد اللہ نے کہا میں بھی ان میں تھا

اس روایت میں دو مختلف اقوال مبہم انداز میں مل گئے ہیں ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفت بتائی تھی کہ وہ جو بولیں گے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث نبوی کو الحُرورِیۃ پر منطبق کیا پھر علی نے کہا ان میں ایک کالا ہے جس کا ہاتھ پستان جیسا ہے پھر ڈھنڈوایا گیا کہ وہ مر گیا یا نہیں

اغلباً اصحاب علی کو اشتباہ ہوا اور انہوں نے حدیث نبوی اور قول علی کو ملا کر اس کو ایک مکمل حدیث بنوی بنادیا

أَبُو الْوَضِیِّ کی روایت

سنن ابوداود ۴۷۶۹ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَضِیِّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَطْلُبُوا الْمُخْدَجَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَاسْتَحَرَّ جُوهَ مَنْ تَحْتَ الْقَتْلِ فِي طَبِينٍ، قَالَ أَبُو الْوَضِیِّ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَبَشِيٌّ عَلَيْهِ فُرْطُوقٌ لَهُ إِحْدَى يَدَيْنِ مِثْلُ نَذْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهَا شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ شُعَيْرَاتِ الْتِي تَكُونُ عَلَى ذَنْبِ الْبُرْبُوعِ.

تخریج: تفرد بہ أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۱۵۸)، وقد أخرجہ: حم *
(۱۳۹/۱، ۱۴۰، ۱۴۱)

ابوالوضی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مندرج (لنجد) کو تلاش کرو، پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی، اس میں ہے: لوگوں نے اسے مٹی میں پڑے ہوئے مقتولین کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا، گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں، وہ ایک حبشی ہے چھوٹا سا کرتا پہنے ہوئے ہے، اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہے، جس پر ایسے چھوٹے چھوٹے بال ہیں، جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں

عباد بن نسیب کا حال مجھول ہے ابن خلفون نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے اس سے قبل کسی نے توثیق نہیں کی

أَبِي مَرْيَمَ كِي رَوَايَت

سنن ابوداود کی روایت ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: إِنْ كَانَ ذَلِكَ الْمُحَدِّجُ لَمَعَنَا يَوْمَئِذٍ فِي الْمَسْجِدِ، نُجَالِسُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَكَانَ فَقِيرًا، وَرَأَيْنَاهُ مَعَ الْمَسَاكِينِ يَتَنَهَّدُ طَعَامَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ النَّاسِ وَقَدْ كَسَوْنَاهُ بُرْنَسًا لِي.

قَالَ أَبُو مَرْيَمَ: وَكَانَ الْمُحَدِّجُ يُسَمَّى نَافِعًا ذَا النُّدْيَةِ، وَكَانَ فِي يَدِهِ مِثْلُ نُدْيِ الْمَرْأَةِ، عَلَى رَأْسِهِ حَلْمَةٌ مِثْلُ حَلْمَةِ النُّدْيِ، عَلَيْهِ شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ سِبَالَةِ السِّنُورِ [قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عِنْدَ النَّاسِ اسْمُهُ حَرْفُوسٌ] -

تخریج: تفرد بہ أبو داود، (تحفة الأشراف: ۱۰۳۳۳) (ضعیف الإسناد) *

ابی مریم قیس الثقفی المدائنی کہتے ہیں کہ یہ مخدج (لنجا) مسجد میں اس دن ہمارے ساتھ تھا ہم اس کے ساتھ رات دن بیٹھا کرتے تھے، وہ فقیر تھا، میں نے اسے دیکھا کہ وہ مسکینوں کے ساتھ آ کر علی رضی اللہ عنہ کے کھانے پر لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور میں نے اسے اپنا ایک کپڑا دیا تھا۔ ابو مریم کہتے ہیں: لوگ مخدج (لنجا) کو نافع ذوالثدیہ (پستان والا) کا نام دیتے تھے، اس کے ہاتھ میں عورت کے پستان کی طرح گوشت ابھرا ہوا تھا، اس کے سرے پر ایک گھنڈی تھی جیسے پستان میں ہوتی ہے اس پر بلی کی مونچھوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بال تھے۔ ابو داؤد کہتے ہیں: لوگوں کے نزدیک اس کا نام حرقوس تھا۔

البلاذری الناساب میں کہتے ہیں نہروان میں حرقوس بن زہیر کا قتل ہوا۔ لہذا پہلا خیال یہ اتنا ہے کہ اس روایت میں حَرْقُوس غلط ہے کتابت کی غلطی ہے لیکن مزید تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ نام مسلسل حَرْقُوس لکھا گیا ہے دیگر کتب میں بھی۔ یہ کوئی فرضی کردار ہے یا حقیقی ہے یہ بھی نہیں پتا۔ مسند ابی یعلیٰ کی روایت ہے

هَذَا حَرْقُوسٌ وَأُمُّهُ هَاهُنَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ عَلِيٌّ إِلَى أُمِّهِ فَقَالَ لَهَا: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَتْ: مَا أَدْرِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَرْعَى غَنَمًا لِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالرَّبَذَةِ، فَعَشَيْنِي شَيْءٌ كَهَيْئَةِ الظِّلَّةِ فَحَمَلْتُ مِنْهُ فَوَلَدْتُ هَذَا

لوگوں نے کہا یہ حَرْقُوس ہے اس کی ماں ادھر کی ہے پس علی نے اس کی ماں کے پاس بھیجا اور پوچھا یہ حَرْقُوس کیا شی ہے؟ بولی مجھے نہیں پتا امیر المؤمنین سوائے اس کے کہ ایام جاہلیت میں میں زبدہ میں بکریاں چرا رہی تھی کہ غشی آ گئی اور ایک سایہ کی طرح چیز سے میں حاملہ ہوئی اور اس کو جنا

أَبِي بَرَكَۃ الصَّائِدِيّ كى رَوايت

مصنف ابن ابى شيبه كى رَوايت هـ

حَدَّثَنَا 37899 – يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَرَكَۃ الصَّائِدِيّ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ دَا الثُّدَيَّةَ قَالَ سَعْدُ: «لَقَدْ قُتِلَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ جَانَّ الرَّدْمَةِ»

جب اس پستان جيسے شخص کا قتل ہوا تو سعد نے کہا علی نے الرَّدْمَةِ کے جن کا قتل کر دیا

سند میں ابی بَرَكَۃ الصَّائِدِيّ ہے جس کا حال مجھول ہے

الرَّيَّانُ بْنُ صَبْرَةَ كى رَوايت

مصنف ابن ابى شيبه كى رَوايت هـ

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّيَّانُ بْنُ صَبْرَةَ الْحَنْفِيُّ، أَنَّهُ شَهِدَ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ، قَالَ: وَكُنْتُ فِيمَنْ اسْتُخْرِجَ دَا الثُّدَيَّةَ فَبَشَّرَ بِهِ عَلِيٌّ قَبْلَ أَنْ يَنْتَهِيَ إِلَيْهِ قَالَ: فَأَنْتَهَى إِلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَحًا

علی خوشی سے سجدہ میں گر گئے

الرَّيَّانُ بْنُ صَبْرَةَ مجھول ہے

بکر بن قرواش کی روایت

مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد کی روایت ہے

يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ، يُخْبِرُ عَنْ بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ ذَا النَّدْبَةِ الَّذِي كَانَ مَعَ أَصْحَابِ النَّهْرِ فَقَالَ: شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ يَحْتَدِرُهُ رَجُلٌ مِنْ بَحِيلَةٍ يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوْ ابْنُ الْأَشْهَبِ عِلَامَةٌ سَوْءٍ فِي قَوْمٍ ظَلَمَةٍ، فَقَالَ عَمَّارُ الدُّهْنِيِّ حِينَ كَذَّبَ بِهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَحِيلَةٍ، قَالَ: وَأَرَاهُ قَالَ: مِنْ دُهْنٍ، يُقَالُ لَهُ الْأَشْهَبُ أَوْ ابْنُ الْأَشْهَبِ

بکر بن قزویش نے سعد بن مالک سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا پستان جیسے ہاتھ والے شخص کا جو اصحاب النہر میں سے تھا اور کہا یہ تو الردہۃ (پہاڑ میں بسنے والا) شیطان ہے

اس روایت کا ذکر اکامل فی ضعف الرجال از ابن عدی الجرجانی (التوفی: 365ھ-) میں ہے

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا لَوْيْنٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ أَبِي الْعَبَّاسِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ بَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ عَنْ سَعْدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ يَحْتَدِرُهُ رَجُلٌ مِنْ بَحِيلَةٍ، يُقَالُ لَهُ: الْأَشْهَبُ، أَوْ ابْنُ الْأَشْهَبِ رَاعِي الْخَيْلِ أَوْ رَاعِي الْخَيْلِ عِلَامَةٌ فِي قَوْمٍ ظَلَمَةٍ

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا يُعْرَفُ إِلَّا بِبَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ عَنْ سَعْدٍ وَبَكْرِ بْنِ قِرْوَاشٍ مَا أَقْلَ مَا لَهُ مِنَ الرِّوَايَاتِ

ابن عدی کہتے ہیں اس حدیث کو صرف بکر بن قرواش روایت کرتا ہے اور... اس کی تھوڑی سی روایات ہیں

دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فیم لین میں الذہبی (التوفی: 748ھ) لکھتے ہیں

بکر بن قرواش: عن سعد بن مالک، لا یعرف. کو میں نہیں جانتا

میزان از الذہبی میں ہے بکر بن قرواش... الحدیث منکر، رواہ عنہ ابو الطفیل. قال ابن المدینی: لم یرسع . بذکرہ إلا فی ہذا الحدیث — یعنی فی ذکر ذی الثدیۃ

بکر بن قرواش اس کی حدیث منکر ہے جو اس سے ابو طفیل روایت کرتا ہے اور امام علی المدینی کہتے ہیں میں نے اس کے حوالے سے صرف یہی حدیث سنی ہے جس میں پستان جیسے ہاتھ کا ذکر ہے

الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ کی روایت

کتاب السنۃ از ابو بکر الحفّال البغدادی الخنبلی (التوفی: 311ھ) کی روایت ہے

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَدَقَةَ، قَالَ: ثَنَا الْعَبَّاسُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ، كَذَا قَالَ، وَإِنَّمَا هُوَ الضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، الْحَدِيثُ طَوِيلٌ فِيهِ قِصَّةُ ذِي النُّدْيَةِ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ أَسْمَعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ، وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَتَلَهُمْ، وَالثَّمَسَ فِي الْقَتْلِ فَأَتَيْتُ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَنَّاوَرَاعِي كَہتے ہیں الزہریؒ نے مجھ سے کہا کہ الضَّحَّاكُ بْنُ مُرَاحِمٍ نے روایت کیا، میں سمجھتا ہوں یہ الضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ ہے کہ ابوسعید الخدریؒ نے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل قصہ پستان جیسے ہاتھ والے کا... ابوسعید نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کو میں نے رسول اللہ سے سنا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ جب ان کا قتل ہوا میں ساتھ تھا اور اس صفت تک پہنچا جو رسول اللہ نے بیان کی

الضَّحَّاكُ بْنُ مُرَاحِمٍ كَہتے ہیں لم یدرك ابوسعید رضی اللہ عنہم

جامع التحصیل فی احکام المراسل

اس کا مطلب ہے کہ الضَّحَّاكُ بْنُ مُرَاحِمٍ، صحابی ابوسعید سے بھی روایت کرتا ہے

امام اَنَّاوَرَاعِي کی رائے میں بھی یہ الضَّحَّاكُ بْنُ مُرَاحِمٍ نہیں ہو سکتا ان کی رائے میں یہ اغلباً الضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ ہے لیکن اس میں ظاہر ہے کہ یہ صرف رائے ہے امام الزہریؒ نے دوسرا نام لیا ہے

رَبِيعَةُ بْنُ نَاجِدٍ کی روایت

امام بخاری تاریخ الکبیر میں روایت پیش کرتے ہیں

قَالَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عَلِيٍّ: دَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، إِنَّ لَكَ مِنْ عِيسَى مَثَلًا، أَبْغَضْتَهُ الْيَهُودُ حَتَّى بَهْتُوا أُمَّهُ، وَأَحَبَّبْتَهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي لَيْسَ بِهِ

رَبِيعَةُ بْنُ نَاجِدٍ، علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور کہا اے علی تمہاری مثال تو عیسیٰ جیسی ہے جن سے یہود نے بغض کیا یہاں تک کہ انکی ماں پر بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے محبت کی اور اس منزل پر لے گیر جو ان کے لئے نہیں تھی

المعجم الاوسط از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَامِرِيُّ قَالَ: نَا يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ الْقَزَّازُ قَالَ: نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْعُودِيُّ قَالَ: نَا الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ نَاجِدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «لَقَدْ عَلِمَ أُولُو الْعِلْمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ فَسَلُّوْهَا، أَنَّ أَصْحَابَ الْأَسْوَدِ ذِي النُّدْبَةِ «مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَقَدْ خَابَ مَنْ افْتَرَى

رَبِيعَةُ بْنُ نَاجِدٍ، علی سے روایت کرتا ہے یقیناً ل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم جانتے ہیں اور عائشہ سے پوچھ لو کہ اس کا لے پستان جیسے ہاتھ والا کے اصحاب ان پر زبان نبی سے لعنت کی گئی ہے اور برباد ہوا وہ جس نے جھوٹ گھڑا

ان دونوں کی سند میں رَبِيعَةُ بْنُ نَاجِدٍ ہے

الذہبی میزان میں لکھتے ہیں

. رَبِيعَةُ بْنُ نَاجِدٍ [ق] عَنْ عَلِيٍّ، لَا يَكَادِ يَعْرِفُ

رَبِيعَةُ بْنُ نَاجِدٍ، علی سے روایت کرتا ہے میں اس کو نہیں جانتا

یہ مجھول شخص روایت کرتا ہے اور خاص ام المؤمنین کا حوالہ دے رہا ہے کیونکہ اس واقعہ پر ام المؤمنین کو اعتراض تھا جس کی ان عراقیوں کو خبر تھی تفصیل نیچے ارہی ہے

عبد اللہ بن شداد کی روایت

اب ہم جو روایت پیش کر رہے ہیں وہ مسند احمد کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھی عبد اللہ بن شداد بیان کرتے ہیں

پہلے محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں

احمد شاہر کر تعلق میں کہتے ہیں

إسناده صحيح، عبید اللہ بن عیاض: تابعی ثقة. عبد اللہ بن شداد بن الہاد: تابعی ثقة أيضاً. "خثیم" بالتصغیر وتقدیم المثلثة، وفي ح "خثیم" وهو تصحیف. والحديث ذكره ابن كثير في تاريخه 7/ 279 - 280 وقال: "تفرد به أحمد، وإسناده صحيح، واختاره الضياء" يعني في المختارة. وهو في مجمع الزوائد 6/ 235 - 237 وقال: "رواه أبو يعلى ورواه ثقات"، وفي هذا خطأ يقيناً، فلا أدري أصحته "رواه أحمد" أم "رواه أحمد وأبو يعلى". قوله "لا تواضعوه كتاب الله" و"والله لنواضعه كتاب الله" أصل المواضعة المراهنة، فهو يريد تحكيم كتاب الله في المجادلة، فكأنهم وضعوه حكماً بينهم. الثبت، بفتح الثاء والباء: الحجة والبينة. وانظر 626. وقد رواه الحاكم 2: 152 من طريق محمد بن كثير العبدی "حدثنا يحيى بن سليم وعبد الله بن واقد عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الله بن شداد بن الہاد. قال: قدمت على عائشة .. الخ، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي، وانظر 1378 و 1379

اس کی اسناد صحیح ہیں

شعیب الارنؤوط مسند احمد کی تعلیق میں کہتے ہیں

إسناده حسن، يحمى بن سليم- وهو الطائفي- مختلف فيه يتقاصر عن رتبة الصحيح له في البخاري حديث واحد، واحتج به مسلم والباقر، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح غير عبيد الله بن عياض بن عمرو، فقد روى له البخاري في "الأدب المفرد" وهو ثقة، وقال ابن كثير في "تاريخه" 292/7 بعد أن ذكر من رواية أحمد: تفرد به أحمد وإسناده صحيح، واختاره الضياء (يعني في . "المختارة")

وأخرجه أبو يعلى (474) عن إسحاق بن أبي إسرائيل، عن يحيى بن سليم، بهذا الإسناد. وأورده الهيثمي في "المجمع" 235/6 ونسبه إلى أبي يعلى، ولم ينسبه إلى أحمد مع أنه من شرطه! وقال: رجاله ثقات

اس کی اسناد حسن ہیں... ابن کثیر اس روایت کو صحیح کہتے ہیں اور اسی کو الضیاء نے اختیار کیا ہے

یہ روایت مسند ابو یعلیٰ میں بھی ہے جس پر محقق حسین سلیم اسد کہتے ہیں: إسناده صحیح

اب مسند احمد کی یہ روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى الطَّبَّاعُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضِ بْنِ عَمْرِو الْقَارِيَّ قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَهَا جُلُوسٌ، مَرَجَعُهُ مِنَ الْعِرَاقِ لِيَالِي قُتَيْلٍ عَلِيٍّ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، هَلْ أَنْتَ صَادِقِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ؟ تَحَدَّثَنِي عَنْ

هُؤْلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ، قَالَ: وَمَا لِي لَا أَصْنَدُكُمْ؟ قَالَتْ: فَحَدِّثْنِي عَنْ قِصَّتِهِمْ قَالَ: فَإِنَّ عَلِيًّا لَمَّا كَاتَبَ مُعَاوِيَةَ، وَحَكَّمَ الْحَكَمَيْنِ (1) ، حَرَجَ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةَ آلَافٍ مِنْ قُرَاءِ النَّاسِ، فَنَزَلُوا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: حُرُورَاءُ، مِنْ جَانِبِ الْكُوفَةِ، وَإِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: انْصَلَحْتَ مِنْ قَمِيصِ أَلْبَسَكَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَاسْمِ سَمَّاكَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ فَحَكَمْتَ فِي دِينِ اللَّهِ، فَلَا حُكْمَ إِلَّا بِاللَّهِ تَعَالَى. فَلَمَّا أَنْ بَلَغَ عَلِيًّا مَا عَتَبُوا عَلَيْهِ، وَفَارَقُوهُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ مُؤَدِّيًا فَأَذَّنَ: أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا رَجُلٌ قَدْ حَمَلَ الْقُرْآنَ. فَلَمَّا أَنْ امْتَلَأَتِ الدَّارُ مِنْ قُرَاءِ النَّاسِ، دَعَا بِمُصْحَفِ إِمَامٍ عَظِيمٍ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَصْنُغُهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: أَيُّهَا الْمُصْحَفُ، حَدِّثِ النَّاسَ، فَدَادَاهُ النَّاسُ فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا تَسْأَلُ عَنْهُ إِنَّمَا هُوَ مِدَادٌ فِي وَرَقٍ، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِمَا رُوَيْنَا مِنْهُ، فَمَادَا تُرِيدُ؟ قَالَ: أَصْحَابُكُمْ هُؤْلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا، بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ: وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا فَأَمَّةٌ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ دَمًا وَحُرْمَةً مِنْ امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ وَتَقَمُّوا عَلَيَّ أَنْ كَاتَبْتُ مُعَاوِيَةَ: كَتَبَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ جَاءَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيثِيَّةِ، جِئِنَ صَالِحُ قَوْمِهِ قُرَيْشًا، فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ". فَقَالَ: سُهَيْلٌ لَا تَكْتُبْ (1) : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. فَقَالَ: " كَيْفَ نَكْتُبُ (2) ؟ " فَقَالَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَاكْتُبْ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ " فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ أَخَالِفُكَ. فَكَتَبَ: هَذَا مَا صَالِحُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قُرَيْشًا. يَقُولُ: اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ " فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَخَرَجَتْ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا تَوَسَّطْنَا عَسْكَرَهُمْ، قَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ، إِنَّ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهُ فَأَنَا أَعْرِفُهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا يَعْرِفُهُ بِهِ، هَذَا مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ وَفِي قَوْمِهِ: قَوْمٌ خَصِمُونَ

فَرَدُّهُ إِلَى صَاحِبِهِ، وَلَا تُوَاضِعُوهُ كِتَابَ اللَّهِ. فَقَامَ خُطْبَاؤُهُمْ فَقَالُوا: وَاللَّهِ
لَنُوَاضِعَنَّ كِتَابَ اللَّهِ، فَإِنْ جَاءَ بِحَقِّ نَعْرِفُهُ لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَإِنْ جَاءَ بِبَاطِلٍ لَنُبَكِّتَنَّهُ
بِبَاطِلِهِ. فَوَاضِعُوا عَبْدَ اللَّهِ الْكِتَابَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ،
فِيهِمْ ابْنُ الْكَوَّاءِ، حَتَّى أَدْخَلَهُمْ عَلَى عَلِيِّ الْكُوفَةِ، فَبَعَثَ عَلِيٌّ، إِلَى بَقِيَّتِهِمْ، فَقَالَ:
قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَمْرِ النَّاسِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، فَهَفُّوا حَبِثُ شَيْئَكُمْ، حَتَّى تَجْتَمَعَ أُمَّةُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا تَسْفِكُوا دَمًا حَرَامًا، أَوْ تَقْطَعُوا
سَبِيلًا، أَوْ تَطْلُمُوا ذِمَّةً، فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ فَقَدْ نَبَذْنَا إِلَيْكُمْ الْحَرْبَ عَلَى سَوَاءٍ، إِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ. فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ شَدَادٍ، فَقَدْ قَتَلَهُمْ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا بَعَثَ
إِلَيْهِمْ حَتَّى قَطَعُوا السَّبِيلَ، وَسَفَكُوا الدَّمَ، وَاسْتَحْلَوْا أَهْلَ الذِّمَّةِ. فَقَالَتْ: اللَّهُ؟ قَالَ:
اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كَانَ. قَالَتْ: فَمَا شَيْءٌ بَلَغَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ
يَتَحَدَّثُونَ؟ يَقُولُونَ: دُو النَّدِيِّ، وَدُو النَّدِيِّ. قَالَ: قَدْ رَأَيْتُهُ، وَفُتُّ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ
فِي الْقَتْلِ، فَدَعَا النَّاسَ فَقَالَ: أَتَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ جَاءَ يَقُولُ: قَدْ رَأَيْتُهُ فِي
مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَرَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَلَمْ يَأْتُوا فِيهِ بِثَبَتٍ
يُعْرِفُ إِلَّا ذَلِكَ. قَالَتْ: فَمَا قَوْلُ عَلِيٍّ حِينَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعُمُ أَهْلُ الْعِرَاقِ؟ قَالَ:
سَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَتْ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قَالَ:
اللَّهُمَّ لَا. قَالَتْ: أَجَلٌ، صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يَرْحَمُ اللَّهُ عَلِيًّا إِنَّهُ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا
يَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ إِلَّا قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَيَذْهَبُ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ،
وَيَزِيدُونَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ

عیاض بن عمر کہتے ہیں عبد اللہ بن شداد عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم ان کے پاس بیٹھے تھے وہ
عراق سے لوٹے تھے جس رات علی کا قتل ہوا پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن شداد سے کہا کیا تم سچ
سچ بتاؤ گے جو میں تم سے پوچھوں؟ مجھے ان کے بارے میں بتاؤ جنہوں نے علی کو قتل کیا عبد اللہ نے کہا اور
میں سچ کیوں نہ بولوں۔ ام المومنین نے کہا ان کا قصہ بیان کرو عبد اللہ نے کہا جب علی نے معاویہ کے
لئے (صلح نامہ) لکھ دیا اور حکم الحکمیں ہوا تو علی کی اطاعت سے ۸۰ ہزار قاری نکل پڑے اور ایک مقام جس کو
خزوراء کہا جاتا ہے کوفہ کی جانب اس میں انہوں نے پڑاؤ کیا

اور انہوں نے علی پر عتاب نکالا اور کہا اس کی قمیص میں سے خلافت جو اللہ نے دی نکل گئی اور وہ نام جو اللہ نے اس کو دیا پھر یہ (علی) چلا اور دین اللہ میں خود حکم دینے لگا اور جبکہ حکم نہیں سوائے اللہ کے لئے۔ پس جب یہ باتیں جن پر ان کا عتاب ہوا علی تک پہنچیں اور وہ الگ ہوئے تو علی نے حکم دیا ان کو واپس آنے کا لیکن وہ نہیں پلٹے۔ اور کہا ہم امیر المومنین کی طرف داخل نہیں ہوں گے سوائے ایک شخص قرآن اٹھائے ہو... پس مصحف آگے رکھا گیا پس علی نے اس کو اپنے ہاتھوں میں تھاما اور کہا اے مصحف! لوگوں کو بتاؤ پس لوگوں کو پکارا گیا اور اصحاب علی نے کہا اے امیر المومنین آپ مصحف سے کیسے کلام کر رہے ہیں؟ یہ تو کاغذ پر سیاہی ہے اور ہم آپ سے بات کر رہے جو اس میں روایت ہے پس آپ کیا چاہتے ہیں؟ علی نے کہا تمہارے یہ اصحاب جنہوں نے خروج کیا ہے ان کے اور میرے بیچ کتاب اللہ ہے۔ اللہ اس کتاب میں کہتا ہے ایک مرد و عورت کے لئے

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَرْسِلُوهُمَا بِكُرْبَةٍ مِّنْ لَّدُنَّيْهِ وَحُكْمًا مِّنْ لَّدُنَّا إِنَّ بَيْنَهُمَا إِصْلَاحًا لَّيُوقِيَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا

پس اے امت محمد خون و حرمت ہے مرد اور عورت کے لئے اور تم مجھے الزام دیتے ہو کہ میں نے معاویہ سے (صلح نامہ) لکھ لیا۔ علی بن ابی طالب نے کہا اور ہمارے پاس سہیل (مشرکین مکہ کی طرف سے) آیا اور ہم رسول اللہ کے ساتھ حدیبیہ میں تھے... پس رسول اللہ نے لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اس پر سہیل نے کہا یہ مت لکھو پوچھا پھر کیا لکھیں بولا لکھو باسم اللہم پس رسول اللہ نے کہا لکھو محمد رسول اللہ انہوں نے کہا اگر ہم تم کو رسول اللہ جاننے تو مخالفت نہ کرتے پس لکھا یہ وہ صلح ہے جو محمد بن عبد اللہ قریشی نے کی۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں کہا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

پس علی نے ان لوگوں پر عبد اللہ ابن عباس کو بھیجا۔ اور جو ان کو جانتا نہ ہو، تو میں ان کو جانتا ہوں کتاب اللہ سے جو یہ نہیں جانتے یہ اس میں نازل ہوا ہے یہ قوم ہے ایک جھگڑالو قوم ہے۔ پس علی نے اپنے اصحاب کو خوارج پر بھیجا (انہوں نے کہا) کیا تم کتاب اللہ کو پیش نہیں رکھتے؟ خوارج نے کہا ہم رکھتے ہیں پس اگر حق ہو تو ہم اس کو پہچان لیں گے اور اگر باطل ہو تو اس کو بھی۔ پس عبد اللہ بن عباس نے کتاب اللہ تین دن تک آگے رکھی پھر وہ ۴ ہزار کے ساتھ واپس لوٹے جو تائب ہوئے ان میں ابْنُ الْکَوَّاءِ تھا حتی کہ یہ علی کے پاس کوفہ میں داخل ہوئے

پس علی نے باقی پر لوگ بھیجے اور ان سے کہا کہ ہمارا تمہارا معاملہ امت محمد کے سامنے ہے لہذا جو چاہے کرو لیکن خون نہ بہانا نہ راستہ روکنا نہ ذمی پر ظلم کرنا اور اگر یہ کیا تو ہماری تم سے جنگ شروع ہو جائے گی اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

اے ابن شداد تو کیا انہوں نے قتل کیا؟ کہا واللہ انہوں نے نہیں بھیجا کسی کو سوائے اس کے کہ خوارج نے رستہ روکا اور خون گرایا اور اہل ذمہ کو نقصان دیا پس ام المومنین نے فرمایا اللہ ! اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یہ ہوا

اور وہ کیا چیز ہے جو اہل عراق کی مجھ تک پہنچی جس کی یہ روایت کر رہے ہیں؟

کہتے ہیں پستان والا تھا

ابن شداد نے کہا میں نے اسکو دیکھا اور علی کے ساتھ اس کے قتل گاہ پر بھی کھڑا ہوا اور لوگوں کو پکارا اور پوچھا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو اکثر نے کہا ہاں ہم نے اسکو مسجد فلاں میں دیکھا تھا نماز پڑھتے ہوئے اور اس مسجد بنی فلاں میں نماز پڑھتے ہوئے اور کوئی نہیں تھا جو اثبات سے اس کو جانتا ہو سوائے اس کے

ام المؤمنین نے فرمایا اور علی نے کیا کہا جب وہ اس پر کھڑے ہوئے جیسا کہ اہل عراق دعویٰ کر رہے ہیں؟
— ابن شداد نے کہا میں نے سنا کہتے ہیں سچ کہا اللہ اور رسول اللہ نے

ام المؤمنین نے فرمایا

کیا تم نے ان سے سنا کہ انہوں نے اس کے علاوہ کہا

ابن شداد نے کہا اللہم نہیں

ام المؤمنین نے فرمایا ٹھیک ہے سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے۔ اللہ رحم کرے علی پر۔ بے شک ان کے کلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو حیران کرے سوائے اس کے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے۔ پس اہل عراق چلے ان پر جھوٹ بولنے اور ان کی بات میں اضافہ کرنے¹⁶

بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا عبداللہ! میں تم سے جو پوچھوں گی، اس کا صحیح جواب دوگے؟ کیا تم مجھے ان لوگوں کے بارے بنا سکتے ہو جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوشہید کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے سچ کیوں نہیں بولوں گا، فرمایا کہ پھر مجھے ان کا قصہ سناؤ۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت شروع کی اور دونوں ٹالٹوں نے اپنا اپنا فیصلہ سنایا، تو آٹھ ہزار لوگ جنہیں قراء کہا جاتا تھا، نکل کر کوفہ کے ایک طرف حروراء نامی علاقے میں چلے گئے، وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے تھے اور ان کا یہ کہنا تھا کہ اللہ نے آپ کو جو قمیص پہنائی تھی، آپ نے اسے اتار دیا اور اللہ نے آپ کو جو نام عطاء کیا تھا آپ نے اسے اپنے آپ سے دور کر دیا، پھر آپ نے جاکر دین کے معاملے ثالث کو قبول کر لیا، حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا ہی چلتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ لوگ ان سے ناراض ہو کر جدا ہو گئے ہیں تو انہوں نے منادی کو یہ نداء لگانے کا حکم دیا کہ امیرالمومنین کے پاس صرف وہی شخص آئے جس نے قرآن کریم اٹھا رکھا ہو، جب ان کا گھر قرآن پڑھنے والوں سے بھر گیا تو انہوں نے قرآن کریم کا ایک بڑا نسخہ منگوا کر اپنے سامنے رکھا، اور اسے اپنے ہاتھ سے ہلاتے ہوئے کہنے لگے اے قرآن! لوگوں کو بتا، یہ دیکھ کر لوگ کہنے لگے امیرالمومنین! آپ اس نسخے سے کیا پوچھ رہے ہیں؟ یہ تو کاغذ میں روشنائی ہے، ہاں! اس کے حوالے ہم تک جو احکام پہنچے ہیں وہ ہم ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں، آپ کا اس سے مقصد کیا ہے؟ فرمایا تمہارے یہ ساتھی جو ہم سے جدا ہو کر چلے گئے ہیں، میرے اور ان کے درمیان قرآن کریم ہی فیصلہ کرے گا، اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں میاں بیوی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کی طرف سے اور ایک ثالث عورت کے اہل خانہ کی طرف سے بھیجو، اگر ان کی نیت محض اصلاح کی ہوئی تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا، میرا خیال ہے کہ ایک آدمی اور ایک عورت کی نسبت پوری امت کا خون اور حرمت زیادہ اہم ہے (اس لئے اگر میں نے اس معاملہ میں ثالثی کو قبول کیا تو کونسا گناہ کیا؟) اور انہیں اس بات پر جو غصہ ہے کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط و کتاب کی ہے (تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر مسلمان اور صحابی ہیں) جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے اور سہیل بن عمرو ہمارے پاس آیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم قریش سے صلح کی تھی تو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ہی لکھوایا تھا، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اس پر سہیل نے کہا کہ آپ اس طرح مت لکھوائے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس طرح لکھوائیں؟ اس نے کہا کہ آپ باسمک اللہم لکھیں۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نام محمد رسول اللہ لکھوایا تو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو اللہ کا پیغمبر مانتا تو کبھی آپ کی مخالفت نہ کرتا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ لکھوائے

بذا ماصالح محمد بن عبداللہ قریشا
 اور اللہ فرماتا ہے کہ پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ
 موجود ہے (میں نے تو اس نمونے کی پیروی کی ہے)
 اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس سمجھانے کے
 لئے بھیجا، راوی کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا، جب ہم ان کے وسط لشکر میں
 پہنچے تو ابن الکواء نامی ایک شخص لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور کہنے لگا
 کہ اے حاملین قرآن! یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے ہیں، جو شخص انہیں نہ جانتا ہو،
 میں اس کے سامنے ان کا تعارف قرآن کریم سے پیش کر دیتا ہوں، یہ وہی ہیں کہ ان کے اور ان
 کی قوم کے بارے میں قرآن کریم میں قوم خصمون، یعنی جھگڑالو قوم کا لفظ وارد ہوا ہے، اس
 لئے انہیں ان کے ساتھی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج دو اور کتاب اللہ
 کو ان کے سامنے مت بچھاؤ۔ یہ سن کر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ بخدا! ہم
 تو ان کے سامنے کتاب اللہ کو پیش کریں گے، اگر یہ حق بات لے کر آئے ہیں تو ہم ان کی پیروی
 کریں گے اور اگر یہ باطل لے کر آئے ہیں تو ہم اس باطل کو خاموش کرا دیں گے، چنانچہ تین دن
 تک وہ لوگ کتاب اللہ کو سامنے رکھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کرتے رہے،
 جس کے نتیجے میں ان میں سے چار ہزار لوگ اپنے عقائد سے رجوع کر کے توبہ تائب ہو کر
 واپس آگئے، جن میں خود ابن الکواء بھی شامل تھا اور یہ سب کے سب حضرت علی رضی اللہ
 عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ افراد کی
 طرف قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ ہمارا اور ان لوگوں کا جو معاملہ ہوا وہ تم نے دیکھ
 لیا، اب تم جہاں چاہو ٹھہرو، تاآنکہ امت مسلمہ متفق ہو جائے، ہمارے اور تمہارے درمیان یہ
 معاہدہ ہے کہ تم ناحق کسی کا خون نہ بہاؤ، ڈاکے نہ ڈالو اور ذمیوں پر ظلم و ستم نہ ڈھاؤ،
 اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم پر جنگ مسلط کر دیں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند
 نہیں کرتے۔

یہ ساری روئیداد سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابن شداد! کیا انہوں نے
 پھر قتال کیا ان لوگوں سے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
 اس وقت تک ان کے پاس اپنا کوئی لشکر نہیں بھیجا جب تک انہوں نے مذکورہ معاہدے کو ختم
 نہ کر دیا انہوں نے ڈاکے دالے، لوگوں کا خون ناحق بہایا، اور ذمیوں پر دست درازی کو حلال
 سمجھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا بخدا! ایسا ہی ہوا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں!
 اس اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو مجھ تک اہل عراق کے ذریعے پہنچی ہے
 کہ ذوالثدی نامی کوئی شخص تھا؟ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے
 خود اس شخص کو دیکھا ہے اور مقتولین میں اس کی لاش پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ
 کھڑا بھی ہوا ہوں اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلا کر پوچھا تھا کیا تم اس
 شخص کو جانتے ہو؟ اکثر لوگوں نے یہی کہا کہ میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز

یعنی اس پستان والے خارجی کو کوئی جانتا تک نہیں تھا سوائے اس کے کہ یہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا اور نہ علی نے اس موقع پر اس کو کوئی نشانی قرار دیا نہ اس میں ہے کہ علی نے کوئی سجدہ کیا اور کوئی حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پستان والے کی خبر دی نہ اس کو سب سے برا خارجی قرار دیا۔ ایک نامعلوم لاش ملی اس کی بابت سوال کیا کہ کون ہے اور لوگ بھی اس سے لاعلم تھے کون ہے

سنن الکبریٰ البیہقی میں اس روایت پر امام بیہقی کہتے ہیں

حَدِيثُ التَّائِيَةِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِيْمَا مَضَى، وَبُجُورُ اِنْ لَمْ يَسْمَعْ اَبْنُ شَدَادٍ، وَسَمِعَهُ غَيْرُهُ، وَاللَّهُ اعْلَمُ

پستان والی حدیث صحیح ہے اس کا ہم نے ذکر کیا جو گزرا ہے اور یہ جائز ہے کہ ابن شداد نے اس کو نہ سنا ہو اوروں نے سنا ہو واللہ اعلم

پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، کوئی مضبوط بات جس سے اس کی پہچان ہوسکتی، وہ لوگ نہ بتا سکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی لاش کے پاس کھڑے تھے تو انہوں نے کیا وہی بات کہی تھی جو اہل عراق بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے اس کے علاوہ بھی ان کے منہ سے کوئی بات سنی؟ انہوں نے کہا بخدا! نہیں، فرمایا اچھا ٹھیک ہے، اللہ علی پر رحم فرمائے، یہ ان کا تکیہ کلام ہے، یہی وجہ ہے کہ انہیں جب بھی کوئی چیز اچھی یا تعجب خیز معلوم ہوتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اہل عراق ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا شروع کردیتے ہیں اور اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں

راقم کہتا ہے امام بیہقی کی تاویل باطل ہے ابن شداد کوئی نابالغ بچہ نہیں علی کے اصحاب میں سے ہے اور وہ وہ بیان کر رہے ہیں جو ان کو پتا ہے کہ لوگوں نے علی کی بات میں اضافہ کیا

قول نبوی کے مطابق یہ آخری دور میں ہو گا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا تَأْخِرْ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدَعَتْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، خُدَنَاءُ [ص:201] الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ» يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خیشمہ بن عبد الرحمن کوئی نے، ان سے سويد بن غفله نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو انہوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لیے باعث اجر ہوگا جو انہیں قتل کر دے گا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، قَتَلَهُمْ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

صحیح مسلم میں ہے

حدیث: 2455 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجُ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الْأَشْجُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِئْمَةَ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَنْتَهِ عَنْهُ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَذَعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سَفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِينَهُمْ قَاتَلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن نمیر، عبد اللہ بن سعید اشج، وکیع، اعمش، حبشہ، حضرت سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی (رض) نے فرمایا اگر میں تم سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وہ حدیث بیان کروں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں فرمائی تو مجھے آسمان سے گر پڑنا زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں وہ بات کہوں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں بیان فرمائی اور جب وہ بات بیان کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو جان لو کہ جنگ دھوکہ بازی کا نام ہے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے عنقریب اخیر زمانہ میں ایک

قوم نکلے گی نو عمر اور ان کے عقل والے بیوقوف ہونگے بات تو سب مخلوق سے اچھی کریں گے قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نہ اترے گا دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کر دینا کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کو اللہ کے ہاں قیامت کے دن ثواب ہوگا۔

التتبیح کے مطابق دارقطنی کہتے ہیں

لیس لسوید بن غفلة عن علی صحیح مرفوع إلی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - غیر ہذا

سوید کی علی سے روایت کردہ کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں سوائے اس روایت کے

التوشیح شرح الجامع الصحیح از امام السیوطی کے مطابق

قال حمزة الکلتانی: لیس یصح له عن علی غیر ہذا الحدیث

حمزة الکلتانی کہتے ہیں اس کی علی سے کوئی صحیح حدیث نہیں سوائے اس کے

راقم کہتا ہے یہ روایت قرن اول کے لئے نہیں ہے - اس روایت میں اس واقعہ کا ہونا آخری زمانہ یا قریب قیامت میں بتایا گیا ہے سُوید بن غفلة کی سند سے اسی طرح مسند ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

نَابُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرَّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَأْخُذُ الْإِنْسَانُ، سُفْهَاءُ الْإِخْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيئَهُمْ، «يَخْرُجُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَخْرُجُ السَّمُّ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَلْقَهُمْ أَجْرًا عِنْدَ اللَّهِ

یہاں یہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں زر بن حبیش اس کو روایت کرتے ہیں اور یہ وقوعہ آخری دور کا ہے

سند میں ابوبکر بن عیاش اور عاصم بن ابی النجود دو مختلط ہیں

باوجود تلاش کے کوئی شارح نہیں ملا جو یہاں کی آخر الزمان آخری زمانے کے الفاظ کو قرن اول سے ملانے پر کوئی بحث کرے سب اس سے کتر اگئے

یہ روایت علی رضی اللہ عنہ کی ہی روایت کردہ ہے

قول نبوی : ان کو پاتا تو قتل کرتا

صحیح بخاری میں روایت ہے جس میں ایک شخص عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الْحُؤَيْصَرَةِ التَّمِيمِيُّ اتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم مال پر جرح کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی نسل میں سے ایک قوم — نکلے گی جو دین سے ایسا نکلے گی جیسے تیر کمان سے

ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ، يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَيَفْرُءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ»، قِيلَ مَا سَيَمَاهُمْ؟ قَالَ: "سَيَمَاهُمْ التَّحْلِيقُ" - أَوْ قَالَ: - التَّسْيِدُ

مَعْبُدِ بْنِ سِيرِينَ، ابْنِ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرق سے لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا اور دین سے ایسا نکلیں گے جیسے تیر کمان سے پھر واپس اس دین میں نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر سر کے اوپر سے گزرے پوچھا ان کی کیا نشانی ہے فرمایا: سر کا حلق کرنا

اس روایت کے مطابق یہ گروہ مدینہ کے مشرق سے نکلے گا نہ کہ عراق سے جو شمال میں ہے دوم وہ دین سے نکلیں گے یہاں تک کہ جب جنگ ہوگی تو واپس اسلام میں آئیں گے سوم سر مونڈھ دیں گے

اس میں سے کوئی بھی نشانی حروریہ پرفٹ نہیں بیٹھتی۔ شروع کے خوارج یعنی قحطانی اور مصری تھے جو مغرب اور جنوب ہے وہاں سے مدینہ کے شمال میں عراق میں گئے

خوارج کی اکثریت علی کی شہادت کے بعد قبیلہ ازد کی ہوئی جو مدینہ کے مشرق میں ہے اور عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الْحِجَرِ الْقُصَيْرِ جو قبیلہ بنو تمیم کا تھا، مدینہ کے مشرق کا تھا اس پر اس روایت کو منطبق کیا جاسکتا ہے لیکن دور علی میں خوارج یعنی اور مصری تھے۔ قاتل علی، ابن ملجم المرادی خود ایک قحطانی تھا جو مصر منتقل ہوا اور وہاں سے کوفہ

اس روایت میں اضافہ ہے کہ خوارج واپس رجوع کر لیں گے جب تیر سروں پر سے گزرے گا

جو فرقہ عبادت میں سختی کرتا ہو اور ایک سخت موقف اپنالے اس کو جنگ کر کے واپس قائل کرنا ناممکن ہے یہ دلائل سے ہی کیا جاسکتا ہے جیسا علی رضی اللہ عنہ نے کیا کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ قرآن سے ہی دلائل دے کر ان کو سمجھائیں

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحُرُورِيَّةِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي مَا الْحُرُورِيَّةُ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا - قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، يَفْرُءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، - أَوْ حَنَاجِرَهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ [ص:17] الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الْفَوْقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

ابی سلمہ اور عطاء بن یسار کہتے ہیں وہ ابی سعید الخدری کے پاس پہنچے اور ان سے حروریہ پر سوال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا تھا؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو نہیں پتا کہ حروریہ کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت میں اور انہوں نے نہیں کہا اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی نماز کو تمہاری نماز سے حقیر سمجھیں گے قرآن پڑھیں گے جو حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے

اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے
شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے حروریہ پر براہ راست اس روایت کو ثبت نہیں کیا بلکہ کہا اس امت میں ایک
قوم نکلے گی۔ اوپر دی گئی دونوں روایات ایک ہی صحابی سے ہیں ایک میں وہ حروریہ سے لاعلم ہیں دوسری
میں وہ کہتے ہیں قتال پر یہ گروہ واپس آ جائے گا یہ قابل غور ہے حروریہ مشرق میں نہیں شمال میں سے نکلے
اور شاید اسی وجہ سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے جو سنا تھا اس کے مطابق کہا

یہ عربی النسل ہوں گے

صحیح البخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ
بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ
الْيَمَانَ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ،
وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةً أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ
وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ:
وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ:
«قَوْمٌ يَهْهُؤْنَ بِغَيْرِ هَدْيٍ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ» قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ
شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، دُعَاءٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ جُلْدِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِالسِّنْتِنَا» قُلْتُ: فَمَا
تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلَزَّمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ
لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ «فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعُضَّ بِأَصْلِ
شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى [ص: 200] ذَلِكَ

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ تو اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر و نیکی اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شر و برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں میں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگ اسلام سے قبل جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے پھر اللہ نے اس خیر کو بھیجا پس کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا اور کیا شر کے بعد پھر خیر ہوگا؟ فرمایا ہاں لیکن اس میں دخن ہوگا میں نے پوچھا دخن؟ فرمایا قوم ہوگی جو بغیر ہدایت، ہدایت کی بات کریں گے تم ان کو جانو پہچان گے میں نے کہا اس کے بعد کیا شر ہوگا؟ فرمایا ہاں داعی ہوں گے جو جہنم کے دروازوں پر کھڑے لوگوں کو پکاریں گے جو ان کو جواب دے اس کو اس میں جھونک دیں گے میں نے کہا ان کی نشانی بیان کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہماری کھال جیسے اور ہماری زبان بولتے ہوں گے۔ میں نے پوچھا ان کو پاؤ تو کیا اس پر میں کیا کروں؟ فرمایا مسلمانوں کی جماعت کو لازم کرو اور ان کے امام کو میں نے پوچھا اگر نہ جماعت ہو نہ امام آپ نے فرمایا تو درخت کی جڑ چبا لو یہاں تک کہ موت آجائے اور تم اسی پر رہو

الغرض ان روایات کو یہاں جمع کیا گیا ہے تاکہ ان کا تجزیہ کیا جاسکے۔ مختلف کتابوں میں الگ الگ سندوں سے اس واقعہ کو پڑھنے سے قاری پر اس کا تضاد ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان میں جو مافوق الفطرت بات کہی گئی ہے کہ علی نے ایک جن کا قتل کر دیا اس کو بیان کیا جاتا ہے۔ روایت صحیح متن سے منقول نہیں ہوئی اور اس میں راویوں کا اختلاف ہے خود اصحاب علی سے ہی نقل ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا قول سمجھنے میں لوگوں کو غلطی ہوئی اور بات کچھ سے کچھ ہوتی چلی گئی۔ بعض روایات میں ہے علی مقل گاہ تک گئے بعض میں ہے اپنے مقام پر ہی رہے لوگوں سے کھوج کرواتے رہے

یہ روایات اہل سنت کی کتب میں ہیں حیرت ہے اہل تشیع کی معتمد علیہ کتاب الکافی از کلینی میں اس قسم کی ایک بھی روایت نہیں ہے جبکہ یہ روایات علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ہے

حرور یہ سے علی کی جنگ ان کی خلافت سے خروج کی وجہ سے ہوئی کیونکہ وہ بیعت دے کر علی کو چھوڑ چکے تھے اور اولو الامر کی اطاعت کے منکر ہو گئے تھے۔ معاویہ یا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہی نہیں کی لہذا ان پر خارجی کا حکم نہیں لگایا گیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا یہاں تک کہ حسن رضی اللہ عنہ نے الٹا خلافت چھوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت دے دی

حرور یہ علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے خلاف تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح ہو وہ کسی بھی طرح یہ قبول نہیں کر پائے اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی حجت کرنے لگے ان سے قتال کا علی نے کوئی حکم نہیں دیا جب تک انہوں نے خود فساد فی الارض کا مظاہرہ نہیں کیا نہ فوراً ان کو عادی و ثمود کہا بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان کو سمجھائیں۔ لہذا علی کا ان خوارج سے قتال بطور حاکم حد شرعی کا نفاذ تھا نہ کہ کسی حدیث رسول کی روشنی میں ان کا قتل عام

اصحاب علی میں سے مفرط لوگوں نے علی کی ابن ملجم کے ہاتھوں شہادت کے بعد علی کا حرور یہ سے متعلق موقف اتنا مسخ کر دیا کہ ان کا تاریخی و شرعی پہلو ہی غیر واضح ہو کر رہ گیا

انے والے دور میں اصحاب رسول نے حرور یہ کو خوارج کا نام دیا اور خوارج نے بہت سے متواتر مسائل کا انکار کیا یہاں تک کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کسی پر جرح کرتیں تو کہتیں کیا تو حرور یہ ہے

صحیح البخاری: کتاب استنابہ المرتدین والمعادین وقلائم (باب من ترک قتال النوارج للثأف، وإن لم یفر الناس عنه) صحیح بخاری: کتاب: باغیوں اور مرتدوں سے توبہ کرانے کا بیان (باب: دل ملانے کے لیے کسی مصلحت سے کہ لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو خار جیوں کو نہ قتل کرنا)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا بِشَامُ بْنُ أَجْرٍ نَا مُحَمَّدٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ بَنِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ 6933 .
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الْخُزَيْمِيُّ فَقَالَ ائْتِدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَأْتِدِلْ إِذَا لَمْ
 يَأْتِدِلْ قَالَ عُثْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دُعِيَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْهُ قَالَ دَعَا فَإِنَّ لَهُ إِصْحَابًا يَحْكُمُونَ أَخَذَ كُلُّهُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصَلَاتِهِ مَعَ صَلَاتِهِ
 يَمْزُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْزُقُ السُّمُّ مِنَ الرَّمِيَةِ يَنْظُرُ فِي قَدْرِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فِي نَصِيهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ
 يَنْظُرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ فِي نَصِيهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرَسُ وَالِدُ ثُمَّ آخِثُهُمْ رَجُلٌ أَحَدَى يَدَيْهِ إِذَا
 قَالَ غَيْرَ يَبِينُهُ مِثْلُ هَذِي الْمَرْوَةِ وَقَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ يَدُ زَوْجِ الْخُرْجُونِ عَلَى حِينٍ فَرَّقَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِشْبَدُ سَمِعْتُ
 مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلْتُمْ وَإِنَّمَا مَعَهُ جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى التَّعَتِ الَّتِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ فَرَلْتُ فِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ

ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے تھے کہ عبد اللہ بن ذی النویرہ تمہی آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن

مادر دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پر پکان کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے پاؤں کو دیکھا جائے اور یہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے لڑکی کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیوں کہ وہ (جانور کے جسم سے تیر چلایا گیا تھا) لید گوہر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ان کی نشانی ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یا یوں فرمایا کہ گوشت کے تھل تھل کرتے لو تھڑے کی طرح ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں میں پھوٹ کے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں ان سے جنگ کی تھی اور میں اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے پاس ان لوگوں کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس میں وہی تمام چیزیں تھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ”ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے صدقات کی تقسیم میں عیب پکڑتے ہیں۔“

اس قسم کی روایات میں ایک کھڑی ہے جس میں ادھر ادھر سب ملا دیا گیا نہ وقت کی تہذیب ہے نہ زمانے کی تقسیم ہے
اس لئے ایک ایک کر کے اس کو دیکھیں

اول: عبد اللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی ہے بنو تمیم کا ہے جو آج کل سعودی عرب میں نجد کا علاقہ ہے یہ مدینہ کا مشرق ہے اس کی نسل سے لوگ نکلیں ہے جو دین میں متشدد ہوں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایسا ممکن نہیں کہ ان کی نسل بن گئی ہو

ذی الخویصرہ تمیمی کا راز یہ ہے کہ یہ اصحاب علی میں سے ہیں صحابی ہے اور اس نے جمل میں علی کی جانب سے قتال کیا ہے۔ اس کے مخالف (معاویہ اور عمرو بن العاص) اس کا شمار ان میں کرتے ہیں جو دین سے نکل جائیں گے یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ ذی الخویصرہ تمیمی خوارج سے مل گیا تھا

اب یہ ایک تضاد ہے ایک شخص کافر ہو اور خوارج کو کافر، علی بھی نہیں مانتے نہ اہل سنت خوارج کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ذوالخویصرہ التمیمی کا شمار ابن اثیر نے اصحاب رسول میں کیا ہے

دوم خوارج سے علی نے نہروان میں جنگ کی کیونکہ انہوں نے بلوائی والی حرکت کی لوگوں کو لوٹا اور فساد و قتل کیا پہلے ان کو سمجھانے کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا لیکن خوارج نہیں مانے اور اپنے غصے میں انہوں نے یہ مزید فساد کی حرکتیں کیں۔ خوارج کو اہل قبلہ سمجھا جاتا ہے واجب القتل نہیں سمجھا جاتا

سوم یہ بات کہ اس جنگ میں ایک ایسا شخص تھا جس کا ہاتھ پستان جیسا تھا اس پر مضطرب روایات ہیں یہ واپس امام بخاری نے زندہ کر دیا ہے اس کو قیدی بنا دیا ہے باقی محدثین اس کو لاش کہتے ہیں اور پھر کوئی کہتا ہے یہ لاوارث لاش تھی کوئی کہتا ہے یہ مسجد میں دیکھا گیا کوئی کہتا ہے جن تھا کوئی کہتا ہے شیطان تھا وغیرہ وغیرہ

چہارم: یہ واقعہ کہ لوگ دین سے نکل جائیں گے قرب قیامت کا ہے نہ کہ دور علی کا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَيْثِمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَفْلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا تَأْخِزْ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدَعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، خُدَّاءُ [ص: 201] الْأَسْنَانِ، سَفَهَاءُ الْأَخْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَوَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ» يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، ان سے خیشمہ بن عبد الرحمن کوئی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لیے باعث اجر ہوگا جو انہیں قتل کر دے گا

پنجم: ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہی ایک دوسری روایت جو صحیح بخاری میں ہے اس میں راوی کہتا ہے
 راوی کہتا ہے وَاطْنُتْهُ قَالَ: «لَيْسَ إِذْ كُنْتُمْ تَأْتِلُتُمْ قَتْلَ ثَمُودَ فِي غَمَانٍ كَمَا تَهَوُّونَ أَنْهَوْنَ نَبَا مِثْلَ مَا تَقُولُونَ
 ثَمُودَ كَيْ طَرَحَ

قتل کرتا بعض اوقات راویوں نے قوم عاد کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یہ الفاظ بہت شدید ہیں۔ لیکن اس روایت پر عبد اللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم عمل نہیں کرتے وہ خوارج کو حج کرنے دیتے ہیں ان

کے سوالات کے جواب دیتے ہیں یہاں تک کہ امام بخاری جو اس روایت کو نقل کر رہے ہیں وہ خوارج سے روایت لیتے ہیں صحیح میں لکھتے ہیں

ششم

صحیح مسلم: سِتَابُ الزَّكَاةِ (باب ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ) صحیح مسلم: کتاب: زکوٰۃ کے احکام و مسائل (باب: خوارج اور ان کی صفات)

حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ . 2459 عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَنَحْرُجُ مِنْ بَيْنَهُمَا مَارِقَةً يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ

قتادہ نے ابو نضرہ سے اور انھوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کے دو گروہ ہوں گے ان دونوں کے درمیان سے، دین میں سے تیزی سے باہر ہو جانے والے نکلیں گے، انھیں وہ گروہ قتل کرے گا جو دونوں گروہوں میں سے زیادہ حق کے لائق ہوگا۔“

یہ روایت قتادہ، عن ابی نضرۃ، عن ابی سعید الخدری کی سند سے کتابوں میں ہے اور یہ سند بہت اچھی نہیں ہے

قتادہ مدلس کا عنعنہ ہے اور اس کی سند میں ابونضرۃ العبدی المنذر بن ناکل بن قطعتہ ہیں

الذہبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي (التَّحْقَاتِ) : كَانَ مَرْنٌ مُخْطِئٌ،

ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں یہ وہ ہیں جو غلطی کرتے ہیں

. وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ : ثِقَّةٌ، كَثِيرُ الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدٍ يُجْتَنَّبُ بِهِ

ابن سعد کہتے ہیں ثقہ ہیں کثیر الحدیث ہیں اور ہر ایک سے دلیل نہیں لی جاسکتی

اس کے علاوہ یہ عَوْفُ الْأَعْرَابِيِّ، عَنْ ابْنِ نَضْرَةَ، عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی سند سے بھی ہے
یہ بھی اسی قسم کی کمزور ہے

اور اس کے علاوہ یہ

عَلِيُّ بْنُ رَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ ابْنِ نَضْرَةَ، عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْحُدْرِيِّ،

کی سند سے بھی ہے

یہ بھی اتنی ہی کمزور ہے

عَلِيُّ بْنُ رَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، اور عَوْفُ كُرَشِيْعَةٍ بھی ہیں

روایت میں بصریوں کا تفرود ہے

ایک دور میں بصرہ میں خوارج کھات لگا کر قتل کرتے تھے ابو نضرہ، قتادہ، اور عوف اور علی بن زید اسی دور کے ہیں

مسند البزار میں ہے

حدثنا محمد بن المثني، قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيد، قال: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عن قتادة، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد أحسبه رفعه قال: تكون أمتي فرقتين. يخرج بينهما مارقة يلي قتلهم أو لاهما بالحق

ابی نضرہ نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا احسبہ رفعہ گمان ہے انہوں نے اس کو رفع کیا یعنی رسول اللہ کا قول قرار دیا

راقم کے خیال میں یہ روایت رفع کی گئی ہے یہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کا قول لگتا ہے

ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ، قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْبَ بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا إِتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحُرُورِيَّةِ: «سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا إِدْرِي نَا الْحُرُورِيَّةَ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يُخْرَجُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ—وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا— قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَفْقَرُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ—إِذْ خَنَازِرُهُمْ—يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّمِّ مِنَ الرَّيْمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ [ص: 17] الرَّأْيَ إِلَى سَمَةِ، إِلَى نَضْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ، يَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ»

ابی سلمہ اور عطاء بن یسار کہتے ہیں وہ ابی سعید الخدری کے پاس پہنچے اور ان سے حروریہ پر سوال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا تھا؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو نہیں پتا کہ حروریہ کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت میں اور انہوں نے نہیں کہا اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی نماز کو تمہاری نماز سے حقیر سمجھیں گے قرآن پڑھیں گے جو حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے حروریہ پر براہ راست اس روایت کو ثبت نہیں کیا بلکہ کہا اس امت میں ایک قوم نکلے گی۔ اوپر دی گئی دونوں روایات ایک ہی صحابی سے ہیں ایک میں وہ حروریہ سے لاعلم ہیں دوسری میں وہ کہتے ہیں قتال پر یہ گروہ واپس آ جائے گا یہ قابل غور ہے حروریہ مشرق میں نہیں شمال میں سے نکلے اور شاید اسی وجہ سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جو سنا تھا اس کے مطابق کہا

یعنی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس میں دور کا تعین نہیں کیا اور یقیناً وہ اس کو اپنے دور میں نہیں سمجھتے تھے ورنہ کہتے یہ فلاں گروہ ہے

الغرض ان روایات میں اضطراب ہے

صحیح بخاری کی معلق روایت ہے

يُنْطَلِقُونَ إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُونَهَا عَلَى الْإِيمَانِ. (من قول ابن عمر رضی اللہ عنہ

وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کریں گے۔ اس طرح وہ دوسرے مسلمانوں کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں گے تاکہ ان کا ناجائز قتل کر سکیں۔“ (قول ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مستفاد) بخاری، الصحيح، کتاب، استنبایہ المرتدین والمعاندین وقالم، باب قتل الخوارج والمحدثین بعد إقالة الحجة عليهم

یہ صحیح بخاری کی معلق روایت ہے یعنی باب میں بلا سند امام بخاری نے ابن عمر کا قول نقل کیا ہے وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ، وَقَالَ: إِنَّمَا نُطَلِّقُ إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ، فَيَجْعَلُونَهَا عَلَى الْإِيمَانِ انہوں نے وہ آیات جو کفار کے لئے تھیں ان کا اطلاق مومنوں پر کیا

وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّبْرِيُّ فِي كِتَابِ تَهْنِيبِ الْكُفَّارِ لَوْ شَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ إِنَّ كَبِيرَ أَحَدِهِمَا سَأَلَ نَافِعًا كَيْفَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ عُمَرَ فِي الْحُرُورِ قَالَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ نُطَلِّقُ إِلَى آيَاتٍ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُونَهَا عَلَى الْإِيمَانِ

بکیر بن الاشج نے نافع سے سوال کیا کہ ابن عمر کی حرور یہ پر کیا رائے تھی؟ انہوں نے کہا وہ ان کو شرعی مخلوق کہتے کہ انہوں نے وہ آیات جو کفار کے لئے تھیں ان کا اطلاق مومنوں پر کیا سند صحیح ہے

لیکن اس میں یہ الفاظ نہیں کہ ان کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں۔ خوارج کے نزدیک اصحاب رسول گمراہ تھے احکام الہی کے حوالے سے کافر یا مشرک نہیں تھے خوارج کے نزدیک علی نے احکام الہی پر عمل نہیں کیا باغیوں سے معاہدے کیے جو ان کے نزدیک صحیح نہیں تھا

نتائج

ان روایات میں تطبیق اس طرح ممکن ہے ایسے گمراہ گروہ نکلیں گے

جو بنو تمیم سے عبداللہ بن ذی النخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہوں گے

مدینہ کے مشرق میں ہوں گے

عرب نسل اور زبان والے ہوں گے

حذیفہ اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم کے مطابق یہ لوگ قرن اول میں نہیں ہیں اسی طرح علی رضی اللہ

عنہ بھی ان کو آخری زمانے میں بتاتے ہیں

احادیث میں ان گمراہ گروہوں کو خاص حروریہ یا خوارج نہیں کہا گیا بلکہ خوارج، اہل سنت اور اہل تشیع کے

گمراہ فرقے بھی ان میں سے ہو سکتے ہیں جو قرآن پڑھ رہے ہیں لیکن حلق سے نیچے نہیں جا رہا

روایت کی سب سے اہم بات نہ تو اس کی جرح تعدیل ہوتی ہے نہ راوی کی بحث بلکہ اس کا متن سب سے اہم

ہوتا ہے کہ آخر ایسا کہا ہی کیوں گیا۔ راوی پر جرح کر کے اس کو رد کرنا آسان ہے لیکن اس کے متن میں

چھپی بات تک پہنچنا اسی وقت ممکن ہے جب تمام روایات کو دیکھا اور ان کی جانچ کی جائے۔ تاریخ کے

حوالے سے علم الحدیث میں متن کی صنف میں اتنا کام نہیں ہوا جتنا درکار ہے

روایات ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

خوارج کو حوالے سے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بہت سے متضاد اقوال و احادیث موجود ہیں ان کی ایک جھلک آپ کو دیکھاتے ہیں

خوارج مارقہ ہیں بصريوں اور کوفیوں کی روایت	حروریہ کا پتا نہیں اہل مدینہ کی روایت
<p>صحیح مسلم حدیث: 2452 حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزُّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْ لَا هُمْ بِالْحَقِّ</p> <p>ترجمہ : ابوربيع زہرانی، قتیبہ بن سعید، ابو عوانہ، قتادہ، ابونضرہ، ابوسعید (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا میری امت میں دو گروہ ہوجائیں گے تو ان میں سے مارقہ فرقہ نکلے گا ان سے وہ جہاد کرے گا جو سب سے زیادہ حق کے قریب ہو گا۔</p> <p>حدیث: 2454 حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ الصَّخَّاکِ الْمَشْرِقِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ</p>	<p>صحیح بخاری کی حدیث ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ، فَسَأَلَاهُ عَنْ الْحَزْرَوِيِّ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي مَا الْحَزْرَوِيُّ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا - قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، يَفْرَعُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِرُ خُلُوقَهُمْ، - أَوْ حَنَاجِرُهُمْ - يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مَرْوَقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْطَرُ [ص: 17] الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتِمَّارَى فِي الْفَوْقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدِّمِ شَيْءٌ</p> <p>ابی سلمہ اور عطا بن یسار کہتے ہیں وہ ابی سعید الخدری کے پاس پہنچے اور ان سے حروریہ پر سوال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ</p>

<p>وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا تھا ؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو نہیں پتا کہ حروریہ کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت میں اور انہوں نے نہیں کہا اس میں سے ایک قوم نکلے گی جو اپنی نماز کو تمہاری نماز سے حقیر سمجھیں گے قرآن پڑھیں گے جو حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اور پھر تیر پھینکنے والا اپنے تیر کو دیکھتا ہے اس کے بعد جڑ میں (جو کمان سے لگی رہتی ہے) اس کو شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف</p>	<p>الْخُدْرِي عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَحْزُرُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ</p> <p>عبداللہ قواریری، محمد بن عبداللہ بن سفیان، حبیب بن ابی ثابت، ضحاک مشرقی، حضرت ابوسعید خدری (رض) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک حدیث میں ایسی قوم کا ذکر فرمایا جو اختلاف کے وقت نکلے گی ان کو دو گروہوں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ قتل کرے گا۔</p>
<p>قابل غور ابو سعید نے انکار کیا کہ ان کو حروریہ کا علم ہے حروریہ خوارج تھے لیکن ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس قول نبوی کو ان پر ثبت نہیں کیا</p>	<p>ابو سعید نے مارقہ کا ذکر کیا اور امام مسلم نے اس کو خوارج کے باب میں لکھا سند میں أَبِي نَضْرَةَ مَنذَرُ بْنُ مَالِكٍ بَصْرِيٌّ کا تفرد ہے جو حدیث میں کمزور ہے - اس کی روایات کا انکار بھی کیا گیا ہے دوسرے طرق میں الضَّحَّاكُ بْنُ شَرَاهِيلَ الْمُشْتَرَقِيُّ أَبُو سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ ہے جو هَمْدَانِ کا ہے</p>

خوارج جہنم کے کتے ہیں؟

شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ

المؤلف: أبو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللاکائی (المتوفی: 418ھ) کے مطابق

أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا
 دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شَيْهَابٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ نَافِعٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسِ
 الْمَلَائِكِيِّ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي السُّلَيْكِ ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ ، قَالَ: كُنْتُ بِدِمَشْقَ رَمَنَ
 عَبْدُ الْمَلِكِ فَجِيءَ بِرُؤُوسِ الْخَوَارِجِ فَنُصِبَتْ عَلَى أَعْوَادٍ ، فَحِثْتُ لِأَنْظُرُ فِيهَا ،
 فَإِذَا أَبُو أَمَامَةَ [ص: 115] عِنْدَهَا فَدَنَوْتُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا ، ثُمَّ قَالَ: «كِلَابُ النَّارِ»
 — ثَلَاثَ مَرَّاتٍ — «شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ ، وَمَنْ قَتَلُوهُ حَيْرٌ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ
 السَّمَاءِ» . قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

یہ ابوامامہ کے الفاظ ہیں اور واقعہ عبد الملک بن مروان کے دور میں ہوا جب دمشق میں روس خوارج کے سر
 پہنچے

أَبُو نَائِمَةَ الْبَاهِلِيُّ التَّمُونِيُّ ٨٦٦ھ نے خوارج کو جہنم کے کتے کہا
 اس کی سند میں حمزور و یقال نافع و یقال سعید بن الحزور ابو غالب البصری ہے جو مختلف فیہ ہے غلطی کرتا ہے
 اس سند کو صحیح بھی حسن بھی کہا گیا ہے

یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لوگ گزر چکے ان کا قتل ہو چکا

اس پر ایک روایت مسند احمد کی ہے جس میں شیعہ راوی ہیں اور ظاہر ہے یہ بدعتی عقیدے کے اثبات پر
 روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ ، حَدَّثَنَا الْحَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ الْعَبْسِيُّ كُوفِيٌّ ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمَهَانَ قَالَ: أَتَيْتُ
 (1) عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى وَهُوَ مَحْجُوبُ الْبَصَرِ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، قَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا
 سَعِيدُ بْنُ جُمَهَانَ ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ وَالذَّكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَتَلْتُهُ الْأَزْرَاقَةَ ، قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْأَزْرَاقَةَ ،
 لَعَنَ اللَّهُ الْأَزْرَاقَةَ ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ " ، قَالَ: قُلْتُ:
 الْأَزْرَاقَةُ وَخَذَهُمْ أَمِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا؟ قَالَ: " بَلِ الْخَوَارِجُ كُلُّهَا " . قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَطْلُمُ
 النَّاسَ ، وَيَفْعَلُ بِهِمْ ، (2) قَالَ: فَتَنَاقُلُ يَدِي فَعَمَزَهَا بِبِدِهِ عَمَزَةً شَدِيدَةً (3) ، ثُمَّ قَالَ: " وَيَحْكُ يَا
 ابْنَ جُمَهَانَ عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ ، عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ (4) إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ يَسْمَعُ مِنْكَ ،

فَأْتَاهُ فِي بَيْتِهِ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا تَعَلَّمَ، فَإِنْ قِيلَ مِنْكَ، وَإِلَّا فَدَعُهُ، فَإِنَّكَ لَسْتَ بِأَعْلَمَ مِنْهُ
الْحَشْرُجُ بْنُ نُبَاتَةَ نَعَى كَمَا مَجَّهَ سَعِيدُ بْنُ جُمَهَانَ نَعَى كَمَا مَجَّهَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى كَعَى پَاس
پہنچا الْأَزْرَاقَةُ كَا ذَكَرَ كَمَا ... ابْنُ أَبِي أَوْفَى نَعَى كَمَا رَسُولُ اللَّهِ نَعَى فَرَمَايَا تَهَا خَوَارِج
جہنم كَعَى كَعَى ہیں

روایت میں الْأَزْرَاقَةُ كَا ذَكَرَ ہے جو گناہ كَبِيرَہ كَعَى مَرْتَكَبِ كَا قَتْلِ جَائِزِ كَعَى تھے
سند میں حشر بن نباتہ ہے
البخاری كتاب الضعفاء له: وهذا لم يتابع عليه
نسائی نے غير قوى كَمَا ہے

دوسری
حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَجِيرٍ، (1) حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ: ... أَبُو أَمَامَةَ
سند میں سیار بن عبد اللہ ایک مجہول ہے
بعض كَا دَعْوَى ہے صحابی ہے لیكن اس سے روایت نہیں ملی

عبد اللہ بن احمد كى السنہ میں ہے
عكرية بن عمار، عن ابى عمار شداد بن عبد اللہ الدمشقى، عن ابى امامة
سند میں عكرية بن عمار مدلس ہے۔ احمد نے اس كو ضعيف كَمَا ہے

مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا غَالِبٍ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ بُرْءُ وَسِ الْأَزْرَاقَةُ فَصَبَّتْ عَلَى دَرَجٍ وَمَشَقَّ، جَاءَ
أَبُو إِيَّانَةَ

اور

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِبْلِیْ غَالِبٍ، عَنْ إِبْلِیْ لُثَامَةَ، أَنَّهُ رَأَى رُءُوسًا مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجٍ مَسْجِدٍ مَشَقَّ فَقَالَ
إِبُولُثَامَةَ: «كَلَابُ النَّارِ كَلَابُ النَّارِ

اور ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِبْلِیْ غَالِبٍ، قَالَ: رَأَى إِبُولُثَامَةَ رُءُوسًا
مَنْصُوبَةً عَلَى دَرَجٍ مَشَقَّ، فَقَالَ إِبُولُثَامَةَ: «كَلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ إِدِيمِ السَّمَاءِ،

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

(۲۹، ۱۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو مُرَّةٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَسْجِدٍ يَمُشِقُ لِحَاوُوا بِسَبْعِينَ رَأْسًا مِنْ رُؤُوسِ الْخُرُورِيَّةِ فَنُصِبَتْ عَلَى دُرُجِ الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ أَبُو أُمَامَةَ فَظَنَرُ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: رِجَالُ جَهَنَّمَ، خَرُّ فُلْكَى فَيُلَوُّا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، وَمَنْ قَتَلُوا خَبَرَ فُلْكَى تَحْتَ السَّمَاءِ، وَيَخِي وَنَظَرَ إِلَيَّ، وَقَالَ: يَا أَبَا غَالِبٍ، إِنَّكَ مِنْ بَلَدٍ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَعَاذَكَ، قَالَ: أَطْلَعَهُ

قَالَ: اللَّهُ مِنْهُمْ، قَالَ: نَفَرُوا آلَ عِمْرَانَ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ، وَقَالَ: «يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَادْعُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ» قُلْتُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ، إِنِّي وَأَنْتَكَ تَهَيَّرْتُمْ عِزَّتِكَ، قَالَ: نَعَمْ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ، إِنَّهُمْ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَدِ افْتَرَقْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى وَاحِدَةٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَتَرِيدُ هَذِهِ الْأُمَّةُ فِرْقَةً وَاحِدَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ عَلَيْهِمْ مَا حُمِلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِلْتُمْ، وَإِنْ تَطِيعُوهُ تَهْتَدُوا، وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ، السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ خَيْرٌ مِنَ الْفِرْقَةِ وَالْمَعْصِيَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا أُمَامَةَ، أَمِنْ رَأَيْكَ تَقُولُ أَمْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي إِذَا لَجَرْتُ، قَالَ بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ حَتَّى ذَكَرْتُ سَعْدًا (۳۹۰۴۷)

حضرت ابو غالب فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں تھا کہ لوگ ستر خارجیوں (حزبوں) کے سر لے کر آئے۔ ان رسول کو مسجد کی بیڑیوں پر نصب کر دیا گیا۔ جب حضرت ابو امامہؓ تشریف لائے اور ان کے سروں کو بھونک کر فرمایا کہ یہ جہنم کے ستے ہیں۔ آسمان کے نیچے مارے جانے والے یہ بدترین مخلوق ہیں۔ اور جنہیں انہوں نے قتل کیا ہے وہ آسمان کے نیچے سب سے بدترین مقتول ہیں۔ پھر وہ روئے اور میری طرف دیکھا اور مجھ سے فرمایا کہ اے ابو غالب! تم ان لوگوں کے شر سے بڑے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں محفوظ رکھا۔ پھر فرمایا کہ کیا تم سورۃ آل عمران پڑھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: «مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ» اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: «يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَادْعُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ» حضرت ابو غالب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے ابو امامہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! ان پر مدت کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو

مصنف ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (جلد ۱۱) ۷۷۸ کتاب العبد

نکل رہے ہیں۔ وہ اہل اسلام میں سے تھے۔ نئی اسرا نکل والے اکثر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور اس امت میں ایک فرقے کا اضافہ ہوگا، وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے بڑی جماعت کے۔ ان پر وہ ہے جس کے وہ مکلف بنائے گئے اور تم پر وہ ہے جس کے تم مکلف بنائے گئے۔ اگر تم اس بڑی جماعت کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور پیغام دینے والے پر قیامت کو کھول کھول کر بیان کر دینا ہی ہوتا ہے۔ بات کو سننا اور اطاعت کرنا فرقہ میں پڑنے اور معصیت سے بہتر ہے۔

ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اے ابو امامہ! یہ بات آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں یہ بات اپنی رائے سے کہوں تو دین کے معاملے میں جرأت کرنے والا بن جاؤں گا! میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ایک دوسرے شخص بلکہ سات مرتبہ سنی ہے۔

ان سب میں سند میں ابی غالب البصری مضبوط نہیں ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ يَقُولُ: دَخَلَ أَبُو لَهَيْثَةَ الْبَابَ وَمَشَقَّ فَرَأَى رُءُوسَ حُرُورٍ قَدْ نُصِبَتْ فَقَالَ: «كَلَابُ النَّارِ كَلَابُ النَّارِ»،
صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ ثقہ ہیں لیکن ابو امامہ سے ان کے سماع کا اثبات نہیں ہوا

ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ النَّازِرِيُّ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْخَوَارِجُ كَلَابُ النَّارِ»
سند منقطع ہے الْأَعْمَشِ کا سماع ابن ابی اوفی سے نہیں
[تعلیق محمد فواد عبدالباقی]

فی الزوائد رجال الاسناد ثقات. إلا ابن فيه انقطاعا

الغرض یہ روایات متاخرین نے بیان کی ہیں جب خوارج کا ایک فرقہ الازرقہ قتل کرنے لگا۔ خیال رہے کہ تمام خوارج اس فرقے کے نہیں تھے ان میں بھی الگ الگ موقف تھا۔ پھر موجودہ اہل سنت کے وہ فرقے جو بنو امیہ مخالف ہیں وہ ان روایات کو لہک لہک کر بیان کرتے ہیں۔ غور کریں الازرقہ قتل اصل میں بنو امیہ کا کر رہے تھے جو بقول شخصے ظالم تھے، نماز وقت پر نہیں پڑھتے تھے، جو گناہ کبیرہ ہے۔ محدثین ہی کی ایک جماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ میں ایمان نہیں ہوتا تو اس تناظر میں خوارج کیا صحیح نہیں تھے؟ راقم اس وجہ سے ان روایات پر تنقید کرتا رہا ہے لیکن افسوس لوگ غور نہیں کرتے

وہ روایات جن میں ہے کہ وہ نماز پڑھیں گے اور زبردست نماز ہو گی تو آج جا کر عمان میں دیکھ لیتے ہیں جہاں خوارج کی حکومت ہے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہم یا فرقے اس پر غور کیوں نہیں کرتے

ان روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت میں کسی گروہ کا ذکر تھا، جو بنو تمیم سے نکلے گا ذی خویصرہ کی نسل کا ہوگا۔ میرے نزدیک یہ دور نبی کی بات نہیں کیونکہ نسل دس بیس سال میں نہیں بنتی اس کو وقت درکار ہوتا ہے۔ علی کے مد مقابل لوگ اس روایت پر پورا نہیں اترتے نوٹ خوارج سے متعلق راوی کا شہر دیکھیں یا تو دمشق ہوگا یا بصرہ۔ کیونکہ الازرقہ یا الصفریہ وہاں حملہ کرتے تھے¹⁷

دوم مشرق سے فتنہ نکلے گا بھی غور طلب ہے کیونکہ قبیلہ الازد کا مسکن مشرق میں عمان و بحرین کے درمیان تھا۔ آجکل قبر مجاور بریلوی علماء کے ہاتھ ناریل لگ گیا ہے وہ ہر تقریر میں پہلے داعش فسادوں کا ذکر کرتے ہیں پھر ان کا قبروں کو مسمار کرنے کا عمل کا تذکرہ کرتے ہیں پھر یہاں جن روایات کا ذکر ہے ان کو بھی ملا دیتے ہیں۔ یہی کام ہمارے اخباری دانشور کر رہے ہیں۔ یہ سوچ سب غلط ہے اول تو بعض عمل اور موقف سرے سے صحیح نہیں ان پر بات کرنی چاہیئے ایک بے گناہ کبیرہ کا مرتکب کیا ہے کافر ہے یا مومن ہی ہے۔ یہ جڑ ہے دوم ان فرقوں کے نزدیک مہدی کا ظہور عراق سے ہے۔ پوچھا جائے اس پر کیا موقف ہے تو معلوم ہو گا کہ بریلوی ہوں یا سلفی ہوں سب کہتے ہیں امام مہدی آ رہے ہیں۔ فرقے تو صرف یہ کہ بریلویوں اور داعش کے نزدیک مہدی عراقی و شامی ہے۔ دیوبندیوں اور القاعدہ کے نزدیک مہدی خراسانی و افغانی ہے لیکن اس کو بھی عراق جانا ہے۔ اہل حدیث و بابیوں سلفیوں میں بعض کے نزدیک مدنی ہے اور بعض کے نزدیک عراقی ہے۔ حزب التحریر کے نزدیک مہدی یروشلمی یا فلسطینی ہے اور پھر شیعوں کے مہدی عراقی الگ ہیں

عصر حاضر میں بہت سے علماء افراط کا شکار ہیں، ان کو تاریخ کا صحیح علم بھی نہیں ہے لہذا تراجم کرتے وقت روایات کا ترجمہ بدل دیتے ہیں یا استنباط کرتے وقت تمام حدود لانگ جاتے ہیں

کتاب الشرح الممتع علی زاد المستقنع از محمد بن صالح بن محمد العثیمین کے مطابق

قال شيخ الإسلام - رحمه الله - : إن الأئمة - رحمهم الله - ومنهم الإمام أحمد، وغيره لم يكفروا أهل البدع إلا الجهمية، فإنهم كفروهم مطلقاً؛ لأن بدعتهم ظاهر فيها الكفر، وأما الخوارج والقدريّة ومن أشبههم فإن الإمام أحمد نصوصه صريحة بأنهم ليسوا بكفار

ابن تیمیہ نے کہا ائمہ..... جن میں امام احمد ہیں نے سوائے جہمیہ فرقہ کے کسی کی تکفیر نہیں کی کیونکہ وہ مطلق کفر کرتے ہیں کیونکہ ان کی بدعت ظاہر ہی کفر ہے اور جہاں تک خوارج اور قدریہ کا تعلق ہے اور ان کے جیسے تو امام احمد سے صریح نصوص سے ہے کہ یہ کفار نہیں ہیں

المغنی میں ابن قدامہ کہتے ہیں

وَقَدْ عُرِفَ مِنْ مَذْهَبِ الْخَوَارِجِ تَكْفِيرُ كَثِيرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَاسْتِحْلَالُ دِمَائِهِمْ، وَأَمْوَالِهِمْ، وَاعْتِقَادُهُمْ التَّقَرُّبَ بِقَتْلِهِمْ إِلَى رَبِّهِمْ، وَمَعَ هَذَا لَمْ يَحْكَمْ الْفُقَهَاءُ بِكُفْرِهِمْ؛ لِتَأْوِيلِهِمْ

اور خوارج کا صحابہ کی تکفیر کا مذہب معلوم ہے اور ان کے بعد والوں کا بھی کہ خون اور مال کو حلال کرتے ہیں اور اس پر اپنے رب سے تقرب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس سب کے ساتھ (اہل سنت کے) فقہاء نے ان کی اس تاویل پر ان کے کفر کا حکم نہیں کیا ہے

راقم اس رائے سے اتفاق کرتا ہے

اس کے برعکس اہل سنت علی اور خوارج کے حوالے سے کہتے ہیں کہ روایات میں ہے کہ ایک گروہ ہوگا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے ”میرقون من الدین مروق السهم من الرمية یہ قرآن کریم کی تلاوت تو کریں گے لیکن ان کے حلق ”نکل جاتا ہے“۔ یقرءون القرآن لایجاوز حناجرہم سے نیچے نہیں اترے گا، یہاں تک کہ روایت میں ان کو عاد و ثمود بھی قرار دیا گیا ہے۔ راقم کہتا ہے ان روایات کو خوارج پر ثبت کرنا، اہل سنت میں سے بعض کا فکری تضاد ہے

کیونکہ کوئی فرقہ دین سے تیر کی طرح نکل گیا تو اس کا شمار پھر اسلام میں کیسے ہو سکتا ہے؟ اس روایت کو خوارج پر علی رضی اللہ عنہ کے بعض مفراط شیعوں نے لگایا ہے جبکہ علی رضی اللہ عنہ کا عمل اس روایت کی تعلیظ کرتا ہے، وہ خوارج کا قتل عام نہیں کرتے، نہ وہ ان کو عاد و ثمود قرار دیتے ہیں، نہ وہ گھات لگا کر ان کا قتل کرتے ہیں جبکہ آج علماء نے لفظ خوارج کو تکفیر کا متبادل بنا دیا ہے۔ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ علی نے تاویل قرآن پر اختلاف میں جنگ کی لیکن وہ اس میں منفرد نہیں یہی کام خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور میں کیا ہے¹⁸۔

18

تاویل قرآن پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ کی جب زکوہ کے انکاری اہل قبلہ سے قتال کیا - حدیث ہے :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، باقی اسلام پر وہ عمل کر رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود خلیفہ رسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کے عزم کا اظہار فرمایا، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا آپ ان سے قتال کریں گے جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں؟ جبکہ ایسے لوگوں کے جان و مال

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوَّلِيُّ ثنا إبراهيم بن سعد عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّقِيُّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنْفِيِّ [3] قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخَذَ الْمُصْحَفَ [فَوَضَعَهُ] عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى لَا أَرَى وَرَقَهُ يَتَقَعَّقُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ مَنَعُونِي [أَنْ أَقُومَ فِي الْأُمَّةِ] بِمَا فِيهِ فَأَعْطِنِي [ثَوَابَ] مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلَأْتُهُمْ وَمَلُونِي، وَأَبْغَضْتُهُمْ وَأَبْغَضُونِي، وَحَمَلُونِي عَلَى غَيْرِ طَبِيعَتِي وَخُلُقِي وَأَخْلَاقٍ لَمْ تَكُنْ تُعْرِفُ لِي، فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدِلْهُمْ بِي شَرًّا مِنِّي، اللَّهُمَّ أَمِتْ قُلُوبَهُمْ مِثْلَ الْمِلْحِ فِي «-الْمَاءِ- قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِي أَهْلَ الْكُوفَةِ

المعرفة والتاريخ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوَّلِيُّ ثنا إبراهيم بن سعد عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّقِيُّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْحَنْفِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخَذَ الْمُصْحَفَ [فَوَضَعَهُ] عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى لَا أَرَى وَرَقَهُ يَتَقَعَّقُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ مَنَعُونِي [أَنْ أَقُومَ فِي الْأُمَّةِ] بِمَا فِيهِ فَأَعْطِنِي [ثَوَابَ] مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ:

کے تحفظ کی ضمانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ان سے قتال ضرور کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے - اللہ کی قسم! اگر وہ ایک بکری کا بچہ بھی مجھے دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (زکوٰۃ میں) ادا کرتے تھے تو میں اس کے بھی روک لینے پران سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! (جب میں نے ابوبکر کے موقف پر غور کیا تو) میں نے یہی دیکھا کہ اللہ نے ان لوگوں سے قتال کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے بھی جان لیا کہ یہی بات حق ہے۔ صحیح بخاری

یعنی اسلام میں تاویل قرآن پر پہلی جنگ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی ہے

اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلَأْتُهُمْ وَمَلُونِي، وَأَبْعَضْتُهُمْ وَأَبْعَضُونِي، وَحَمَلُونِي عَلَى غَيْرِ طَبِيعَتِي وَخُلُقِي وَأَخْلَاقٍ لَمْ تَكُنْ تُعْرِفُ لِي، فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْرًا مِنْهُمْ وَأَبْدِلْهُمْ بِي شَرًّا مِنِّي، اللَّهُمَّ أَمِتْ قُلُوبَهُمْ مَيِّتَ الْمَلَحِ فِي الْمَاءِ- قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْزِي أَهْلَ الْكُوفَةِ

عبدالرحمن بن قیس، ابو صالح الحنفی الکوفی نے کہا میں نے علی بن ابی طالب کو دیکھا انہوں نے مصحف اٹھایا ہوا تھا اس کو سر پر رکھا یہاں تک کہ میں اس کا ورقہ نہ دیکھ سکا پھر کہا اے اللہ یہ مجھے منع کرتے ہیں کہ امت میں اس کو اٹھاؤں جو آپ نے اس میں سے حصہ عطا کیا، پھر کہا میں ان سے بیزار ہوں، میں نفرت کرتا ہوں یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور یہ مجھ پر میرے مزاج و خلق و اخلاق کے خلاف ڈال رہے ہیں جو میں نہیں جانتا۔ اے اللہ ان کو خیر سے بدل دے اور ان کے لئے مجھ سے بھی شری سے بدل دے اے اللہ ان کے دلوں کو پگھلا دے جیسے نمک پانی میں حل ہوتا ہے

اسی سند سے البدایہ والنہایہ میں دوسرے متن میں ہے ان کے دلوں کو مار دے

اس کی سند میں عبدالرحمن بن قیس، ابو صالح الحنفی الکوفی اور محمد بن عبید اللہ الشافعی ہیں جو ثقہ ہیں

یہ روایت البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے نقل کی ہے خوارج کے حوالے سے کہ انہوں نے علی سے تاویل قرآن کے حوالے سے بدل کیا۔ راقم کی رائے اس پر گزر چکی ہے کہ یہ قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے تھا

علی رضی اللہ عنہ کی عراق میں تقریریں

مسند احمد کے مطابق علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کا جب اختلاف ہوا تو علی نے ان کو سمجھانے کے لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے ان کو نصیحت کی تو
فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمْ ابْنُ الْكُوَّاءِ
ان میں چار ہزار واپس لوٹ آئے جن میں ابنُ الْكُوَّاءِ بھی تھا

روایات کے مطابق ابْنُ الْكُوَّاءِ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان سے ٹیڑھے سوالات کرتا رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ علی نے علم غیب تک رسائی کا دعویٰ کیا کہ یہ کہا کہ وہ جو قیامت تک جو ہو گا وہ اس کو جانتے ہیں گویا علی الوحی سے یہ سب بتا سکتے تھے

مصنف عبدالرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ، سَمِعَ ابْنَ الْكُوَّاءِ،
سَأَلَ عَلِيًّا عَنِ النَّبِيِّ الْمَعْمُورِ مَا هُوَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: «ذَلِكَ الضَّرَاحُ فِي سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فِي الْعَرْشِ،
«يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، لَا يَغُودُونَ إِلَيْهِ إِلَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
ابَا الطُّفَيْلِ کہتے ہیں انہوں نے ابن الْكُوَّاءِ سے سنا کہ اس نے علی سے بیت المعمور پر سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ علی
نے کہا یہ شیشہ ہے سات آسمان اوپر عرش پر اس میں ہر روز ستر ہزار داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے
یہاں تک کہ قیامت ہو

کتاب الجامع فی الحدیث لابن وہب از ابو محمد عبد اللہ بن وہب بن مسلم المصری القرشی (المتوفی: 197ھ) کے

مطابق

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى عُفْرَةَ، وَحَمَادِ بْنِ هِلَالٍ، أَنَّ ابْنَ الْكَوَّاءِ، قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: مَا قَوْسُ فُرَحٍ؟ قَالَ: «لَا تَقُولُوا قَوْسَ فُرَحٍ، فَإِنَّ فُرَحَ الشَّيْطَانِ، وَلَكِنْ أَمْنَةٌ مِنَ اللَّهِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ بَعْدَ قَوْمِ نُوحٍ ابْنُ الْكَوَّاءِ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا یہ قَوْسُ فُرَحِ کیا ہے؟ علی نے جواب دیا اس کو قَوْسُ فُرَحِ مت کہو کیونکہ فُرَحِ شیطان ہے لیکن یہ امان ہے جو اللہ نے نوح کے بعد زمین والوں کو غرق ہونے سے دی

کتاب ادب المفرد از امام بخاری کی روایات ہیں

عن أبي الطفيل سأل ابن الكواء علياً رضي الله عنه عن الْمَجْرَةِ قَالَ: هُوَ شَرْجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فَتَحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مِنْهُمْ

البانی نے صحیح الإسناد قرار دیا ہے

ادب المفرد پر تحقیق میں البانی کہتے ہیں یہ صحیح ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَعَبْدِهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّاءِ عَلِيًّا عَنِ الْمَجْرَةِ، قَالَ: هُوَ شَرْجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فَتَحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مِنْهُمْ

[قال البانی]: صحیح

ابی الطفیل نے ابن الکواء سے روایت کیا کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہکشاں ملکی وے (جادہ شیر) پر سوال کیا۔ علی نے کہا یہ آسمان کی مقعد ہے اور اس میں نہر کی طرح پانی برسا

یاد رہے کہ طوفانِ نوح کے حوالے سے سورہ القمر میں ہے کہ فَتَحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَرِجٍ آسمان کو کھول دیا گیا کہ اس میں سے نہر کی طرح پانی برسا

الفقیہ والمتفقہ از المؤلف: ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی الخطیب البغدادی (المتوفی: 463ھ) میں ہے

أنا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ رَوْحٍ ، وَأَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ فَهْدٍ النَّهْرَوَانِيُّ بِهَا ، قَالَ: أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ الْكُهَيْلِيُّ بِالْكُوفَةِ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْزُوقِيُّ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، نَا مَعْمَرٌ ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي دُبَيٍّ ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا ، وَهُوَ يَخْطُبُ ، وَهُوَ يَقُولُ [ص:352]: «سَلُونِي ، وَاللَّهِ لَا «تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ إِلَى الطَّفِيلِ» نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہوگی جو قیامت تک ہو کہ وہ تم پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں

محقق عادل بن یوسف العزازی کہتے ہیں اسنادہ صحیح

اخبار کہ از الازرقی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ أَبِي الْمُهَدَّبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُولُ: «سَلُونِي، فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ، وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّهَا بَلِيلٌ نَزَلَتْ أَمْ بَنَاهَارٍ، أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ

بَجَبِلَ» فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ، وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَلْفِي، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ اللَّبَيْتَ الْمَعْمُورَ، مَا هُوَ؟ قَالَ: «ذَلِكَ الضُّرَّاحُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَى الطُّفَيْلِ» نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے سوال کرو اللہ کی قسم کوئی چیز نہ ہوگی جو قیامت تک ہو کہ تم اس کا پوچھو اور میں جواب نہ دوں اور کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو اللہ کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتنی یا رات میں سیدھی زمین پر اتنی یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہا کیا آپ نے بیت المعمور دیکھا ہے کیا ہے یہ؟ علی نے کہا یہ شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو

کتاب جامع بیان العلم و فضلہ از ابن عبد البر دار ابن الجوزی کے مطابق

وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ فُتْحٍ، نَا حَمْرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، نَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: "شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: سَلُونِي فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ وَسَلُونِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ؛ فَوَاللَّهِ مَا مِنْهُ آيَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْلَمُ بِلَيْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بَنَهَارٍ أَمْ بِسَهْلٍ نَزَلَتْ أَمْ بِجَبَلٍ، فَقَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا {الذَّارِيَّاتِ دُرُّوْا} فَالْحَامِلَاتِ وَفُرَا فَالْجَارِيَّاتِ يُسْرَا فَالْمُقْسِمَاتِ أَمْرًا {الذَّارِيَّاتِ: 2}؟ قَالَ: وَيَلَيْكَ سَلْ تَقْهَهَا وَلَا تَسَلْ تَعْنَتَهَا، {الذَّارِيَّاتِ دُرُّوْا} {الذَّارِيَّاتِ: 1}: رِيَاخٌ، {الْحَامِلَاتِ وَفُرَا} {الذَّارِيَّاتِ: 2}: السَّحَابُ {فَالْجَارِيَّاتِ يُسْرَا} {الذَّارِيَّاتِ: 3}: السُّقُونُ {فَالْمُقْسِمَاتِ أَمْرًا} {الذَّارِيَّاتِ: 4}: الْمَلَائِكَةُ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ السَّوَادَ الَّذِي فِي الْقَمَرِ؟ قَالَ: أَعْمَى سَأَلَ عَنْ عَمِيَاءَ أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: {وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ} {الْإِسْرَاءِ: 12} فَمَحَوَهُ السَّوَادُ الَّذِي فِيهِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ ذَا الْقُرْنَيْنِ؟ أَنْبِيَا كَانَ أَمْ مَلِكًا؟ قَالَ: لَا وَاحِدًا مِنْهُمَا وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا

صَالِحًا أَحَبَّ اللَّهُ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ وَنَاصَحَ اللَّهُ فَنَاصَحَهُ اللَّهُ، دَعَا قَوْمَهُ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْيِهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ إِلَى الْهُدَى فَضَرَبُوهُ عَلَى قَرْيِهِ الْآخَرِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الثَّوْرِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ هَذَا الْقَوْسَ مَا هُوَ؟ قَالَ: هِيَ عَلَامَةٌ بَيْنَ نُوحٍ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَأَمَانٌ مِنَ الْعَرْقِ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ النَّبِيَّتَ الْمَعْمُورَ مَا هُوَ؟ قَالَ: الصُّرَاخُ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ تَحْتَ الْعَرْشِ يُدْخِلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ [ص: 465] أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَمَنْ الَّذِينَ يَدُلُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحْلُوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبُورَارِ؟ قَالَ: هُمَا الْأَفْجَرَانِ مِنْ فُرَيْشٍ كُنِفْنَهُمَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَمَنْ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا؟ قَالَ: كَانَ أَهْلُ حَرُورَاءَ مِنْهُمْ

إِلَى الظُّفَيْلِ نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم تم کوئی چیز نہ ہوگی جو قیامت تک ہو کہ وہ پوچھو اور میں اس کا تم سے ذکر نہ کر دوں اور کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو اللہ کی قسم کوئی اس میں آیت نہیں کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ دن میں اتری یا رات میں سیدھی زمین پر اتری یا پہاڑ پر پس ابن الکواء کھڑا ہوا اور میں اس کے اور علی کے درمیان تھا اور یہ میرے پیچھے تھا کہ یہ الذاریاتِ ذُرُوءُ الْفَالِجَاتِ وَفُخْرُ الْجَارِيَاتِ سُورَةُ الْقِسْمَاتِ اِمْرَا { الذاریات: 2 } کیا ہے؟ علی نے جواب دیا تیری بربادی ہو وہ سوال کر جس سے تفقہ ہو نہ کہ بھڑاس نکال۔ { الذاریاتِ ذُرُوءُ } [الذاریات: 1] یہ ہوائیں ہیں { الْفَالِجَاتِ وَفُخْرُ } [الذاریات: 2] یہ بادل ہیں { الذاریاتِ سُورَةُ } [الذاریات: 3] یہ کشتیاں ہیں { الْقِسْمَاتِ اِمْرَا } [الذاریات: 4] یہ فرشتے ہیں۔ ابن الکواء نے کہا یہ چاند میں اپ نے دجے دیکھے ہیں؟ علی نے کہا اندھے نے اندھے سے سوال کیا ہے کیا تو نے قرآن میں اللہ کا کہا نہیں سنا؟ { وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتَيْنِ فَمَحْوُتَ آيَةِ اللَّيْلِ } [الاسراء: 12] (پس ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں) تو اس میں جو مٹا دیا جاتا ہے وہ یہ دجے ہیں اِنَّ الْكُؤَاءِ نے پوچھا آپ نے ذوالقرنین کو دیکھا، نبی ہیں کہ فرشتہ ہیں؟ علی نے کہا ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں بلکہ صالح شخص ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور... قوم کو پکارا ہدایت کی طرف تو ان کے ایک سینک پر مارا اور پھر پکارا تو دوسرے

سینگ پر مارا اور ذوالقرنین کے پیل جیسے دو سینگ نہیں تھے اِنَّ الْكُؤَاءِ نے پوچھا یہ قَوْسُ قُرْحُ کیا ہے؟ علی نے کہا یہ نوح اور اللہ کے درمیان غرق ہونے سے امان کی علامت ہے اِنَّ الْكُؤَاءِ نے پوچھا کیا پ نے بیت المعمور کو دیکھا؟ یہ کیا ہے؟ علی نے کہا ایک شیش (محل) ہے سات آسمان اوپر عرش کے نیچے ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو واپس نہیں پلٹتے یہاں تک کہ قیامت ہو اِنَّ الْكُؤَاءِ نے پوچھا آیت بَدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفُّوا وَاَكْلُوا قَوْمُكُمْ دَارَ الْبَوَارِ میں یہ کون ہیں؟ علی نے کہا قریش کے فاجر لوگ جن سے بدر کے دن بچے ابن الکؤاء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں؟ علی نے کہا یہ اہل خُروراء خوارج ہیں

محقق ابی الاشبال الزہیری کہتے ہیں

اسنادہ صحیح و رجالہ ثقات

سند میں وہب بن عبد اللہ بن ابی دبی الکوفی ہے

مکتبہ عباد الرحمن سے اسی کتاب کا جو نسخہ چھپا ہے اس کے محقق ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن الصالح اس روایت پر کہتے ہیں
اسنادہ صحیح

امام بخاری نے بھی یہ روایت تاریخ الکبیر میں عبد اللہ بن وہب کے ترجمہ میں دی ہے لیکن اس کو نقل نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو علم ہے کون سی آیت کہاں اتری

قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ محققین جو اہل سنت میں سے ہیں وہ ان روایات کو صحیح کہہ رہے ہیں جبکہ یہ صحیح نہیں ہیں

روایت سند سے صحیح بھی ہوں تو ان کا متن خود بخود صحیح نہیں ہو جاتا

روایت کے مطابق ابن الکواء نے پوچھا آیت الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا میں یہ کون ہیں؟ علی نے کہا یہ اہل خُروراء خوارج ہیں۔ یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت جہنمیوں کے بارے میں ہے اور علی نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا، نہ اہل سنت کے ائمہ نے ان کو کافر قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ ابن زبیر اور ابن عباس نے خوارج کو حج بھی کرنے دیا ہے

قوس قزح کو طوفان نوح کے بعد اللہ اور اہل ارض کے درمیان ایک امان نامہ قرار دیا گیا ہے اصلاً یہ قول یہود کا ہے۔ کتاب پیدائش باب ۹ میں ہے

I have set my rainbow in the clouds, and it will be the sign of the covenant between me and the earth. Whenever I bring clouds over the earth and the rainbow appears in the clouds, I will remember my covenant between me and you and all living creatures of every kind. Never again will the waters become a flood to destroy all life.

میں نے اپنا قوس قزح بادلوں میں رکھا ہے اور یہ میرے اور زمین کے درمیان ایک عہد میثاق ہے میں جب بھی زمین پر بادل لاؤں گا اور قوس قزح بادلوں میں ظاہر کروں گا تو میں اپنے اور تمہارے تمام زندہ مخلوقات درمیان اس عہد کو یاد کروں گا کہ آئندہ کبھی بھی پانی سیلاب نہ بنے گا کہ تمام حیات کو برباد کر

دے

یہ نظم کائنات کا تغیر ہے کیونکہ اگر قوس قزح نوح علیہ السلام کے دور سے شروع ہوا ہے تو روشنی کا انعکاس پہلے نہ ہوا ہوگا اور نہ آدم علیہ السلام نے دیکھا ہوگا جبکہ زمیں و آسمان کے اس تغیر کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث نبوی میں

بابل کی غلامی میں یہود کو قوس قزح پر یہ قول بابل سے ملا جن کی

Epic of Gilgamesh

کے مطابق دیوی اشتار

Ishtar

نے اہل ارض سے وعدہ کے کہ ان کو آج کے بعد طوفان سے تباہ نہ کرے گی اور وعدہ کے طور پر اپنا بار دیا جو قوس قزح ہے

اہل کتاب کے محققین کہتے ہیں کہ کتاب پیدائش کا یہ حصہ

Priests of Temples

نے توریت میں شامل کیا کہ اس کو اپنے حساب سے بیان کیا

اسی طرح علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول میں کہا گیا ہے کہ علی نے مکی وے کہکشاں کو آسمان کی مقعد قرار دیا جس سے طوفان نوح پر پانی نکلا اور زمین پر آیا۔ یہ بھی ایک غیر سائنسی بات ہوئی کیونکہ آسمان کا پانی بادل سے اتا ہے نہ کہ مکی وے سے۔ مکی وے یا جاہ شیر کہکشاں ایک نہر ہے یہ قول قدیم فراعنہ مصر کا تھا ان کے نزدیک دریائے نیل اصل میں آسمان کی نہر ہے جو مکی وے سے ملی ہوئی ہے۔ ابن الکواء نے جس طرح پانی اور مکی وے کو ملا یا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ قول عربوں میں ابن الکواء سے آیا۔ یاد رہے کہ خوارج مصر سے آئے تھے جو فراعنہ مصر کی تہذیب کا مقام تھا اور ابن الکواء بھی سابقہ خارجی تھا اس طرح ان کے ڈاک خانے مل جاتے ہیں

Ancient Egypt: The Light of the World Book by Gerald Massey

way (ch. 86). Another Egyptian name for the heaven as water is urnas or uranus. This we claim to be the Kamite original of the Greek uranus. Dr. Birch renders it in his dictionary "Urnas, Ouranos, the celestial water." The Egyptians did not personalize it under that name ; still, the urnas is the celestial water, and urnas=uranos. The okeanus that flows around the world was neither a fabulous sea nor a stream of water, but the firmament itself, that was figured as the celestial water surrounding the mount of earth. Through this ocean ran the great stream of the white water or the Milky Way. Thus we have the okeanos and the ocean stream of Homer for the first time separately identified. Again, the water appeared divided into two lakes at the head of the celestial river united to form one stream in the Via Lactea. The system of the waters in the Bundahish is

علی نے چاند کے گڑھوں کو مستقل قرار نہیں دیا اور کہا وہ مٹ جاتے ہیں اور آیت کی غلط تاویل بھی کی کیونکہ آیت میں چاند کی گھٹتی بڑھتی منازل کا ذکر ہے جو زمین سے نظر آتی ہیں۔ چاند کے گڑھے اس پر حقیقی ہیں کالے دھبے نہیں ہیں جو مٹ جائیں

یعنی ابن الکواکب یا ابی الطفیل کے بقول علی رضی اللہ عنہ نے تین اقوال کہے جو فی الحقیقت غلط ہیں۔ آج سائنس سے ہم کو ان کا علم ہے

ابو الطفیل عامر بن واثمۃ اللبیشی بہت سے محدثین کے نزدیک صحابی نہیں۔ امام احمد نے کہا اس نے رسول اللہ کو دیکھا سنا نہیں ہے

وقال عبد اللہ: حدثني إبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولی بنی ہاشم. قال: حدثني مہدی بن عمران المازنی. قال: سمعت إبا الطفیل، وسئل بل رایت رسول اللہ — صلی اللہ علیہ وسلم —؟ قال: نعم، قيل: فمیل کلمتہ؟ قال: لا. (5822) «العلل

دارقطنی نے کہا اللہ کو پتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا نہیں

. قال الدَّرَقُطَنِيُّ: إِبْرَاهِيمُ الطُّفَيْلِيُّ رَأَى النَّبِيَّ — صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — وَصَحْبَهُ، فَأَمَّا السَّمَاعُ فَاللَّهُ يَعْلَمُ. «العلل» 427

اکامل از ابن عدی میں ان کے بارے میں لکھا ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَّادٍ، حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَقِيلَ لَهُ: كَانَ مَغِيرَةَ يَنْكُرُ الرِّوَايَةَ، عَنْ ابْنِ الْطَفِيلِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

جریر بن عبد الحمید سے پوچھا گیا کہ مغیرہ کیا ابو الطفیل کی روایت کا انکار کرتے تھے کہا ہاں

جامع التحصیل کے مطابق

لَهُ رُويَةٌ مَجْرَدَةٌ فِي مَجْمَعِ الطَّبْرَانِيِّ الْكَبِيرِ رَوَايَةً عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَهُوَ مَرْسَلٌ لَمْ يَدْرِكْهُ

ابو طفیل نے مجر دوکھا ہے اور مجم طبرانی میں اس کی روایت زید بن حارثہ سے ہے جو مرسل ہے اس کی ملاقات زید سے نہیں

الذَّهَبِيُّ كَقَوْلِ انْهَوْنَ نَعَى رَأَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ نَبِيَّ كَوْحِ الْوُدَّاعِ كَقَوْلِهِ مَوْقِعُهُ
دیکھا بحوالہ سیر اعلام النبلاء

تاریخ دمشق کے مطابق

الْأَخْرَمُ: لَمْ تَرَكَ الْبَخَارِيُّ حَدِيثَ ابْنِ الْطَفِيلِ؟ قَالَ: نَأْنَهُ كَانَ يُفْرَطُ فِي التَّشْيِيعِ

الآخرم نے کہا بخاری نے ابو طفیل کی حدیث کیوں ترک کی؟ کہا کیونکہ یہ شیعیت میں افراط کرتے تھے

اہل تشیع کے مطابق یہ صحابی

عامر بن واثلة ل، ی، بن (کش) کان کیسانیا یقول بحیاء محمدابن الحنیفة
وخرج تحت رایة المختار

کیسانیه فرقے کے تھے جو اس کے قائل ہیں کہ محمد بن حنفیہ کو موت نہیں اور یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے
نکلے

قرار دیا ہے بحوالہ ہدی الساری از ابن حجر صاحب رایۃ المختار اہل سنت کے امام ابن حزم نے ابو طفیل کو
مختار ثقفی اہل سنت میں کذاب ہے اور اہل تشیع کے مطابق غلط شخص کو امام سمجھتا تھا صحیح عقیدے پر نہیں
تھا

آخر میں روایت میں علی کا دعویٰ کہ وہ ہر اس بات کو جانتے ہیں جو قیامت تک ہوگی بھی صحیح نہیں ہو سکتا
ورنہ تو یہ علی کی لیلا بن جائے گی کہ ابن ملجم آگے اتا ہے وہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ
ابن ملجم ان کو قتل کرنے کے لیے بڑھ رہا ہے

ان شواہد کی روشنی میں یہ روایات باطل متن منکر ہے

جو قول اغلباً صحیح ہے وہ صرف یہ کہ علی نے ذوالقرنین پر خیال کا اظہار کیا

مشکل آثار از طحاوی میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَبِيُّ، عَنْ بِسَامِ
الصَّبْرِفِيِّ، عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ قَالَ: قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ: ”
سَلُونِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلُونِي، وَلَنْ تَسْأَلُوا بَعْدِي مِثْلِي“ فَقَامَ إِلَيْهِ ابْنُ الْكَوَّاءِ فَقَالَ:

مَا كَانَ دُو الْقَرْنَيْنِ , أَمَلَكٌ كَانَ أَوْ نَبِيٌّ؟ قَالَ: " لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا وَلَا مَلَكًا , وَلَكِنَّهُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا , أَحَبَّ اللَّهُ فَأَحَبَّهُ , وَنَاصَحَ اللَّهُ فَتَنَصَّحَهُ , ضَرَبَ عَلَى قَرْبِهِ الْأَيْمَنَ فَمَاتَ , ثُمَّ بَعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ , ثُمَّ ضَرَبَ عَلَى قَرْبِهِ الْأَيْسَرَ فَمَاتَ , وَفِيكُمْ مِثْلُهُ ابْنُ الْكُوَّاءِ " نے کہا دُو الْقَرْنَيْنِ کون ہیں نبی یا فرشتہ؟ علی نے کہا نہ نبی ہیں نہ فرشتہ ہیں بس نیک بندے ہیں اللہ سے محبت کرنے والے تو اللہ نے ان سے محبت کی اور اللہ سے مشورہ کیا تو اللہ نے ان کو نصیحت دی انہوں نے دائیں جانب ایک قریرہ پر ضرب کی وہ ہلاک ہوئے پھر اللہ نے انہیں بھیجا بائیں جانب قریرہ پر ضرب کی وہ بھی ہلاک ہوئے اور تمہارے درمیان ان کے جیسا موجود ہے

طحاوی نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور علی کے قول کہ وہ ذوالقرنین جیسے ہیں کی تاویل بھی کی ہے فَقَالَ قَائِلٌ: فَفِي حَدِيثٍ عَلِيِّ الْأَذِي رَوَيْتُهُ: " وَفِيكُمْ مِثْلُهُ " فَمَا الْمُرَادُ بِذَلِكَ مِمَّا قَدْ جُعِلَ فِيهِ مِثْلًا لِذِي الْقَرْنَيْنِ. فَكَانَ جَوَابًا لَهُ فِي ذَلِكَ بِتَوْفِيقِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَوْنِهِ: أَنَّهُ أُرِيدَ بِهِ أَنَّهُ مِثْلٌ لِذِي الْقَرْنَيْنِ فِي دُعَائِهِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ , وَفِي قِيَامِهِ بِالْحَقِّ , دُعَاءَ وَقِيَامًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ , كَمَا كَانَ دُو الْقَرْنَيْنِ فِيمَا دَعَا إِلَيْهِ , وَفِيمَا قَامَ بِهِ قَائِمًا وَدَاعِيًا بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

طحاوی نے کہا: ہمارا جواب اللہ کی توفیق و مدد سے یہ ہے کہ علی کی مراد ہے کہ وہ ذوالقرنین کی مثل ہیں اللہ سے دعا کرنے میں اور حق پر قائم ہونے پر جیسا کہ ذوالقرنین حق پر قائم ہوئے اور اس کی دعوت دی روز محشر تک کے لئے

راقم کہتا ہے علی نے اہل جمل اور اہل صفیں کو شکست دی تھی لہذا علی اگر کوفہ میں مسجد میں خطاب کر رہے تھے تو کعبہ پشت کی طرف تھا بصرہ دائیں طرف تھا جہاں اہل جمل سے لڑے اور رقبہ بائیں طرف تھا جہاں اہل شام سے لڑے۔ اس طرح علی نے اپنے آپ کو مرد صالح ذوالقرنین سے ملایا جنہوں نے دائیں اور بائیں جانب قتال کیا

الحافظ المقدسی کی الأحادیث المختارة میں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بها قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل – قراءة عليه وأنت تسمع – أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُخِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ له الأسبابُ وبُسطَ له النُّورُ فقال: أزيذك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذی القرنین پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے؟ علی نے کہا سبحان اللہ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا۔ حبیب بن حماز نے کہا آپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا؟ پس حبیب بن حماز نے کہا: یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماک بن حرب ہے جس کو شعبہ، سفیان الثوری، صالح جزرة اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے

قال احمد: سماك مضطرب الحديث

جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا

سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں اکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَفِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلْمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخُو سُفْيَانَ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَمَّاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: قِيلَ لِي فِي الْمَنَامِ إِيَّاكَ وَالْكَذِبَ إِيَّاكَ وَالنَّمِيمَةَ إِيَّاكَ وَلَحُومَ النَّاسِ.

.. سہاک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو

النسائی نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گ لہذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا۔ ممکن ہے اس کا اثر ہو

البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول میں معروف تھا

اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

علی نے اپنے حق کی بات کیوں نہ کی؟ یہ ایک منطقی اعتراض ہے جو اہل سنت کی جانب سے کیا جاتا ہے اس کا جواب تھا نہیں لہذا یہ روایت اس سلسلے میں گھڑی گئی جس کو طبرسی نے اجتہاد میں بیان کیا لیکن سند نہیں دی

علل الشرائع - الشیخ الصدوق - ج 1 - ص ۱۴۸ تا ۱۵۰ میں روایت ہے

حدثنا حمزة بن محمد العلوي قال : أخبرنا أحمد بن محمد بن سعيد قال : حدثني الفضل بن خباب الجمحي قال : حدثنا محمد بن إبراهيم الحمصي قال : حدثني محمد بن أحمد بن

موسى الطائي ، عن أبيه ، عن ابن مسعود قال : احتجوا في مسجد الكوفة فقالوا ما بال أمير المؤمنين " ع " لم ينازع الثلاثة كما نازع طلحة والزبير وعائشة ومعوية ، فبلغ ذلك عليا " ع " فأمر أن ينادي بالصلاة جامعة فلما اجتمعوا صعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : معاشر الناس ، انه بلغني عنكم كذا وكذا (صفحة 149) قالوا صدق أمير المؤمنين قد قلنا ذلك ، قال فان لي بسنة الأنبياء أسوة فيما فعلت قال الله عز وجل في كتابه : (لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة) قالوا ومن هم يا أمير المؤمنين ؟ قال أولهم إبراهيم " ع " إذ قال لقومه : (واعتزلكم وما تدعون من دون الله) فإن قلت ان إبراهيم اعتزل قومه لغير مكروه أصابه منهم فقد كفرتم وان قلت اعتزلهم لمكروه رآه منهم فالوصي اعذر . ولي بابين خالته لوط أسوة إذ قال لقومه : لو أن لي بكم قوة أو أوي إلى ركن شديد ، فان قلت ان لوطا كانت له بهم قوة فقد كفرتم ، وان قلت لم يكن له قوة فالوصي اعذر ، ولي بيوسف " ع " أسوة إذ قال : (رب السجن أحب إلي مما يدعونني إليه) فان قلت ان يوسف دعا ربه وسأله السجن لسطر ربه فقد كفرتم ، وان قلت انه أراد بذلك لئلا يسطر ربه عليه فاختر السجن فالوصي اعذر ، ولي بموسى " ع " أسوة إذ قال : (ففررت منكم لما خفتكم) فإن قلت ان موسى فر من قومه بلا خوف كان له منهم فقد كفرتم ، وان قلت ان موسى خاف منهم فالوصي اعذر ، ولي بأخي هارون " ع " أسوة إذ قال لأخيه : (يا بن أم ان القوم استضعفوني وكادوا يقتلونني) فإن قلت لم يستضعفوه ولم يشرعوا على قتله فقد كفرتم وان قلت استضعفوه وأشرعوا على قتله فلذلك سكت عنهم فالوصي اعذر . ولي بمحمد صلى الله عليه وآله أسوة حين فر من قومه ولحق بالغار من خوفهم وأنامني على فراشه ، فإن قلت فر من قومه لغير خوف منهم فقد كفرتم وان قلت خافهم وأنامني على فراشه ولحق هو بالغار من خوفهم فالوصي اعذر

محمد بن احمد بن موسى الطائي اپنے باپ سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد کوفہ میں جھگڑا ہوا کہ امیر المؤمنین کیوں نہیں ان تین سے کیوں نہ لڑے جیسا کہ طلحہ اور زبیر اور عائشہ لڑے پس یہ بات علی تک پہنچی انہوں نے حکم دیا کہ لوگ نماز کے لئے جمع ہوں پس جب لوگ جمع ہوئے علی منبر پر چڑھے اور اللہ کی تعریف کی اور ثنا کی اور کہا اے لوگوں مجھ تک پہنچا کہ تم ایسا ایسا کہتے ہو لوگوں نے کہا امیر المؤمنین نے سچ کہا ہم ایسا کہتے ہیں علی بولے میں نے جو کیا اس میں اس وقت مجھ پر انبیاء کی اتباع لازم تھی جیسا اللہ نے کتاب میں کہا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة پوچھا گیا وہ کون سے رسول ہیں ؟ علی نے کہا سب

سے پہلے نوحؑ کی مثال میرے سامنے تھی جب انہیں انکی قوم نے مغلوب کیا تو فرمانے لگے (رب انی
 ”مغلوب فانقصر۔ سورہ القمر-10) یعنی ”اے اللہ میں مغلوب کر دیا گیا ہوں۔ میری مدد کر

دوسری مثال لوط علیہ السلام کی تھی جو میرے سامنے تھی جس پر مجھے عمل کرنا تھا جب لوط نے کہا (لوان لی
 بکم قوۃ او آی الی رکن شدید۔ ہود-80) یعنی ”اے کاش۔ میرے پاس اتنی قوت ہوتی کہ میں تمہارا مقابلہ
 ” کر سکتا یا مجھے مضبوط طاقت کی پناہ مل سکتی

ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام کی مثال بھی میرے سامنے تھی جب آپ نے اپنی قوم سے فرمایا (واعترزکم
 مما تعبدون من دون اللہ۔ مریم-48) یعنی ”میں تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا
 ” ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو

موسیٰ علیہ السلام کی مثال بھی سامنے تھی جس پر عمل کرنا لازم تھا۔ جب موسیٰ نے کہا (ففررت لما
 خفتکم۔ الشعراء-21) اور میں نے تم (فرعون) سے دوری اختیار کی جب مجھے اپنی جان کا خدشہ لاحق ہوا

ہارون کی مثال بھی میرے سامنے تھی جب فرمایا (یا بنی ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ اعراف-
 ”50) یعنی ”اے میرے بھائی اس امت نے مجھے کمزور کر دیا اور میرے قتل پر آمادہ ہو گئے

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی میرے پیش نظر تھی جس کی اتباع مجھ پر لازم تھی جب مجھے
 اپنے بستر پر سلا کر ہجرت فرمائی اور غار میں جا چھے۔ یہ آپ کا یہ چھپنا دشمنوں کے شر سے بچنے کے لیے تھا

اس روایت کی سند اندھیرے میں ہے۔ محمد بن احمد بن موسیٰ مجھول الحال ہے جس کا ذکر نہ اہل سنت کی کتب میں ہے نہ شیعہ مصادر میں۔ دوم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال تو دور عثمان میں ہوا تو پھر امیر المومنین علی سے کہاں ملاقات ہوئی اور علی کوفہ شہادت عثمان سے پہلے کیسے پہنچے؟ ابن مسعود کے دور میں علی امیر المومنین نہیں تھے !!!

شام اور قصاص عثمان

شام کے گورنر معاویہ جو علی کو خلیفہ قبول نہیں کرتے تھے ان کے لشکر نے قصاص عثمان کے لئے مصر پر دھاوا بول دیا¹⁹۔

19

صحیح مسلم باب صَحَّةِ الْإِفْرَارِ بِالْقَتْلِ، وَتَمْكِينِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ مِنَ الْقَصَاصِ، وَاسْتِحْبَابِ طَلَبِ الْعَفْوِ مِنْهُ
 حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَاثِلٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ، قَالَ: إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُولُ آخَرَ بِنِسْغَةٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا قَتَلَ أَخِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقْتُلْتَهُ؟» - فَقَالَ: إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ - قَالَ: نَعَمْ قَتَلْتَهُ، قَالَ: «كَيْفَ قَتَلْتَهُ؟» قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَحْتَبِطُ مِنْ شَجَرَةٍ، فَسَبَّيْنِي، فَأَغْضَبَنِي، فَضَرَبْتُهُ بِالْفَاسِ عَلَى قَرْيَةٍ، فَقَتَلْتُهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ؟» قَالَ: مَا لِي مَالٌ إِلَّا كِسَانِي وَفَاسِي، قَالَ: «فَتَرَى قَوْمَكَ يَنْشَرُونَكَ؟» قَالَ: أَنَا أَهْوَنُ عَلَى قَوْمِي مِنْ ذَلِكَ، فَرَمَى إِلَيْهِ بِنِسْغَتِهِ، وَقَالَ: «دُونَكَ صَاحِبُكَ»، فَأَنْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ»، فَرَجَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ»، وَأَخَذْتُهُ بِأَمْرِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ، وَإِثْمُ صَاحِبِكَ؟» قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ - لَعَلَّهُ قَالَ - بَلَى، قَالَ: «فَإِنْ ذَلِكَ كَذَّابٌ»، قَالَ: فَرَمَى بِنِسْغَتِهِ وَخَلَّى سَبِيلَهُ

صحیح مسلم حدیث نمبر: 4387 کتاب: قتل کی ذمہ داری کی تعیین کے لیے اجتماعی قسموں اور لوٹے مار کرنے والوں (کی سزا) قصاص اور دیت کے مسائل - قتل کا اعتراف اور مقتول کے ولی کو قصاص کا حق دینا بالکل درست ہے اور اس سے معافی مانگنا مستحب ہے

سماک بن حرب نے علقمہ بن واثل سے حدیث بیان کی کہ ان کے والد نے انہیں حدیث سنائی، انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص

دوسرے کو مینڈھی کی طرح بنی ہوئی چمڑے کی رسی سے کھینچتے ہوئے لایا اور کہا: اللہ کے رسول! اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟" تو اس (کھینچنے والے) نے کہا: اگر اس نے اعتراف نہ کیا تو میں اس کے خلاف شہادت پیش کروں گا۔ اس نے کہا: جی ہاں، میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تم نے اسے کیسے قتل کیا؟" اس نے کہا: میں اور وہ ایک درخت سے پتے چھاڑ رہے تھے، اس نے مجھے گالی دی اور غصہ دلایا تو میں نے کلہاڑی سے اس کے سر کی ایک جانب مارا اور اسے قتل کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: "کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جو تم اپنی طرف سے (بطور فدیہ) ادا کر سکو؟" اس نے کہا: میرے پاس تو اوڑھنے کی چادر اور کلہاڑی کے سوا اور کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا: "تم سمجھتے ہو کہ تمہاری قوم (تمہاری طرف سے دیت ادا کر کے) تمہیں خرید لے گی؟" اس نے کہا: میں اپنی قوم کے نزدیک اس سے حقیر تر ہوں۔ آپ نے اس (ولی) کی طرف رسہ پھینکتے ہوئے فرمایا: "جسے ساتھ لائے تھے اسے پکڑ لو۔" وہ آدمی اسے لے کر چل پڑا۔ جب اس نے رخ پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اس آدمی نے اسے قتل کر دیا تو وہ بھی اسی جیسا ہے۔" اس پر وہ شخص واپس ہوا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو وہ بھی اسی جیسا ہے" حالانکہ میں نے اسے آپ کے حکم سے پکڑا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم نہیں چاہتے کہ وہ تمہارے اور تمہارے ساتھی (بھائی) دونوں کے گناہ کو (اپنے اوپر) لے کر لوٹے؟" اس نے کہا: اللہ کے نبی! .. غالباً اس نے کہا .. کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو یقیناً وہ (قاتل) یہی کرے گا۔" کہا: اس پر اس نے رسہ پھینکا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا

سنن ابو داود ۴۹۹ میں ہے
سنن ابی داؤد حدیث نمبر: 4499 کتاب: دیتوں کا بیان باب: حاکم یا قاضی خون معاف کرنے کا کہے تو کیسا ہے؟

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَمْرٍ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ حَدَّثَنَا حَمْرَةُ أَبُو غَمْرٍ الْعَاذِيُّ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَاثِلٍ حَدَّثَنِي وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ بَرَجْلٌ قَاتِلٌ فِي عُنُقِهِ النَّسْعَةُ قَالَ فَدَعَا وَلِيَّ الْمَقْتُولِ فَقَالَ اتَّعَفُوْا قَالَ لَا قَالَ أَفَتَأْخُذُ الذِّبَةَ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَقْتُلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَذْهَبَ بِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِنَّ صَاحِبَهُ قَالَ فَعَفَا عَنْهُ قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ النَّسْعَةَ

سیدنا وائل بن حجرؓ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک قاتل لایا گیا اس کی گردن میں چمڑے کی ایک پٹی (بندھی ہوئی) تھی۔ آپ ﷺ نے مقتول کے ولی کو بلایا اور اس سے کہا کیا تم معاف کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم دیت لینا قبول کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا قتل کرو گے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اسے لے جاؤ۔ پس جب اس نے پشت پھیری تو آپ ﷺ نے (پھر) پوچھا کیا معاف کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

کیا دیت لیتے ہو ؟ اس نے کہا : نہیں۔ آپ ﷺ نے کہا : کیا قتل کرو گے ؟ اس نے کہا : ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : جاؤ لے جاؤ۔ پھر چوتھی بار فرمایا : اگر تم اس کو معاف کر دو تو یہ اپنے اور اپنے مقتول دونوں کے گناہ اپنے سر لے گا۔ راوی نے کہا : چنانچہ اس نے اس کو معاف کر دیا۔ وائل کہتے ہیں کہ میں نے قاتل کو دیکھا کہ وہ اپنی پٹی گھسیٹے جا رہا تھا۔

سنن نسائی حدیث نمبر: 4727 کتاب: قسامت، قصاص اور دیت سے متعلق احکام و مسائل

قصاص کا بیان

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ، عَنْ عَوْفِ الْأَعْرَابِيِّ، عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِيءَ بِالْقَاتِلِ الَّذِي قَتَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ بِهِ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَقْتُلُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «أَذْهَبُ؟» فَلَمَّا ذَهَبَ دَعَاهُ، قَالَ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَّةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَقْتُلُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «أَذْهَبُ؟» فَلَمَّا ذَهَبَ قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ، فَإِنَّهُ يَبْئُتُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ» فَعَفَا عَنْهُ، فَأَرْسَلَهُ قَالَ: فَرَأَيْتُهُ يُجْرُ يُسَعِّتُهُ

وائِل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قاتل کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کیا گیا۔ اسے مقتول کا وارث لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”کیا تو اسے معاف کرتا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے قتل کرے گا؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ۔“ جب وہ چل پڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ”کیا تو معاف کرتا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو دیت لے گا؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تو قتل کرے گا؟“ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ”جاؤ۔“ جب وہ چل پڑا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو اسے معاف کر دے تو وہ تیرے اور تیرے مقتول کے گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔“ اس نے اسے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ میں نے قاتل کو دیکھا، وہ اپنی تندہی (یا رسی) کو گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

تبصرہ : یہ سند منقطع ہے۔ امام یحییٰ بن معین کا عُلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ پر قول ہے روایتہ

عن أبيه مرسله اس کی اپنے باپ سے روایت مرسل ہے
قال الترمذی: في كتاب العلل الكبير ق 38 / 1: "سألتُ محمدًا عن علقمة بن وائل هل سمع من أبيه؟ فقال: إنه ولد بعد موت أبيه بسة أشهر

امام ترمذی کے بقول امام بخاری نے کہا یہ اپنے باپ کی موت کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا
ابن حجر نے التقریب میں کہا لم یسمع من أبيه اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا

لوگوں نے حدیث پیش کی کہ قصاص میں معاف کرنا بھی ہے اور حاکم اس معافی کو حاصل کرنے میں قاتل کی مدد کر سکتا ہے مثلاً اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے اور اس کو علی کے حوالے سے بیان کیا

محمد بن ابی بکر کا انجام

صفین کی جنگ کے بعد علی نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو شکست دی سن ۳۷ھ یا ۳۸ھ میں یہ ذلت کی موت مرا۔ الذہبی سیر اعلام النبلاء لکھتے ہیں کہ یہ مخالفین کے ہتھے چڑھا

فَقَتِلَ وَدَسَّ فِي بَطْنِ حِمَارٍ مَيِّتٍ، وَأُخْرِجَ

انہوں نے اس کا قتل کیا اس کو مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا²⁰

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا

کتاب تاریخ ابن یونس المصری کے مطابق آخری وقت محمد نے کہا

فَقَالَ: احفظوني، يا أبي بكر. فقال له معاوية بن حدیج: قتلت ثمانين من قومي في دم عثمان، واتركك وانت

صاحبہ؟! فقتله

کہا جاتا ہے کہ جان بچانے کے لئے محمد بن ابی بکر خود ایک مردہ گدھے میں گھس بیٹھا لیکن پکڑا گیا اور اسی گدھے سمیت ہلاک ہوا

مجھے ابو بکر کے واسطے چھوڑ دو! معاویہ بن حدّج نے کہا اپنی قوم کے ۸۰ لوگوں کا خون عثمان پر قتل کیا اور تو انہی کا صاحب تھا تجھے کیسے چھوڑ دوں

معاویہ بن حدّج کو امام بخاری اور جمہور محدثین صحابی مانتے ہیں صرف امام احمد اس کی مخالفت کرتے ہی

کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل از العلای کے مطابق

معاویہ بن حدّج قال النّرم قال احمد بن حنبل لیست لمعاویہ بن حدّج صحبۃ قلّت بل لہ صحبۃ ثابتۃ قالہ البخاری والجمہور

النّرم کہتے ہیں امام احمد کہتے ہیں معاویہ بن حدّج صحابی نہیں ہے میں کہتا ہوں صحابی ثابت ہیں بخاری اور جمہور ایسا کہتے ہیں

طرفہ تماشہ ہے کہ محمد بن ابی بکر جو وفات رسول کے وقت ایک سال کا ہوگا اس کو صحابی ثابت کرنے پر زور لگایا جاتا ہے جبکہ اس نے اس عمر میں نبی سے کون سا علم حاصل کیا ظاہر ہے کہ یہ صرف لیسپا پوتی ہے اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنا ہے۔ صحابہ کے لئے کم سے کم عمر چار سال لی گئی ہے

کتاب الثقات میں العلی کہتے ہیں

مُحمّد بن ابی بکر الصّدیق لم یکن لہُ صحبۃٌ مُحمّد بن ابی بکر صحابی نہیں ہے

امام حسن بصری اس کو الفاسق محمد بن ابی بکر کہا کرتے تھے معجم الکبیر طبرانی

کتاب اسد الغابہ میں مورخ ابن اثیر ایک بات نقل کرتا ہے جو بلا سند ہے اور اس کا کذب ہونا ظاہر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی موت کا افسوس ہوا اور پھر بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا

بعض مورخ (آٹھویں صدی کے) لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز میں قنوت پڑھتی تھیں اور عمرو بن العاص کے لئے بد دعا کرتی تھیں لیکن یہ بھی بلا سند بات ہے²¹

21

محمد بن ابی بکر کے بیٹے قاسم ایک ثقہ تابعی ہیں۔ کتاب سؤالات ابن الجنید لأبي زكريا يحيى بن معين کے مطابق

وَلَمْ يَلِقَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبَاهُ

قاسم بن محمد نے اپنے باپ کو نہیں پایا

ان کی تربیت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی

کتاب سیر أعلام النبلاء کے مطابق

وَرَبِّي الْقَاسِمُ فِي حَجَرٍ عَمَّيْهِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ، وَتَفَقَّهَ مِنْهَا، وَأَكْثَرَ عَنْهَا.

اور قاسم کی پرورش پھوپھی عائشہ کے حجرے میں ہوئی اور ان سے علم حاصل کیا اور بہت کچھ روایت کیا

دوسرے بیٹے عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر الصديق ہیں جو ثقہ ہیں

حسن بصری، محمد بن ابی بکر کو الفاسق کہا کرتے

المعجم الکبیر کی روایت ہے

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَحْبَبٍ السَّاجِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَلَى صَفْوَانُ الشَّافِعِيُّ، ثنا إِمِّيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ،

يَقُولُ: «إِذَا أَخَذَ الْفَاسِقُ مُحَمَّدُ بْنُ يَلَى بَكْرٍ فِي شُعْبٍ مِنْ شُعَابِ مِصْرَ فَأَدْخَلَ فِي جَوْفِ جِمَارٍ فَأَخْرَقَ

بِيشْمِي كَهْتِي هِيَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرِجَالُهُ ثَقَاتٌ

حسن نے کہا: الفاسق محمد بن ابی بکر مصر کی وادیوں میں سے ایک میں سے پکڑا گیا اور اس کو گدھے کے پیٹ

میں ڈال کر جلایا گیا

اس کو طبرانی نے ثقات سے روایت کیا ہے

ابن سعد کے مطابق

قال أبو الأشهب: وكان الحسن لا يسميه باسمه إنما كان يسميه الفاسق

أبو الأشهب نے کہا: حسن اس کا (محمد بن ابی بکر کا) نام تک نہیں لیتے تھے اس کا نام الفاسق رکھ دیا تھا

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي حَزْمَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ، فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، فَقَالَتْ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَائِكُمْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرُ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ الْعَبْدُ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةُ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي بَنِي هَذَا: «اللَّهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْفُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ

عبدالرحمان بن شماسہ نے کہا میں عائشہ کے پاس پہنچا ان سے کسی چیز کا پوچھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تم کہاں سے ہو؟ میں بولا مصر سے وہ بولیں تمہارے صاحب کیسے ہیں جنگوں میں؟ میں نے عرض کیا ہم نے اس میں کوئی ناگوار بات نہیں پائی اگر ہم میں سے کسی آدمی کا اونٹ مر جائے تو وہ اسے اونٹ عطا کرتا ہے اور غلام کے بدلے غلام عطا کرتا ہے اور جو خرچ کا محتاج ہو اسے خرچہ عطا کرتا ہے سیدہ نے فرمایا مجھے وہ معاملہ اس حدیث کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتا جو اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر سے کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میں نے سنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے اس گھر میں فرمایا اے اللہ میری اس امت میں سے جس کو ولایت دی جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کو والی بنایا جائے وہ ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی کر۔

اس کی سند منقطع ہے

قال أبو حاتم: روى عن عائشة رضي الله عنها مرسل

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ عبدالرحمان بن شماسہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل ہے

عبد الرحمن بن عَدِيسِ کا انجام

اس کو شرف صحابیت ملا لیکن یہ ایک فتنہ پرداز بن گیا۔ یہ بھی ایک مصری ٹولے کا سرغنہ تھا جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ابن یونس کتاب تاریخ مصر میں لکھتے ہیں کان رئیس الخیل التي سارت من مصر الى عثمان یہ تھا ان کا رئیس الخیل جو عثمان کے لئے مصر سے آئے تھے

تاریخ دمشق از ابن عساکر، تاریخ مصر از ابن یونس اور تاریخ اسلام از الذہبی کے مطابق سن ۳۶ھ میں

وكان ممن خرج على عثمان وسار إلى قتاله. نسأل الله العافية. ثم ظفر به معاوية فسجنه بفلسطين في جماعة، ثم هرب من السجن، فأدركوه بجبل لبنان فقتل. ولما أدركوه قال لمن قتله: وَيَحَاكَ اتَّقِ الله في دمي، فإني من أصحاب الشجرة، فقال: الشجرُ بالجبل كثير، وقتله

یہ ان میں سے تھا جنہوں نے عثمان کے خلاف خروج کیا تھا اور قتل کیا، ہم اللہ سے اس پر عافیت مانگتے ہیں، پھر معاویہ اس پر چھپے اور اس کو فلسطین میں قید کیا ایک جماعت کے ساتھ، پھر جیل سے فرار ہوا اور جبل لبنان پر جا کر پکڑا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔ پس جب اس کو پکڑا اور قتل کرنے لگے تو اس نے کہا بربادی ہو! اللہ سے ڈر، میرے خون کے معاملے پر، کیونکہ میں اصحاب شجرہ میں سے ہوں۔ کہا اس پہاڑ پر بھی بہت درخت ہیں اور اس کو قتل کیا

کتاب الولاء و کتاب القضاة للکندی کے مطابق اسی زمانے میں ۳۶ھ میں ابن ابی حذیفہ، وابن عدیس، وکنانہ بن بشر بھی قتل کئے گئے جو عثمان کے قتل میں شریک تھے

بعض لوگوں نے اس کو صحابی تسلیم کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عثمان کا قاتل تھا لیکن اس راس الخلیل کو صحابی کہنا صحابیت کی توہین ہے۔ ان شریکوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا لیکن قصاص سے بچ نہ سکے اور پکڑے گئے اور قتل بھی ہوئے بلاشبہ اللہ مظلوم کا خون رائیگاں نہیں جانے دیتا

قاتلین عثمان میں ۲۰ سے ۲۵ لوگ تھے جو گھر میں داخل ہوئے تھے۔ جنگ جمل و صفین اور اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے مصر پر معرکوں کی وجہ سے قاتلین عثمان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا تھا ان میں سے بعض خوارج بن گئے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ علی کی شہادت تک قاتلین عثمان میں سے کوئی نہیں بچا تھا

جہلاء سوال کرتے ہیں کہ عثمان کے قاتلوں سے معاویہ نے قصاص اپنے دور میں کیوں نہیں لیا یا کہتے ہیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے قصاص لینے کا تذکرہ دور معاویہ میں کیوں نہیں کیا۔ اس کو اتذکرہ میں القریطی نے لکھا

و كذلك فعل معاوية حين تمت له الخلافة وملك مصر وغيرها
بعد أن قتل علي رضي الله عنه لم يحكم على واحد من
المتهمين بقتل عثمان بإقامة قصاص، وأكثر المتهمين من أهل
مصر والكوفة والبصرة وكلهم تحت حكمه وأمره ونهيه
وغللبته وقهره، وكان يدعي المطالبة بذلك قبل ملكه ويقول: لا
نبايع من يؤوي قتلة عثمان

اور اسی طرح معاویہ نے جب ان کو خلافت و مصر کی اور دیگر علاقوں کی حکومت مل گئی، قتل علی کے بعد، انہوں نے قتل عثمان کے ملزموں پر قصاص قائم نہیں کیا اور ان متم لوگوں میں اکثر مصری، کوفہ اور بصرہ والے تھے اور سب ان کی حکومت اور امر اور غلبہ و قہر کے تحت تھے۔ بلکہ معاویہ تو یہ مطالبہ بس اپنی خلافت سے پہلے ہی کرتے رہے اور کہتے تھے ہم اس کی بیعت نہیں کریں گے جو قتل عثمان میں مددگار ہو

راقم کہتا ہے یہ قرطبی کا جمل ہے۔ ان کو قاتلین عثمان کا نام معلوم ہوتا اور ان کا انجام معلوم ہوتا تو کبھی ایسا نہ لکھتے۔ راقم کہتا ہے سرغنہ کو ہی قتل کیا جاتا ہے کیونکہ قنۃ اشد من القتل کے تحت فتنہ پردازوں میں سے کوئی بھی خلافت علی کے اختتام تک زندہ نہیں رہا تھا بلکہ تمام سردار جو قتل عثمان میں شریک تھے قتل ہوئے کوئی جنگ جمل میں کوئی صفین میں اور جو باقی بچے ان پر مصر میں حملہ کر کے ان کو قید کیا گیا پھر ان میں سے چند جیل توڑ کر بھاگ نکلے تو ان کا پیچھا جیل لبنان تک کیا گیا اور وہاں قتل ہوا۔ اس طرح قصاص مکمل ہوا۔

— واللہ الحمد

حسن کی شادیاں

حسن رضی اللہ عنہ شادی پر شادیاں کرتے رہتے اور ایک کے بعد ایک بیوی کو طلاق دیتے رہتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ کو یہ پسند نہیں تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے ان کے لشکر میں پھوٹ پڑ سکتی ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے

قال: أخبرنا محمد بن عمر. قال: حدثني حاتم بن إسماعيل عن جعفر بن محمد. عن أبيه. قال: [قال علي: يا أهل الكوفة: لا تزوجوا الحسن بن علي فإنه رجل مطلق فقال رجل من همدان والله لنزوجنه فما رضي أمسك وما كره طلق]

امام جعفر نے اپنے باپ سے انہوں نے علی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا اے اہل کوفہ حسن بن علی سے شادی مت کرو کیونکہ یہ آدمی بس طلاقیں دیتا ہے تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم ہم تو شادیاں کریں گے وہ چاہیں تو رکھیں اور چاہیں تو چھوڑ دیں

قال: أخبرنا محمد بن عمر. قال: حدثني علي بن عمر. عن أبيه. [عن علي بن حسين قال: كان الحسن بن علي مطلقاً للنساء وكان لا يفارق امرأة إلا . وهي تحبه]

علی بن حسین نے کہا کہ چچا حسن تو عورتوں کو طلاقیں دیتے اور ان کو نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ ان سے محبت نہ کر لیتیں

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، أَوْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، لَا تَزَوِّجُوا حَسَنًا، فَإِنَّهُ رَجُلٌ مُطْلَقٌ»

امام جعفر نے اپنے باپ سے انہوں نے علی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا اے اہل کوفہ حسن بن علی سے شادی مت کرو کیونکہ یہ آدمی بس طلاقیں دیتا ہے تو بہدان کے ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم ہم تو شادیاں کریں گے وہ چاہیں تو رکھیں اور چاہیں تو چھوڑ دیں

تاریخ الاسلام از الذہبی میں ہے

وَعَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ لَا تَزَوِّجُوا الْحَسَنَ فَإِنَّهُ رَجُلٌ مُطْلَقٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ لَنَزَوِّجَنَّهُ، فَمَا رَضِيَ أَمْسَكَ، وَمَا كَرِهَ طَلَّقَ

جعفر صادق نے کہا کہ علی نے کہا اے کوفہ والوں حسن سے شادیاں مت کرو یہ تو طلاق دے دیتا ہے تو ایک شخص نے کہا ہم تو شادی کریں گے وہ چاہیں تو روک رکھیں نہ پسند کریں تو طلاق دیں

سیر الاعلام النبلا میں الذہبی قول لائے ہیں

جعفر بن محمد، عن أبيه؛ قال علي: يا أهل الكوفة! لا تزوجوا الحسن، فإنه رجلٌ مُطلقٌ، قد حَشِيتُ أَنْ يُورَثَنَا عَدَاوَةٌ فِي الْقَبَائِلِ

علی نے کہا اے اہل کوفہ حسن سے شادیاں مت کرو یہ تو طلاق دے دیتا ہے مجھ کو ڈر ہے کہ اس کی وارثت پر قبائل میں فساد ہو جائے گا

مصادر اہل تشیع میں حسن کی شادیوں کا ذکر

مصادر اہل تشیع کو راقم نے دیکھا تو اس میں روایت ملی۔ الکافی از کلینی میں ہے

حمید بن زیاد، عن الحسن بن محمد بن سماعة، عن محمد بن زیاد بن عيسى، عن عبد الله بن سنان، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن عليا قال وهو على المنبر: لا تزوجوا الحسن فإنه رجل مطلق، فقام رجل من همدان فقال: بلى والله لنزوجنه وهو ابن رسول الله صلى الله عليه وآله وابن أمير المؤمنين عليه السلام فإن شاء أمسك وإن شاء طلق

ابو عبد اللہ نے کہا علی کہا کرتے اور وہ منبر پر ہوتے کہ حسن سے شادی مت کرو یہ طلاق دے دے گا پس ہمدان کا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا بلکہ ہم تو شادی ضرور کریں گے یہ رسول اللہ کے نواسے اور امیر المومنین کے بیٹے ہیں، چاہیں تو بیوی رکھیں اور چاہیں تو طلاق دیں

اسی قسم کی مندرجہ ذیل روایات بھی ہیں

(510665)

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن جعفر بن بشير، عن يحيى بن أبي العلاء، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن الحسن بن علي عليه السلام طلق خمسين امرأة فقام علي عليه السلام بالكوفة فقال: يا معاشر أهل الكوفة لا تنكحوا الحسن فإنه رجل مطلق فقام إليه رجل فقال: بلى والله لننكحنه فإنه ابن رسول الله صلى الله عليه وآله وابن فاطمة عليها السلام فإن أعجبته أمسك وإن كره طلق

وسائل الشیعہ میں ہے

محمد بن یعقوب ، عن عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع ، عن جعفر بن بشير ، عن يحيى بن أبي العلاء ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : إن الحسن بن علي (عليه السلام) طلق خمسين امرأة فقام علي (عليه السلام) بالكوفة فقال : يا معشر أهل الكوفة لا تنكحوا الحسن فانه رجل مطلق ، فقام اليه رجل فقال : بلى

سداد العباد ورشاد العباد میں ہے

روي في عدة أخبار أن علياً جاءه جماعة، فقالوا: يا أبا الحسن إن ولدك الحسن قد خطب إلينا كريمتنا وكذلك الحسين فقال: لا تزوجوا الحسن فإنه رجل مطلق، وزوجوا الحسين

اس طرح اہل سنت اور اہل تشیع اس پر متفق ہیں کہ حسن کثرت سے شادیاں کرتے اور طلاق دیتے تھے

وسائل الشیعہ میں ہے

وعن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن غير واحد ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : ما من شيء مما أحله الله أبغض إليه من الطلاق وإن الله عز وجل يبغض المطلاق الذواق

ابو عبد اللہ امام جعفر نے کہا وہ چیزیں جو اللہ نے حلال کی ہے اس میں سب سے قابل نفرت طلاق ہے اور اللہ اس سے نفرت کرتا ہے جو مزے کے لئے طلاقیں دے

الکافی از کلینی میں ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن جعفر بن بشير، عن يحيى بن أبي العلاء، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن الحسن بن علي عليه السلام طلق خمسين امرأة فقام علي عليه السلام بالكوفة فقال: يا معاشر أهل الكوفة لا تنكحوا الحسن فإنه رجل مطلق فقام إليه رجل فقال: بلى والله لننكحنه فإنه ابن رسول الله صلى الله عليه وآله وابن فاطمة عليها السلام فإن أعجبته أمسك وإن كره طلق

امام جعفر سے روایت ہے کہ حسن نے پچاس عورتوں کو طلاق دی پس علی کوفہ میں (منبر پر) کھڑے ہوئے پس فرمایا اے لوگوں حسن سے نکاح مت کرو یہ شخص طلاقیں دیتا ہے پس ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا بلاشبہ اللہ کی قسم ہم تو نکاح ضرور کریں گے کیونکہ یہ رسول کا بیٹا نواسہ ہے اور فاطمہ کا بیٹا ہے اگر ان کو پسند ہو تو بیوی رکھیں ناپسند آئے تو چھوڑ دیں

بعض جہلاء کا کہنا ہے کہ تاریخ بنو امیہ اور بنو عباس کی مرتب کردہ ہے جبکہ یہ روایات شیعہ مصادر میں بھی ہیں۔ بعض احمقوں نے اعتراض میں کہا کہ حسن سے ہی لوگ شادی کیوں کرتے تھے، حسین سے کیوں نہیں کرتے تھے؟ راقم کہتا ہے کہ حسن کی مقبولیت کوفہ میں حسین سے بڑھ کر تھی۔ اسی وجہ سے حسن کو خلیفہ کیا گیا۔ روایات ظاہر کرتی ہیں کہ حسن کی مقبولیت کوفہ میں علی سے بڑھ گئی تھی اور لوگ اسی پر خوش تھے کہ وہ شادیاں کرتے ہیں۔ راقم سمجھتا ہے کہ حسن شوقیہ شادیاں نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے قبائلی حمایتی بڑھا رہے تھے۔

متاخرین شیعہ نے اس کا انکار کیا ہے مثلاً شیعہ عالم کی کتاب دروس تمہیدیہ فی القواعد الرجالیہ از المؤلف محمد باقر الایروانی میں ہے

ان في الكتب الأربعة احاديث قد لا يمكن التصديق بصدورها من قبيل ما ذكره في الكافي في كتاب الطلاق من ان أمير المؤمنين (عليه السلام) ارتقى المنبر وقال : لا تزوجوا ولدي الحسن (عليه السلام) فانه مطلق

ہمارے شیعوں کی چار کتب میں احادیث ہیں جن کی تصدیق ممکن نہیں ہے اس قبیل میں سے بعض وہ ہیں جو الکافی کی کتاب طلاق میں ہے کہ امیر المومنین علی منبر پر چڑھے اور کہا حسن سے شادیاں مت کرو یہ طلاق دیتا ہے

اس اعتراض کا جواب علمائے اہل تشیع نے اسی کتاب میں دیا

اجبنا ما الفائدة في الحفاظ على الصدور والغاء الظهور ؟ ! ! ان تقدیس أهل البيت (عليهم السلام) واخبارهم يلزم ان يدعونا للحفاظ عليها صدوراً وظهوراً ، اما التسليم بصدورها مع عدم العمل بظهورها فهو رفع بالتالي للید عن اخبار أهل البيت (عليهم السلام) ويعني عدم عملنا بما ہمارا جواب یہ ہے کہ کیا فائدہ سینے میں محفوظ کرنے کا جبکہ اس کا اظہار نہ ہو (یعنی عملاروک دینا)؟ تقدیس اہل بیت اور ان کے اخبار ہم پر لازم کرتے ہیں کہ ہم ان کی حفاظت کریں سینوں میں اور ظاہری طور پر بھی یعنی عملاً۔ لیکن سینوں میں انہیں محفوظ کرنا اور ظاہری طور پر یعنی عمل نہ کرنا ان سے دست کشی کرنا ہے۔

یعنی اخبار اہل بیت پر عمل نہ کرنا ان سے دست کشی ہے۔ اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ شیعہ علماء کے نزدیک حسن کی شادیوں کی خبر درست ہے اس کو چھپانا اہل بیت کی سنت کو چھپانا ہے

فتنہ ابن سبا

عبداللہ بن سبا ایک تاریخی شخصیت ہے اور اس کی روایات سیف بن عمر المتوفی ۲۰۰ھ کی سند سے ہیں جس کو عمدہ فی التاریخ کہا جاتا ہے۔ ابن سبا کے وجود پر روایات میں سیف کا تفرّد نہیں ہے۔ دیگر اسناد سے معلوم ہے

ابن سبا سے ظاہر ہے بہت لوگوں کی ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ یہ خفیہ گردش میں رہا اور پھر معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوا لیکن اس کا فلسفہ اہل تشیع نے قبول کر لیا جو خالص یہودی تصوف ہے

ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا
اخرج من طریق سیف بن عمر التیمی فی الفتوح لہ قصۃ طویلیۃ لا یصح إسنادہا
الفتوح میں سیف بن عمر کی سند سے اس پر ایک طویل قصہ ہے اس کی اسناد صحیح نہیں
پھر ابن حجر نے وہ اسنادیں جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور ابن سبا کے وجود کی خبر ہے جو
مندرجہ ذیل ہیں

ومن طریق ابن ابی خیشمۃ: حدّثنا محمد بن عباد، حدّثنا سُفیان، عَنْ عمار الدہنی سمعت ابا الطفیل
یقول: رایت المسیّب بن نجبة اِتی بہ بلبیہ و علی علی المنبر فقال: ماشائہ؟ فقال: یکذب علی اللہ
و علی رسولہ

ابو طفیل نے کہا میں نے المسیب بن نجبة بن ربیعہ بن ریح بن عوف بن ہلال بن شمع بن فرارۃ

الفراری کو دیکھا جو علی کے پاس آیا اور علی منبر پر تھے کہا اس (ابن سبا) کا کیا حال ہے؟ یہ تو اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ کہتا ہے

حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مَرْوَزٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كَيْسِلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَالِي وَلِهَذَا الْجَبِثُ الْأَسْوَدُ، يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَّاحَانَ يَلْقَى فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ نَعَى كَمَا عَلِيَ نَعَى كَمَا مَرَّ وَأَسْكَأَ خَبِيثٌ كَمَا يَلْقَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَّاحَانَ

وَمِنْ طَرِيقٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مَجَالِدٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ كَذَبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَّاحَانَ الشَّعْبِيُّ (المتوفى ۱۰۰ھ) نے کہا سب سے پہلا جھوٹا عبد اللہ بن سبا ہے

وَقَالَ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ فِي مَسْنَدِهِ: حَدَّثَنَا أَبُو كَرِيبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا هَارُونَ بْنُ صَالِحٍ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الْجَبَّاسِ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَّاحَانَ: وَاللَّهِ مَا إِنْ فَضَى إِلَيَّ بَشْيٌ سَتَمَهُ إِحْدَا مِنْ النَّاسِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنْ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثِينَ كَذَابًا وَإِنَّا نَأْخُذُ بِهِمْ

ابنی الجلاس نے کہا علی کو سنا انہوں نے عبد اللہ بن سبا کا ذکر کیا کہا اللہ کی قسم مجھے کون سی چیز اس طرف لے گئی کہ میں لوگوں سے کچھ چھپاؤں؟ اور میں نے سنا کہ قیامت سے قبل تیس جھوٹے ہیں جن میں سے وہ ایک ہے

وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَرَارِيُّ: عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كَيْسِلٍ، عَنْ أَبِي الزُّعْرَاءِ [ص: 485] إِنْ مَرَّ بِنَفْرِيذٍ كَرُونَ إِبْرَاهِيمَ وَعُمَرَ

یرون انک تضرع لہما مثل ذلک منعم عبد اللہ بن سبا۔ وکان عبد اللہ اول من اظہر ذلک۔ فقال
 . علی: مالی ولہذا الخبیث الأسود. ثم قال: معاذ اللہ ان اضرع لہما الا الحسن الجمیل
 سوید بن غفلۃ، علی کے پاس آئے ان کی خلافت میں کہا میں ایک گروہ پر گذر ابو بکر اور عمر کا
 ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں آپ ان دونوں سے (حق) چھپاتے تھے ہیں ایسا ہی کہا جیسا ابن سبا کہتا تھا
 — علی نے کہا مجھے اس کالے خبیث سے کیا سروکار۔ اللہ کی پناہ کی میں دونوں سے کچھ چھپاؤں
 سوائے وہ جو حسن و جمال (والی ازواج) ہوں

ان روایات کو ابن حجر نے صحیح اسناد سے نقل کیا ہے جن میں سیف بن عمر نہیں ہے اور عبد
 اللہ بن سبا کا ترجمہ قائم کیا ہے۔ اس طرح اس کے وجود کا اثبات کیا ہے

قال ابن حبان: کان سبئاً من اصحاب عبد اللہ بن سبا، کان یقول: ان علیاً یرجع الی الدنیا
 ابن حبان نے کہا سبئ وہ ہیں جو اصحاب ابن سبا ہیں اور کہا کرتے کہ علی دنیا میں پلٹیں گے

تفسیر عبد الرزاق میں ہے
 قال معمر: وکان قتادۃ قد اقرأہ الآیۃ: {فَإِنَّا لِلّٰہِ نُنۡبِغُ} [آل عمران: 7] قال: ان لم یتکلم
 الحکمر وینبأوا السبئیۃ، فلما اذری من ہم
 معمر نے کہا قتادہ (التونی ۱۱۸ھ) تلاوت کرتے وہ {فَإِنَّا لِلّٰہِ نُنۡبِغُ} [آل عمران: 7]
 (جن کے دل ٹیڑھے ہیں ال عمران) — کہتے اگر یہ خوارج اور سبائی نہیں تو معلوم نہیں اور کون

ہیں

تفسیر طبری میں بھی قتادہ کا قول ہے

حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن قتادة في قوله: "فأما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة"، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية: "فأما الذين في قلوبهم زيغ" قال: إن لم يكونوا الحرورية والسبائية

تفسیر ابن المنذر میں ہے

وَيَتَأَوَّلُ السَّبْيِيَّةَ إِذْ يَقُولُونَ فِيهِ بَغْيُ الْحَقِّ إِنَّمَا يَقُولُونَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: "وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَنْدَلًا لِّمَا نَزِمُوا" لِيَعْتِ اللَّهُ مَن يَكُوتُ، فيجعلونها فئسما يخاف صميم من ربه محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثِ الْمَوْتِ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

السبئية نے بلا حق اس آیت کی تاویل کی کہ اللہ کا قول ہے وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَنْدَلًا لِّمَا نَزِمُوا لِيَعْتِ اللَّهُ مَن يَكُوتُ، پس اس سے انہوں نے امت محمد کو لڑوایا کہ قیامت سے قبل مردوں کو زندہ کیا جائے گا

طبری تفسیر میں کہتے ہیں

وَاللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ لَبَدْعَةٌ، وَإِنَّ النَّصْرَانِيَّةَ لَبَدْعَةٌ، وَإِنَّ الْكُرُورِيَّةَ لَبَدْعَةٌ، وَإِنَّ السَّبْيِيَّةَ لَبَدْعَةٌ، يَهُودُ (دین حق میں) بدعت ہیں نصرانی بدعت ہیں خوارج بدعت ہیں اور السَّبْيِيَّةَ بدعت ہیں

امام بخاری تاریخ الکبیر 187/5 کہتے ہیں

قَالَ الْبُخَارِيُّ، قَالَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ أَوْثَقَهُمَا، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَتَّبِعُ السَّبَائِيَّةَ

امام زہری نے کہا... عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ الْحَكْفِيِّ السَّائِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

اکامل از ابن عدی میں ہے
 حَدَّثَنَا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو معاوية، قَالَ: قَالَ الْأَعْمَشُ
 اتق هذه السبئية فإنني أدركت الناس وإنما يسمونهم الكذابين
 أَبُو معاوية نے کہا الْأَعْمَش نے کہا السبئية سے بچو کیونکہ میں لوگوں سے ملا وہ ان کو کذاب نام
 دیتے ہیں

اسی کتاب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے
 حَدَّثَنَا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عثمان بن الهيثم، حَدَّثَنَا عَبْدُ
 الْوَهَّابِ بْنُ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا كَثُرَتِ الْقَدْرِيَّةُ
 بِالْبَصْرَةِ اسْتَكْفَتْ أَهْلَهَا، وَإِذَا كَثُرَتِ السَّبْيِيَّةُ بِالْكُوفَةِ اسْتَكْفَتْ أَهْلَهَا
 کوفہ میں السبئية کی کثرت ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو گھیر لیا

تاریخ ابن ابی خیشمہ میں ہے
 حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ،
 قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَنُ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا مُحَمَّدٍ وَكَانَ حَسَنٌ أَرْضَاهُمَا وَكَانَ عَبْدُ
 اللَّهِ يَتَّبِعُ حَدِيثَ السَّبْيِيَّةِ
 امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ الْهَاشِمِيُّ
 السَّبْيِيَّةِ کے پیچھے چلتا تھا

تہذیب الکمال از المزنی میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے ترجمہ میں اسی قول میں ہے
 . قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَتَّبِعُ — وَفِي رَوَايَةٍ: يَجْمَعُ — إِحَادِيثَ السَّبْيِيَّةِ وَهِيَ صَنْفٌ مِنَ الرِّوَايَةِ
 یہ (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ) السَّبْيِيَّةِ کی احادیث جمع کرتا جو روافض میں سے ایک صنف ہے

امام احمد نے ابن سبا کا ذکر کیا
 وقال صالح بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا معاذ، قال: حدثنا ابن
 عون، قال: ذكرت لإبراهيم رجلين من السبئية، يعني المغيرة بن
 سعيد، وأبا عبد الرحيم، قد عرفهما، قال: إحدروهما، فإنهما كذابان.
 (325) «سؤالاته»

ابن عون، نے کہا میں نے ابراہیم سے السبئیہ میں سے دو کا ذکر کیا یعنی المغیرہ بن سعید، و ابا عبد
 الرحیم... پس کہا یہ کذاب ہیں

یہ حوالے ثابت کرتے ہیں سیف بن عمر سے پہلے سے لوگ ابن سبا کا ذکر کر رہے تھے یہاں کہ
 ائمہ محدثین نے بھی ابن سبا اور اس کے فرقے کے وجود کا اقرار کیا ہے مثلاً قتادہ، الشعبی، امام
 زہری، اعمش وغیرہ جو سیف بن عمر سے پہلے کے ہیں
 یہ تو صرف اہل سنت کی کتب ہیں اہل تشیع کی کتابوں میں بھی اس کے حوالے بھرے پڑے ہیں
 الشہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل ص ۵۰ پر لکھتے ہیں

السبائية أصحاب عبد الله بن سبا؛ الذي قال لعلي كرم الله وجهه: أنت
 أنت يعني: أنت الإله؛ فنفاه إلى المدائن. زعموا: أنه كان يهودياً
 فأسلم؛ وكان في اليهودية يقول في يوشع بن نون وصي موسى
 عليهما السلام مثل ما قال في علي رضي الله عنه. وهو أول من
 أظهر القول بالنص بإمامة علي رضي الله عنه. ومنه انشعبت أصناف
 الغلاة. زعم ان علياً حي لم يمت؛ ففيه الجزء الإلهي؛ ولا يجوز أن
 يستولي عليه، وهو الذي يجيء في السحاب، والرعد صوته، والبرق
 تبسمه: وأنه سينزل إلى الأرض بعد ذلك؛ فيملأ الرض عدلاً كما
 ملئت جوراً. وإنما أظهر ابن سبا هذه المقالة بعد انتقال علي رضي

اللہ عنہ، واجتمعت علیہ جماعة، وهو أول فرقة قالت بالتوقف،
والغیبة، والرجعة؛ وقالت بتناسخ الجزء الإلهي في الأئمة بعد علي
رضي الله عنه.

عبداللہ بن سبا کے ماننے والے۔ جس نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ: تو، تو ہے: السبائیۃ
یعنی تو خدا ہے پس علی نے اس کو مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ
(ابن سبا) یہودی تھا پھر اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ کا جانشین یوشع بن نون تھا
اور اسی طرح علی (اللہ ان سے راضی ہو)۔ اور وہ (ابن سبا) ہی ہے جس نے سب سے پہلے
علی کی امامت کے لئے بات پھیلائی۔ اور اس سے غالیوں کے بہت سے فرقے وابستہ ہیں۔ ان کا
خیال تھا کہ علی زندہ ہے اور انتقال نہیں کر گئے۔ اور علی میں الوہی حصے تھے اور اللہ نے ان کو
لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے اجازت نہیں دی۔ اور وہ (علی) بادلوں کے ساتھ موجود ہیں اور
آسمانی بجلی ان کی آواز ہے اور کوندانکی مسکراہٹ ہے اور وہ اس کے بعد زمین پر اتریں گے اور اس
کو عدل سے بھر دیں گے جس طرح یہ زمین ظلم سے بھری ہے۔ اور علی کی وفات کے بعد ابن
سبا نے اس کو پھیلایا۔ اور اس کے ساتھ (ابن سبا) کے ایک گروپ جمع ہوا اور یہ پہلا فرقہ جس
نے توقف (حکومت کے خلاف خروج میں تاخیر)، غیبت (امام کا کسی غار میں چھپنا) اور رجعت
(شیعوں کا امام کے ظہور کے وقت زندہ ہونا) پر یقین رکھا ہے۔ اور وہ علی کے بعد اپنے اماموں
میں الوہی اجزاء کا تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں

ابن اثیر اکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۸ پر لکھتے ہیں

أَن عبد الله بن سبا كان يهودياً من أهل صنعاء أمه سوداء، وأسلم أيام عثمان، ثم تنقل في الحجاز ثم بالبصرة ثم بالكوفة ثم بالشام يريد إضلال الناس فلم يقدر منهم على ذلك، فأخرجه أهل الشام، فأَتى مصر فأقام فيهم وقال لهم: العجب ممن يصدق أن عيسى يرجع، ويكذب أن محمداً يرجع، فوضع لهم الرجعة، فقبلت منه، ثم قال لهم بعد ذلك: إنه كان لكل نبي وصي، وعلي وصي محمد، فمن أظلم ممن لم يجز وصية رسول الله، صلى الله عليه وسلم، ووثب على وصيه، وإن عثمان أخذها بغير حق، فانهضوا في هذا الأمر وابدأوا بالظعن على أمرائكم...

عبداللہ بن سبا صنعاء، یمن کا یہودی تھا اس کی ماں کالی تھی اور اس نے عثمان کے دور میں اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد یہ حجاز منتقل ہوا پھر بصرہ پھر کوفہ پھر شام، یہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کو اہل شام نے ملک بدر کیا اور یہ مصر پہنچا اور وہاں رہا اور ان سے کہا: عجیب بات ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ عیسیٰ واپس آئے گا اور انکار کرتے ہو کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واپس نہ آئیں گے۔ اس نے ان کے لئے رجعت کا عقیدہ بنایا اور انہوں نے اس کو قبول کیا۔ پھر اس نے کہا: ہر نبی کے لئے ایک وصی تھا اور علی محمد کے وصی ہیں لہذا سب سے ظالم وہ ہیں جنہوں نے آپ کی وصیت پر عمل نہ کیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ عثمان نے بلا حق، خلافت پر قبضہ کیا ہوا ہے لہذا اٹھو اور اپنے حکمرانوں پر طعن کرو

یہود میں موسیٰ و ہارون (علیہما السلام) کے بعد انبیاء کی اہمیت واجبی ہے۔ کوئی بھی نبی موسیٰ (علیہ السلام) سے بڑھ کر نہیں ہے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ سے براہ راست کلام کیا اللہ کو ایک جسم کی صورت دیکھا۔ باقی انبیاء میں داود (علیہ السلام) قابل اہم سمجھے جاتے

ہیں لیکن ان کی اہمیت ایک موسیقار سے زیادہ یہود کے نزدیک نہیں ہے۔ جنہوں نے آلات موسیقی کو ایجاد کیا اور ان کے سازوں سے ہیکل سلیمانی گونجتا رہتا تھا۔ ان کے بعد اہمیت الیاس (علیہ السلام) کی ہے جو شمال کی یہودی ریاست اسرائیل میں آئے اور ان کو زبر و توبخ کی۔ آج جو یہودیت ہم کو ملی ہے وہ شمال مخالف یہودا کی ریاست کی ہے۔ اس ریاست میں یہودا اور بن یامین نام کے دو قبائل تھے جو یہود کے بقول ۱۲ میں بچ گئے جبکہ باقی ۱۰ منتشر ہو گئے جن کی اکثریت شمالی ریاست میں تھی۔ راقم کی تحقیق کے مطابق ابن سبا کے اجداد کا تعلق بھی شمالی یہود سے تھا۔ الیاس (علیہ السلام) کی اسی لئے اہمیت ہے کہ شمال سے تھے اور وہ ایک آسمانی بگولے میں اوپر چلے گئے

اب ابن سبا کا فلسفہ دیکھتے ہیں

علی الیاس ہیں اور آنے والا دابة الارض ہیں

سبائیوں کو قرآن سے آیت ملی

ورفعناہ مکانا علیا

اور ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اٹھایا

اس آیت میں علیا کا لفظ ہے یعنی الیاس کو اب بلند کر کے علی کر دیا گیا ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے یہ کیا عجیب بات ہے۔ تو حیران نہ ہوں یہ کتب شیعہ میں موجود ہے۔ مختصر بصائر الدرجات از الحسن بن سلیمان الحللی المتوفی ۸۰۶ھ روایت پیش کرتے ہیں

حدثنا الحسين بن احمد قال حدثنا الحسين بن عيسى حدثنا يونس ابن عبد الرحمن عن سماعة بن مهران عن الفضل بن الربيع عن الاصمغ ابن نباتة قال: قال لي معاوية يا معشر الشيعة تزعمون ان عليا دابة الارض فقلت نحن نقول اليهود تقولون فارسل الي راس الجالوت فقال ويحك تجدون دابة الارض عندكم فقال نعم فقال ما هي فقال اتدري ما اسمها قال نعم اسمها اليا قال فافتت اليا فقال ويحك يا اصمغ ما قرب اليا من عليا

الاصمغ ابن نباتة کہتے ہیں کہ معاویہ نے کہا اے گروہ شیعہ تم گمان کرتے ہو علی دابة الارض ہے پس میں الاصمغ ابن نباتہ نے معاویہ کو جواب دیا ہم وہی کہتے ہیں جو یہود کہتے ہیں پس معاویہ نے یہود کے سردار جالوت کو بلوایا اور کہا تیری بربادی ہو کیا تم اپنے پاس دابة الارض کا ذکر پاتے ہو؟ جالوت نے کہا ہاں۔ معاویہ نے پوچھا کیا ہے اس میں؟ جالوت نے کہا ایک شخص ہے۔ معاویہ نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ جالوت نے کہا اس کا نام الیا (الیاس) ہے۔ اس پر معاویہ میری طرف پلٹ کر بولا برد بادی اے الاصمغ یہ الیا، علیا کے کتنا قریب ہے الاصمغ ابن نباتہ کا تعلق یمن سے تھا یہ علی کا محافظ تھا۔ یعنی الیاس اب علی ہیں

اسی کتاب میں دوسری روایت ہے

حدثنا الحسين بن احمد قال حدثنا محمد بن عيسى حدثنا يونس عن بعض اصحابه عن ابي بصير قال: قال ابو جعفر (ع) اى شئ يقول الناس فى هذه الآية (واذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض

تکلمم) فقال هو امير المؤمنين ابی بصير یحییٰ بن القاسم الاسدی، امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ اس آیت (وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ) پر کیا چیز بول رہے ہیں پس امام نے کہا یہ تو امیر المؤمنین ہیں

ابی بصیر یحییٰ بن القاسم الاسدی کے لئے الطوسی کہتے ہیں اِنہ واقفی یہ واقفی تھے اور الکشی کہتے ہیں مختلط تھے

بحوالہ سماء المقال فی علم الرجال۔ ابوالمہدی الکلباسی

کلیات فی علم الرجال از جعفر السبجانی کے مطابق الواقعة سے مراد وہ لوگ ہیں وہم الذین سا قوا الامامة ابی جعفر بن محمد، ثم زعموا ان الامام بعد جعفر کان ابنه موسى بن جعفر علیہما السلام، وزعموا ان موسى بن جعفر حی لم یمت، وإنه المهدی المنتظر، وقالوا إنه دخل دار الرشید ولم یخرج منها وقد علمنا امامته وشمکننا فی موته فلا نختم فی موته إلا بتعيين

جو کہتے ہیں امامت امام جعفر پر ختم ہوئی پھر انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے بیٹے موسیٰ امام ہیں اور دعویٰ کیا کہ موسیٰ مرے نہیں زندہ ہیں اور وہی امام المہدی ہیں اور کہا کہ وہ دار الرشید میں داخل ہوئے اور اس سے نہ نکلے اور ہم ان کو امام جانتے ہیں اور ان کی موت پر شک کرتے ہیں پس ہم ان کی موت کا حکم تعین کے ساتھ نہیں لگا سکتے

علی رضی اللہ عنہ ہی الیاس تھے۔ جواب بادلوں میں ہیں۔ علی کی قبر قرن اول میں کسی کو پتا نہیں تھی۔ سبائیوں کے نزدیک یہ نشانی تھی کہ وہ مرے نہیں ہیں۔ البتہ قرن اول اور بعد کے شیعہ یہ عقیدہ آج تک رکھتے ہیں کہ علی مدت حیات میں بادل الصعب کی سواری کرتے تھے اور

علی اب دابۃ الارض ہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اسی بنا پر روایات میں ہے کہ اس جانور کی داڑھی بھی ہوگی۔ یعنی یہ انسان ہے۔ عام اہل سنت کو مغالطہ ہے کہ یہ کوئی جانور ہے

مسند امام الرضا کے مطابق امام الرضا اور یہود کے سردار جالوت میں مکالمہ ہوا

قال لرأس الجالوت: فاسمع الان السفر الغلاني من زبور داود عليه السلام. قال: هات بارك الله فيك وعليك وعلى من ولدك فتلى الرضا عليه السلام السفر الاول من الزبور، حتى انتهي إلى ذكر محمد وعلى وفاطمة والحسن والحسين فقال سألتك يا رأس الجالوت بحق الله إن داود عليه السلام ولك من الامان والذمة والعهد ما قد اعطيت الجاثليق فقال رأس الجالوت نعم هذا بعينهم في الزبور باسمائهم. فقال الرضا عليه السلام: فبحق العشر الآيات التي أنزلها الله تعالى على موسى بن عمران في التوريه بل تجد صفته محمد وعلى وفاطمة والحسن والحسين في التوريه منسوبة إلى العدل والفضل، قال نعم ومن حمد هذا فهو كافر بربه وانبيائه. فقال له الرضا عليه السلام: فخذ على في سفر كذا من التوريه فا قبل الرضا عليه السلام يتلو التوريه وا قبل رأس الجالوت يتعجب من تلاوته وبيانه وفصاحته ولسانه، حتى إذا بلغ ذكر محمد قال رأس الجالوت: نعم، هذا إجماد وبنت إجماد وإيليا وشبر وشبير تفسيره بالعريه محمد وعلى وفاطمة والحسن والحسين. فتلى الرضا عليه السلام إلى آخره

یہود کے سردار جالوت نے کہا میں نے زبور میں (اہل بیت کے بارے میں) پڑھا ہے امام رضا نے شروع سے آخر تک زبور کو پڑھا یہاں تک کہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کا ذکر آیا پس کہا اے سردار جالوت اللہ کا واسطہ کیا یہ داود کی زبور ہے؟ جالوت نے کہا جی ہاں... امام رضا نے کہا اللہ نے دس آیات موسیٰ پر توریت میں نازل کی تھیں جس میں محمد، علی، فاطمہ،

حسن، حسین کی صفت ہیں جو عدل و فضل سے منسوب ہیں جالوت بولا جی ہیں ان پر حجت نہیں کرتا مگر وہ جو کافر ہو

علی ہارون ہیں

یہود کے مطابق اگرچہ موسیٰ کو کتاب اللہ ملی لیکن موسیٰ لوگوں پر امام نہیں تھے۔ امام ہارون تھے لہذا دشت میں خیمہ ربانی

Tabernacle

میں صرف بنی ہارون کو داخل ہونے کا حکم تھا

”Then bring near to you Aaron your brother, and his sons with him, from among the people of Israel, to serve me as priests—Aaron and Aaron’s sons, Nadab and Abihu, Eleazar and Ithamar.“

Exodus. 28:1

تم بنی اسرائیل کے ہاں سے صرف ہارون اور اس کے بیٹے میرے قریب آئیں کیونکہ یہ امام بنیں گے۔ ہارون اور اس کے بیٹے ندب اور ابیہو، علییضر اور اثمار

اسی بنا پر جب یہ حدیث پیش کی جاتی ہے جو حدیث منزلت کے نام سے مشہور ہے جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہا کہ تم کو وہی منزلت حاصل ہے جو موسیٰ کو ہارون سے تھی تو اس کا مفہوم سبائیوں اور اہل تشیع کے نزدیک وہ نہیں جو اہل سنت کے ہاں مروج ہے بلکہ جس طرح ہارون کو امام اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا اسی طرح علی کا امام مقرر ہونا بھی من جانب اللہ ہونا چاہیے



علی صحابی سے ہارون بنے پھر خلیفہ پھر امام پھر الیاس اور پھر دابۃ الارض

جس طرح موسیٰ کے بعد ان کے بھائی ہارون اور ان کے بیٹے امام ہوئے اسی طرح محمد کے بعد ان کے چچا زاد بھائی اور ان کے بیٹے امام ہوں گے یعنی ابن سبا توریت کو ہو بہو منطبق کر رہا تھا

حسن و حسین کو بنی ہارون کے نام دینا

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے دو نام شبر اور شبیر بھی بتائے جاتے ہیں۔ ان ناموں کا عربی میں کوئی مفہوم نہیں ہے نہ یہ عربی میں قرن اول سے پہلے بولے جاتے تھے۔ آج لوگ اپنے بچوں کا نام شبیر اور شبر بھی رکھ رہے ہیں۔ یہ نام کہاں سے آئے ہیں؟ ان پر غور کرتے ہیں

ان ناموں کی اصل سمجھنے کے لئے آپ کو سبائی فلسفہ سمجھنا ہو گا تاکہ آپ ان ناموں کی روح تک پہنچ سکیں

امام حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ بِمَرْوٍ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أُرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ حَسَنٌ» فَلَمَّا وَلَدَتْ الْحُسَيْنَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أُرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ» ثُمَّ لَمَّا وَلَدَتْ الثَّالِثَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أُرُونِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟» قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، قَالَ: «بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا سَمَّيْتُهُمْ بِاسْمِ وَلَدِ هَارُونَ شَبْرَ وَشُبَيْرَ وَمُشِيرَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَخْرُجْاهُ

ہائی بن ہائی، علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب فاطمہ نے حسن کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ تو حسن ہے۔ پھر جب فاطمہ نے حسین کو جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ تو حسین ہے۔ پھر تیسری دفعہ فاطمہ نے بیٹا جنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اس کو کیا نام دیا؟ علی نے کہا میں نے اس کو حرب (جنگ) نام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کو ہارون کے بیٹوں کے نام دیے ہیں شبر، شبیر اور مبشر

امام حاکم اور الذہبی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

سند میں ہائی بن ہائی الحمدانی الکوفی ہے یعنی یمن کے قبیلہ ہمدان کے تھے پھر کوفہ منتقل ہوئے
امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں علی سے سنا ہے

الذہبی میزان میں لکھتے ہیں

. ہائی بن ہائی [د، ت، ق]. عن علی رضی اللہ عنہ

. قال ابن المدینی: مجهول. وقال النسائی: ليس به بأس

ابن المدینی کہتے ہیں یہ مجهول ہے اور نسائی کہتے ہیں اس میں برائی نہیں ہے

الذہبی نے نسائی کی رائے کو ترجیح دی ہے

ابن سعد طبقات میں کہتے ہیں وَكَانَ يُنْتَبِغُ، وَكَانَ مُنْكَرَ الْحَدِيثِ یہ شیعہ تھے منکر الحدیث ہیں دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فہم لین میں الذہبی نے اس کا شمار مجہولین میں کیا ہے یعنی الذہبی مختلف کتابوں میں رائے بدلتے رہے محدث ابن حبان جو امام الرضا کی قبر سے فیض حاصل کرتے ہیں وہ اس روایت کو صحیح ابن حبان میں نقل کرتے ہیں

إمامی الصدوق: 3/116. (3-4) البحار: 4/239/43 وص 8/263. (5-6) کنز العمال: 37682، 37693. کی روایت ہے

الإمام زين العابدين (عليه السلام): لما ولدت فاطمة الحسن (عليهما السلام) قالت لعلي (عليه السلام): سمه فقال: ما كنت لأسبق باسمه رسول الله، فجاء رسول الله (صلى الله عليه وآله) ... ثم قال لعلي (عليه السلام): هل سميت به؟ فقال: ما كنت لأسبقك باسمه، فقال (صلى الله عليه وآله): وما كنت لأسبق باسمه ربي عز وجل. فأوحى الله تبارك وتعالى إلى جبرئيل أنه قد ولد لمحمد ابن فاطمة فأقرئه السلام وهنئه وقل له: إن عليا منك بمنزلة هارون من موسى فسمه باسم ابن هارون. فهبط جبرئيل (عليه السلام) فهنأه من الله عز وجل ثم قال: إن الله تبارك وتعالى يأمرك أن تسميه باسم ابن هارون. قال: وما كان اسمه؟ قال: شبر، قال: لسان عربي، قال: سمه الحسن، فسماه الحسن. فلما ولد الحسين (عليه السلام) ... هبط جبرئيل (عليه السلام) فهنأه من الله تبارك وتعالى ثم قال: إن عليا منك بمنزلة هارون من موسى

فسمہ باسم ابن ہارون، قال: وما اسمہ؟ قال: شبیر، قال: لسانی عربی، قال: سمہ

الحسین، فسماه الحسین

الامام زین العابدین (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ جب فاطمہ نے حسن کو جنا تو علی نے کہا اس کا نام رکھوانہوں نے کہا میں رسول اللہ سے پہلے نام نہ رکھو گی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور علی سے پوچھا نام رکھا؟ علی نے کہا نام رکھنے میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نام رکھنے میں اپنے رب پر سبقت نہیں کر سکتا پس اللہ تعالیٰ نے الوحی کی اور جبریل کو زمین کی طرف بھیجا کہ محمد کے ہاں بیٹا ہوا ہے پس ہبوط کرو ان کو سلام کہو اور تہنیت اور ان سے کہو کہ علی کی منزلت ایسی ہے جیسی ہارون کو موسیٰ سے تھی پس اس کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو پس جبریل آئے.... اور کہا اس کا نام شبیر رکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا عربی زبان میں کیا ہے؟ کہا: اس کا نام الحسن ہے پس حسن رکھو پھر جب حسین پیدا ہوئے تو جبریل آئے (یہی حکم دہرایا گیا اور من جانب اللہ نام رکھا گیا) شبیر۔ رسول اللہ نے پوچھا عربی میں کیا ہے؟ حکم ہوا حسین پس حسین رکھا گیا

تفسیر قرطبی سورہ الاعراف کی آیت ۱۵۵ میں کی تفسیر میں قرطبی التوفی ۶۷۱ھ روایت پیش کرتے ہیں

أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدِ عَنِّي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ مُوسَى وَهَارُونُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَانْطَلَقَ شَبْرٌ وَشَبِيرٌ - هُمَا ابْنَا هَارُونَ - فَأَنْتَهَوَا إِلَى جَبَلٍ فِيهِ سَرِيرٌ، فَقَامَ عَلَيْهِمَا هَارُونُ

فَقُبِضَ رُوحُهُ. فَرَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالُوا: أَنْتَ قَتَلْتَهُ، حَسَدْتَنَا عَلَى لَبْنِهِ وَعَلَى خُلُقِهِ، أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوَهَا، الشُّكُّ مِنْ سَفِيَّانَ، فَقَالَ: كَيْفَ أَقْتُلُهُ وَمَعِيَ ابْنَاهُ! قَالَ: فَاحْتَارُوا مَنْ شِئْتُمْ، فَاحْتَارُوا مِنْ كُلِّ سِبْطٍ عَشْرَةً. قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ”وَاحْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا“ فَأَنْتَهَوْا إِلَيْهِ، فَقَالُوا: مَنْ قَتَلَكَ يَا هَارُونَ؟ قَالَ: مَا قَتَلَنِي حَدٌّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَوَفَّانِي. قَالُوا: يَا مُوسَى، مَا تُعْصَى

عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ، علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون چلے اور ان کے ساتھ شبر و شبیر چلے پس ایک پہاڑ پر پہنچے جس پر تخت تھا اس پر ہارون کھڑے ہوئے کہ ان کی جان قبض ہوئی پس موسیٰ قوم کے پاس واپس لوٹے۔ قوم نے کہا تو نے اس کو قتل کر دیا! تو حسد کرتا تھا... موسیٰ نے کہا میں نے اس کو کیسے قتل کیا جبکہ اس کے بیٹے شبیر اور شبر میرے ساتھ تھے پس تم جس کو چاہو چنو اور ہر سبط میں سے دس چنو کہا اسی پر قول ہے وَاحْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا پس وہ سب ہارون کی لاش تک آئے اور ان سے پوچھا: کس نے تم کو قتل کیا ہارون؟ ہارون نے کہا مجھے کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے وفات دی

یعنی قرطبی نے تفسیر میں اس قول کو قبول کیا کہ شبر و شبیر ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام تھے

روایت میں عُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ، الْكُوفِيُّ ہے العلل میں احمد کہتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد: سألت (يعني أباه): عن عمارة بن عبد السلولي، قال: روى عنه أبو إسحاق.
 . (4464) «العلل

یہ کوفہ کے ہیں۔ لایروی عنہ غیر ابی اسحاق۔ «الجرح والتعديل صرف ابی اسحاق روایت کرتا ہے

امام بخاری کہتے ہیں اس نے علی سے سنا ہے جبکہ امام ابی حاتم کہتے ہیں مجہول لا یتحج بہ، قالہ ابو حاتم۔ یہ مجہول ہے دلیل مت لو

اس قصہ کا ذکر اسی آیت کی تفسیر میں شیعہ تفسیر مجمع البیان از ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی المتوفی ۵۳۸ھ میں بھی ہے

و رووا عن علي بن أبي طالب (عليه السلام) أنه قال إنما أخذهم الرجفة من أجل
 دعواهم على موسى قتل أخيه هارون و ذلك أن موسى و هارون و شبر و شبير ابني
 هارون انطلقوا إلى سفح جبل فنام هارون على سرير فتوفاه الله فلما مات دفنه موسى
 (عليه السلام) فلما رجع إلى بني إسرائيل قالوا له أين هارون قال توفاه الله فقالوا لا بل
 أنت قتلته حسدتنا على خلقه و لينه قال فاختراروا من شئتم فاختراروا منهم سبعين
 رجلا و ذهب بهم فلما انتهوا إلى القبر قال موسى يا هارون أقتلت أم مت فقال
 هارون ما قتلتني أحد و لكن توفاني الله

شیعہ عالم الموفق بن احمد بن محمد المکی الخوارزمی المتوفی سنہ 568 کتاب المناقب میں ہے کہ ایک
 دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ

الحسن والحسين ابناہ سیدا شباب اهل الجنة من الاولين والآخرين
 وسماهما الله تعالى في التوراة على لسان موسى عليه السلام ” شبر “
 و ” شبر “ لكرامتها على الله عزوجل
 علی کے بیٹے حسن و حسین اہل جنت کے پچھلوں اور بعد والوں کے جوانوں کے سردار ہیں اور اللہ
 نے ان کو توریت میں نام دیا ہے شبر و شبیر۔ یہ اللہ کا علی پر کرم ہے
 ابن شہر آشوب کتاب مناقب علی میں اسی قسم کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ توریت میں
 شبر و شبیر کا کوئی ذکر نہیں ہے

صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرئوط کہتے ہیں

قلت: وقد جاء في التسمية سبب آخر، فقد روى أحمد 159/1، وأبو يعلى
 “498”، والطبراني “2780”، والبخاري “1996” من طريقين عن عبد الله بن
 محمد بن عقيل، عن محمد بن علي وهو ابن الحنفية، عن أبيه علي بن أبي طالب أنه
 سمى ابنه الأكبر حمزة، وسمى حسيناً بعمه جعفر، قال: فدعا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم علياً، فلما أتى قال: “غيرت اسم ابني هذي”، قلت: الله ورسوله أعلم، فسمى
 حسناً وحسيناً. قال الهيثمي في “المجمع” 52/8 بعد أن نسبته إليهم جميعاً: وفيه عبد
 الله بن محمد بن عقيل، حديثه حسن، وباقي رجاله رجال الصحيح

میں کہتا ہوں اور ایک روایت میں ایک دوسری وجہ بیان ہوئی ہے پس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے
 طبرانی نے اور البخاری نے دو طرق سے عبد اللہ بن محمد سے انہوں نے ابن حنفیہ سے انہوں نے
 اپنے باپ علی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بڑے بیٹے کا نام حمزہ رکھا تھا اور حسین کا جعفر
 پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو طلب کیا اور کہا ان کے نام بدل کر حسن و حسین کر

دو

شبر و شبیر کا بھیانک انجام

اہل سنت کی تفسیر روح البیان از ابو الفداء (المتوفی: 1127ھ) کے مطابق

وكان القربان والسرچ في ابني هارون شبر وشبیر فامرا ان لا يسرجا بنار الدنيا فاستعجلا

یوما فاسرجا بنار الدنيا فوقع النار فاكلت ابني هارون

اور قربانی اور دیا جلانا، بنی ہارون میں شبر اور شبیر کے لئے تھاپس حکم تھا کہ کوئی دنیا کی آگ سے اس کو نہ جلائے لیکن ایک روز ان دونوں نے علجت کی اور اس کو دنیا کی آگ سے جلایا جس پر آگ ان دونوں کو کھا گئی

شیعہ عالم الحسین بن حمدان الحضیبی المتوفی ۳۵۸ھ کتاب الہدایۃ الکبریٰ میں بتاتے ہیں ایسا کیوں ہوا

وان شبر وشبیر ابني هارون (عليه السلام) قربا قربانا ثم سقياه الخمر وشرابا ووقفا لقربان، فزلت النار . علیہما و احرقتهما ان الخمر فی بطونهما فقتلا بذلک

اور شبر اور شبیر بنی ہارون میں سے انہوں نے قربانی دی پھر شراب پی لی اور قربانی کو وقف کیا پس آگ آسمان سے نازل ہوئی اور آگ نے ان دونوں کو جلا ڈالا کیونکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی اس بنا پر یہ قتل ہوئے

اور توریت کے مطابق

Book of Leviticus, chapter 10:

Aarons sons Nadab and Abihu took their censers, put fire in them and added incense; and they offered unauthorized fire before the Lord, contrary to his command. So fire came out from the presence of the Lord and consumed them, and they died before the Lord. Moses then said to Aaron, This is what the Lord spoke of when he said: Among those who approach me I will be proved holy; in the sight of all the people I will be honoured. Aaron remained silent.

ہارون کے بیٹے ندب اور ابیہو نے اپنے اپنے دیے لئے اس میں آگ جلائی اور اس ممنوعہ آگ کو رب پر پیش کیا اس کے حکم کے برخلاف۔ لہذا آگ رب کے پاس سے نکلی اور ان کو کھا گئی اور وہ دونوں رب کے سامنے مر گئے۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا یہ وہ بات ہے جس کا ذکر اللہ نے کیا تھا کہ تمہارے درمیان جو میرے پاس آئے میری پاکی بیان کرے۔ لوگوں کی نگاہ میں میں محترم ہوں۔ ہارون اس پر چپ رہے

واضح رہے کہ توریت کی کتاب لاوی کے مطابق ہارون کے بیٹوں کی یہ المناک وفات ہارون کی زندگی ہی میں ہوئی اور ان کا نام ندب اور ابیہو ہے نہ کہ شبر و شبیر

یہود کے ایک مشہور حبر راشی

کے بقول ندب اور ایہ ہو کا یہ بھیانک انجام شراب پینے کی بنا پر ہوا

AND THERE WENT OUT FIRE — Rabbi Eleizer said: the sons of Aaron died only because they gave decisions on religious matters in the presence of their teacher, Moses (Sifra; Eruvin 63a). Rabbi Ishmael said: they died because they entered the Sanctuary intoxicated by wine. You may know that this is so, because after their death he admonished those who survived that they should not enter when intoxicated by wine (vv. 8—9). A parable! It may be compared to a king who had a bosom friend, etc., as is to be found in Leviticus Rabbah (ch. 12; cf. Biur).

http://www.sefaria.org/Rashi_on_Leviticus.10.3?lang=en

اس طرح شیعہ کتب اور بعض قدیم یہودی احبار کا اجماع ہے کہ شر اور شبیر کا آگ سے خاتمہ ہوا

دور نبوی میں توریت ایک طومار کی صورت میں صرف علماء اہل کتاب کے پاس تھی۔ عام مسلمان تک اس کی رسائی نہیں تھی۔ دوم اس کی زبان بھی غیر عرب تھی۔ اس لئے عرب مسلمان تو صرف یہ جانتے تھے کہ یہ ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام ہیں لیکن ان کے بھیانک

انجام سے بے خبر تھے۔ شبر و شبیر کے نام حسن و حسین کو دینا جو عذاب الہی سے قتل ہوئے کی اور کیا وجہ ہوئی؟ شبر و شبیر ابن سبائے کے ایجاد کردہ نام ہیں جس کو سبائوں نے حسن و حسین سے منسوب کر دیا

اس سے یہ واضح ہے کہ سبائیوں کا ایجنڈا تھا کہ کسی نہ کسی موقع پر حسن و حسین کو شبر و شبیر بنا ہی دیا جائے گا یعنی قتل کیا جائے گا

عقیدہ رجعت کی تبلیغ

قرن اول میں امت میں ایک عقیدہ پھیلایا گیا جس کو عقیدہ الرجعت یا رجعت کہا جاتا ہے۔ اس عقیدے کے اہل سنت انکاری ہیں اور شیعہ اقراری ہیں۔ عقیدہ الرجعت کیا ہے کتب شیعہ سے سمجھتے ہیں

سورہ البقرہ کی آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اِلَافٌ حِزْرٌ الْمَوْتُ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مَوْتُوا ثُمَّ اَحْيَاہُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلٰی النَّاسِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (243) پر بحث کرتے ہوئے شیعہ عالم ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی المتوفی ۴۶۰ھ تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں

وَفِي الْاَيَةِ دَلِيلٌ عَلَى مَنْ اُنْكَرَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَالرَّجْعَةَ مَعًا، لِانَّ الْاَحْيَاءَ فِي الْقَبْرِ، وَفِي الرَّجْعَةِ مِثْلُ اَحْيَاءِ هَؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اَحْيَاہُمْ لِلْعِبْرَةِ

اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر جو عذاب قبر کا اور رجعت کا انکار کرے کیونکہ قبر میں زندہ ہونا اور رجعت میں ان کی مثل ہے جن کا ذکر آیت میں ہے جن کو کو عبرت کے لئے زندہ کیا گیا

آیت فرحین بما آتاهم اللہ من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم إلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (170) کی تفسیر میں ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی المتوفی ۵۴۸ھ لکھتے ہیں

وفی الآیۃ دلیل علی ان الرجعة الی دار الدنیا جائزۃ لا قوام مخصوصین
اور اس آیت میں دلیل ہے کہ دار دنیا میں مخصوص اقوام کی رجعت جائز ہے
آیت ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (56) کی تفسیر میں شیعہ عالم تفسیر میں تفسیر مجمع البیان لکھتے ہیں

و استدلال قوم من أصحابنا بهذه الآیة علی جواز الرجعة و قول من قال إن الرجعة لا تجوز إلا فی زمن النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیکون معجزا له و دلالة علی نبوته باطل لأن عندنا بل عند أكثر الأمة یجوز إظهار المعجزات علی أیدی الأئمة و الأولیاء و الأدلة علی ذلك مذکورة فی کتب الأصول

اور ہمارے اصحاب کی ایک قوم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے رجعت کے جواز پر اور کہا کہ جس نے کہا رجعت جائز نہیں ہے سوائے دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ معجزہ ہوتا ان کی نبوت کی دلیل پر تو یہ باطل قول ہے کیونکہ ہمارے اکثر ائمہ اور اولیاء کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور جائز ہے جس پر دلائل مذکورہ کتب اصول میں موجود ہیں
ائمہ شیعہ کے مطابق الرجعة کا ایک خاص وقت ہے جس کا انکار لوگوں نے کیا کیونکہ وہ اس کی تاویل تک نہیں پہنچ سکے

تفسیر نور ثقلین از عبد علی بن جمعة العروسی الحویزی المتوفی ۱۱۱۲ھ کے مطابق

اہل تشیع میں یہ عقیدہ اصلاً ابن سبا سے آیا۔ یہود بھی رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے مطابق مسیح آ کر مردوں کو زندہ کرے گا

اس کی دلیل بائبل کی کتاب یسعیاہ باب ۲۶ آیت ۱۹ ہے

Your dead shall live; their bodies shall rise.

You who dwell in the dust, awake and sing for joy

For your dew is a dew of light,

and the earth will give birth to the dead.

تمہارے مردے جی اٹھیں گے ان کے اجسام زندہ ہوں گے
تم وہ جو خاک میں ہوا اٹھو اور گیت گاؤ
کیونکہ تمہاری اوس، روشنی کی شبنم ہے
اور زمیں مردہ کو جنم دے گی

حزقی ایل کی کتاب میں رجعت کا ذکر ہے کہ یہود کو کس طرح جی بخشا جائے گا

Behold I will open your graves and raise you from your graves, My people; and I will bring you into the Land of Israel. You shall know that I am G-d when I open your graves and when I revive you from your graves, My people. I shall put My spirit into you and you will live, and I will place you upon your land, and you will know that I, G-d, have spoken and done, says G-d.” (Ezekiel 37:12-14)

خبردار میں تمہاری قبریں کھول دوں گا اور تم کو جی بخشوں گا میرے لوگ! اور میں تم کو ارض مقدس لاؤں گا

تم جان لو گے کہ میں ہی اللہ ہوں میں قبروں کو کھولوں گا
 اور تم کو ان میں سے اٹھاؤں گا میرے لوگ! میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا
 اور تم زندہ ہو گے اور میں تم کو تمہاری زمین پر رکھوں گا اور تم جان لو گے کہ میں رب نے جو کہا
 پورا کیا

ان آیات کی بنیاد پر یہود کہتے ہیں کہ مسیح مردوں کو بھی زندہ کرے گا اور یہی عقیدہ اہل تشیع کا
 بھی ہے جس کی قلمیں قرآنی آیات میں لگائی گئیں تاکہ اس عقیدہ کو ایک اسلامی عقیدہ ثابت
 کیا جاسکے

لہذا قرن اول میں یہ عقیدہ شیعوں میں پھیل چکا تھا اور اہل سنت اس کا انکار کرتے تھے کہ
 رجعت ہوگی البتہ کچھ شیعہ عناصر نے اس کو بیان کیا جو کوفہ کے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
 عنہ کے شاگرد تھے۔ اب آپ کبریٰ صغریٰ کو ملائیں۔ ابن سبا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں
 یمن سے حجاز آیا اپنا عقیدہ پھیلانے لگا اور وہاں سے مصر اور عراق میں آیا۔ اسی دوران ابن
 مسعود کی وفات ہوئی عثمان کی شہادت ہوئی اور علی خلیفہ ہوئے۔ تاریخ دمشق کے مطابق وہاں
 کوفیوں میں ابن سبا بھی تھا جس نے ایک دن مجمع میں علی سے کہا

انت انت

تو، تو ہے

یعنی تو اے علی رب العالمین ہے²²۔

کتاب رجال ابن داود از ابن داود الحلی کے مطابق

عبداللہ بن سبائی (حج) رجح إلی الکفر و أظهر الغلو (کش) کان یدعی النبوة وإن علیا علیہ السلام هو اللہ،
فاستتابه علیہ السلام (ثلاثۃ ایام) فلم يرجع فأحرقه فی النار فی جملة سبعین رجلا و عوافیه ذلک

عبداللہ بن سبائی ستر میں تھا جن کو جلادیا گیا

الکشی کہتے ہیں امام جعفر نے کہا

إن عبد اللہ بن سبائی کان یدعی النبوة ویزعم إن امیر المؤمنین (علیہ السلام) هو اللہ

ابن سبائی بت کا مدعی تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ علی وہ اللہ ہیں

کتاب خلاصة الاقوال از الحسن بن یوسف بن علی بن المطهر الحلی کے مطابق

عبداللہ بن سبائی السین المہملۃ و الباء المنقطۃ تحتنا نقطۃ واحدہ غال ملعون حرقة امیر المؤمنین علیہ
السلام بالنار کان یزعم إن علیا علیہ السلام إله وإنہ نبی لعنہ اللہ

عبداللہ بن سبا کو علی نے جلوایا کیونکہ اس نے ان کو الہ کہا²³

اہل سنت کی کتب میں ۲۰ سے ۳۰ راوی ایسے ہیں جو کھلم کھلا اپنے آپ کو سبائی کہتے ہیں یا محدثین ان کو السبئی یا السبائیہ میں شمار کرتے ہیں یا وہ رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جن میں سے بعض سیف بن عمر التمیمی سے پہلے کے ہیں²⁴

23

حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا، وَيُخْفِيَ عَنِّي، فَقَالَ: «وَلَدٌ نَاصِحٌ أَنَا اخْتَارُ لَهُ الْأُمُورَ اخْتِيَارًا، وَأُخْفِي عَنْهُ»، قَالَ: فَدَعَا بِقَضَاءٍ عَلَيَّ، فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ، وَهَمَزُ بِهِ الشَّيْءُ، فَيَقُولُ: «وَاللَّهِ مَا قَصَى بِهَذَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلًّا»

صحیح مسلم

ابن عباس کو جب خبر ملی کہ علی نے جلوایا ہے تو انہوں نے کہا بلا شبہ علی بہک گئے ہیں

24

بعض مستشرقین نے یہودی سازش کی چھپانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ اس ابن سبا کی حکایت میں سیف بن عمر التمیمی ضعیف ہے اس کے بعد شیعہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے ائمہ پر جھوٹ گھڑنے کا اتہام لگا دیا جو ابن سبا کا ذکر کرتے آئے ہیں۔ اہل سنت میں سیف بن عمر التمیمی سے بعض روایات ابن سبا سے متعلق لی گئی ہیں لیکن کیا کتب شیعہ میں ابن سبا کی تمام خبریں سیف بن عمر التمیمی کی سند سے ہیں؟ نہیں ان کے مختلف راوی ہیں جو ثقہ سمجھے جاتے ہیں اور متقدمین شیعہ ابن سبا کو ایک حقیقی شخص سمجھتے آئے ہیں۔

السبئية سے متعلق روایات کو محمد بن حنفیہ کے بیٹے علی بن محمد بن علی نے جمع کیا تھا یعنی علی رضی اللہ عنہ کے پوتے نے اس کی خبر امام فسوی المعروفہ والتاریخ میں دیتے ہیں

وكان عبد الله جمع إحدیث السبئية

اور عبد اللہ نے السبئية کی روایات جمع کیں

مورخین کے نزدیک السبئية سے مراد وہ قبائل بھی ہیں جو یمن میں آباد تھے اور وہیں سے ابن سبا کا تعلق تھا جو یمن سے کوفہ پہنچا اور مورخین کے مطابق اس کی ماں کالی تھی۔ یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ یہ اصلی یہودی بھی نہیں تھا کیونکہ یہود کے مطابق کالے لوگ اصلی یہود نہیں اگرچہ اتھوپیا میں کالے یہودی ہیں لیکن باقی یہودی ان کو اصل نہیں مانتے۔ دوسرا یہود میں نسل باپ سے نہیں ماں سے چلتی ہے²⁵

25

قرن اول میں کوفہ میں ابن سبا رجعت کا عقیدہ بھی پھیلا رہا ہے اور وہاں شیعہ زاذان ہیں جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اب اصحاب علی میں سے ہیں، وہ روایت کرتے ہیں کہ مردہ میں عود روح ہوتا ہے۔ اس بات کو زاذان سے پہلے، نہ بعد میں، کوئی روایت نہیں کرتا۔ عود روح کی یہ واحد روایت ہے جس میں صریحا جسد میں روح کے لوٹنے کا ذکر ہے۔ اس روایت کو زاذان سے ایک اور متعصب شیعہ المنہال بن عمرو روایت کرتا ہے یا عدی بن ثابت روایت کرتا ہے یہ بھی شیعہ ہیں۔ اس طرح ابن سبا کے عقیدہ رجعت کا اسلامی عقیدہ کے طور پر ظہور ہوتا ہے اور اب اہل سنت میں بھی مردہ قبر میں زندہ ہو جاتا ہے۔ عود روح کی روایت کے مطابق روح آسمان پر نہیں جا سکتی لہذا وہ قبر میں ہی رہتی ہے گویا اب صرف انتظار ہے کہ الساعہ (وہ گھڑی) کب ہو گئی۔ اہل سنت جب اس روایت کو دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں اس میں الساعہ سے مراد روز محشر ہے جبکہ الساعہ سے مراد

رجعت ہے اسی لئے امام المہدی کو القائم کہا جاتا ہے جو صحیح غلط کا فیصلہ کریں گے اور انتقام لیں گے

شیعہ کتب کے مطابق ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں

میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزند رسول کیا آپ سارے ائمہ قائم بالحق نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا: تو پھر صرف امام مہدی کیوں قائم قرار دیئے گئے ہیں اور صرف امام مہدی کو ہی کیوں القائم کہا جاتا ہے؟ فرمایا: جب میرے جد امجد امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو کائنات کے فرشتوں کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں اور سارے فرشتے بارگاہ الہی میں شدت سے روئے اور عرض کیا: پروردگارا کیا آپ بہترین بندے اور اشرف مخلوقات کے فرزند اور مخلوقات میں پسندیدہ ترین بستی کے قاتلوں کو ان کے اپنے حال پر چھوڑ دے گا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ: میرے فرشتوں پر سکون ہو جاؤ۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سے انتقام لوں گا خواہ یہ انتقال طویل زمانے گزرنے کے بعد ہی کیوں نہ ہو؛ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے آنے والے ائمہ کا دیدار کرایا تو فرشتے مسرور ہوئے اور سب نے اچانک دیکھا کہ ائمہ میں سے ایک امام کھڑے ہوئے ہیں اور نماز ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کر کے فرمایا: میں اس القائم کے ذریعے ان سے انتقام لوں گا

اس طرح عقیدہ عود روح ابن سبا کے دور میں ہی کوفہ میں شیعان علی میں پھیل چکا تھا - یہ ایک خفیہ تحریک تھی۔ علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس تحریک کا احساس دیر سے ہوا جب ابن سبا نے کھلم کھلا ان کو مجمع میں رب العالمین کہا۔ علی نے اس کے اصحاب کو مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا اور بعض اور کو جلا ڈالا - جس کی خبر، علی کے گورنر، ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں ہوئی لیکن دیر ہو چکی تھی ابن عباس نے کہا آگ کا عذاب دینے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھا۔ الغرض عقیدہ رجعت اور عقیدہ عود روح ایک ہی سکھ کے دو رخ ہیں۔ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں

علی ذوالقرنین ہیں؟

الحافظ المقدسی کی الأحادیث المختارة میں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بما قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل - قراءة عليه وأنت تسمع - أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُجِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ لَهُ الأسبابُ وبُسطَ لَهُ النُّورُ فقال: أزيذك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذی القرنین پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے؟ علی نے کہا سبحان اللہ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا۔ حبیب بن حماز نے کہا آپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا؟ پس حبیب بن حماز نے کہا: یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماک بن حرب ہے جس کو شعبہ، سفیان الثوری، صالح جزرة اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے

قال إمامنا أحمد: سماك مضطرب الحديث

جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا

سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں اکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَفِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبراهيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ، إِخْوَةُ سُفْيَانَ، عَنْ

شُعْبَةُ عَنْ سَمَكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: قِيلَ لِي فِي الْمَنَامِ إِيَّاكَ وَالْكَذِبِ إِيَّاكَ وَالنِّمِيزِ إِيَّاكَ وَالْحُومِ
النَّاسِ.

.. سَمَكُ نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو
النسائی نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گ لہذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا۔ ممکن ہے اس کا اثر ہو
البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول
میں معروف تھا
اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

کتب جرح و تعدیل میں بعض راویوں کے لئے ملتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی بادلوں
میں ہیں۔ اس عقیدے کو ابن سبأ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

البیان از جاحظ کے مطابق ان لوگوں کے لئے المعتمر شعر پڑھا کرتے تھے

وَمَنْ قَوْمٌ إِذَا ذَكَرُوا عَلِيًّا... يَرِدُونَ السَّلَامَ عَلَى السَّحَابِ
اور ایک قوم ہے کہ جب علی کا ذکر ہوا انہوں نے بادل کو سلام کیا

کتاب سیر اعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق إِسْحَاقُ بْنُ سُنَيْنٍ روایت کرتے ہیں کہ اُن
المُبَارَكِ کہتے تھے

ولا اقول على في السحاب لقد... اقول فيراذا جورا وعدوانا
اور نہیں کہتا کہ علی بادل میں ہیں مگر کہہ دوں تو یہ ظلم و زیادتی ہے

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ
جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص: 21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ
اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِبْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»،
قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ
عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا تَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ
يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فَلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ،
«وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ کی
تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی
اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ
خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تہذیب التہذیب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمی جو امام
مہدی کی روایت کے راوی ہیں، ان کے لئے بتاتے ہیں

عمرو بن جابر الحضرمی کے لئے ابو زرعة المصری کہتے تھے

قال ابن ابی مریم قلت لابن لہیعۃ من عمرو بن جابر ہذا قال شیخ منا احمق کان یقول ان علیا فی السحاب

ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لہیعۃ سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں
ابن ماجہ کی روایت جو یہ بیان کیا کرتا تھا وہ یہ ہے

حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ
الْعَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ هُبَيْرَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَمْرُو بْنُ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ
نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوطِئُونَ لِلْمَهْدِيِّ ». يَعْنِي سُلْطَانَهُ

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق سے
لوگ نکلیں گے جو المہدی کے لئے راہ ہموار کریں گے یعنی ان کی حکومت
کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں مسند ابی یعلی کے راوی فرات بن الاحنف کے لئے ابن
نمیر کہتے ہیں

قال ابن نمیر: کان من اولئک الذین یقولون: علی فی السحاب
ابن نمیر کہتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں علی بادل میں ہیں
کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں راوی مسعد بن المسیح الباہلی کے لئے کہتے ہیں

قال جعفر: قال إبي: فحرفها هؤلاء وقالوا: علي في السحاب
جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ان لوگوں نے (دین میں) تحریف کی اور کہا علی بادل میں
ہیں

کتاب بصائر الدرجات از محمد بن الحسن الصفار، تصحیح و تعلیق و تقدیم: الحاج میرزا حسن کوچه
باغی، مطبعة الأحمدي - طهران منشورات الاعلمی - طهران کے مطابق

ابو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار المتوفی سنہ ۲۹۰ جو امام الحسن العسکری کے اصحاب میں
سے تھے باب فی رکوب امیر المؤمنین ع السحاب و ترقیہ فی الأسباب و الافلاک (باب امیر
(المؤمنین علی علیہ السلام کا بادل کی سواری کرنا اور اس میں اسباب و افلاک پر بلند ہونا
میں روایت کرتے ہیں

حدیث احمد بن محمد عن الحسن بن سعید عن عثمان بن عیسیٰ عن سماعة بن مهران عن إبي بصير عن
إبي جعفر عليه السلام إنه قال إن عليا عليه السلام ملك ما في الأرض وما في تحتها فعرضت له السحابان
الصعب والذلّول فاختر الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفي الذلّول ملك ما فوق
الأرض واختار الصعب على الذلّول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلاث خراب وإربعا عوامر

(۲) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ
عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مَهْرَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ:
إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلِكٌ مَا فَوْقَ الْأَرْضِ وَمَا تَحْتَهَا فَعَرَضَتْ لَهُ السَّحَابَانِ الصَّعْبُ
وَالذَّلُولُ فَاخْتَارَ الصَّعْبَ وَكَانَ فِي الصَّعْبِ مَلِكٌ مَا تَحْتَ الْأَرْضِ وَفِي الذَّلُولِ مَلِكٌ
مَا فَوْقَ الْأَرْضِ وَاخْتَارَ الصَّعْبَ عَلَى الذَّلُولِ فَدَارَتْ بِهِ سَبْعُ أَرْضِينَ فَوَجَدَ ثَلَاثًا
خَرَابَةً وَأَرْبَعًا عَوَامِرَ.

ابی بصیر، ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی کی تمکنت میں ہے جو کچھ زمین میں اور تحت الثری میں ہے پس ان پر دو بادل پیش کیے گئے الصعب (مشکل) اور الذلول (آسانی)۔ انہوں نے الصعب کو الذلول پر منتخب کیا پس الصعب پر انہوں نے سات زمینوں کی سیر کی اور اس میں سے ایک تہائی کو ویران و برباد پایا اور باقی کو آباد

ابی جعفر ایک اور روایت میں الصعب کی تفصیل بتاتے ہیں

(۱) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَنَّهُ قَالَ: ابْتَدَأَنِي أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالَ: أَمَا إِنَّ ذَا الْقُرْنَيْنِ قَدْ خَيَّرَ السَّحَابَيْنِ فَاخْتَارَ الذَّلُولَ وَذَخَرَ لَصَاحِبِكُمُ الصَّعْبَ، قُلْتُ: وَمَا الصَّعْبُ؟ قَالَ: مَا كَانَ مِنْ سَحَابٍ فِيهِ رَعْدٌ وَبَرْقٌ وَصَاعِقَةٌ فَصَاحِبُكُمْ يَرْكَبُهُ أَمَا إِنَّهُ سَيَرْكَبُ السَّحَابَ وَيَرْقَى فِي الْأَسْبَابِ أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ خَمْسَ عَوَامِرٍ وَاثْنَتَانِ خَرَابٍ.

احمد بن محمد کہتے ہیں ابو جعفر علیہ السلام نے بات شروع کی اور کہا کہ ذوالقرنین نے دو بادلوں میں سے الذلول کو لیا اور تمہارے صاحب نے الصعب کو لیا میں نے پوچھا یہ الصعب کیا ہے؟ کہا وہ بادل جس میں بجلی، اس کی کوند اور کڑک ہے پس تمہارے صاحب (علی) اس کی سواری کرتے ہیں اور اسباب میں سے بلند ہوتے سات آسمان کی سیر کرتے ہیں...ہ

صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: ”إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلاً يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بأذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف بشير العدوي، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولار رسول اللہ نے کہا، رسول اللہ نے کہا، پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا۔ اس پر وہ ابن عباس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ آپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سن رہا ہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے۔ لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں²⁶

شیعہ راویوں نے ابن عباس پر بھی بہت جھوٹ بولا ہے - طبقات الكبرى از ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو دَاوُدَ الطَّلَيْسِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرَمَةَ، «يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «إِذَا حَدَّثَنَا ثَقَّةٌ عَنْ عَلِيٍّ بِقُتُبَا لَا نَعْدُوَهَا

ابن عباس نے کہا جب ثقہ علی سے کچھ روایت کرے تو ہم اس کو قبول کرتے ہیں

سند میں عکرمہ خارجی ہے اور سماک مضطرب الحديث ہے

الصعب اور الذلول کی اہل سنت میں کوئی حتمی رائے نہیں لیکن شیعہ کتب سے واضح ہے کہ یہ ابن سبا کا عقیدہ تھا اور ابن عباس اس پر جرح کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ابن سبا کے حامیوں کو جلائے جانے کے باوجود اس کا فلسفہ باقی رہا

علی دربار سلیمان میں بھی موجود تھے؟

اہل تشیع کے مطابق علی امم سابقہ میں بھی ظاہر ہوئے ہیں اور ان کا نام دور سلیمان میں اصف بن برخیا تھا۔ سلیمان کے دربار کے اس شخص کے بارے میں جس کو کتاب کا علم دیا دیا تھا، الکافی باب ۱۶ کی روایت ہے کہ

محمد بن یحییٰ وغیرہ ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن الفضیل قال : أخبرني شريس الوابشي ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفا وإنما كان عند آصف منها حرف واحد فتكلم به فحسف بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت أسرع من طرفة عين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفا ، وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

شریس الوابشی نے جابر سے انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہ

اللہ کے اسم اعظم کے تہتر ۳۷ حروف ہیں۔ ان میں سے اصف نے صرف ایک حرف کو ادا کیا تھا کہ اس کے اور ملکہ بلقیس کے عرش کے درمیان زمین کو دھنسا دیا گیا کہ اس نے تخت تک ہاتھ بڑھالیا اور زمین واپس اپنی جگہ لوٹ آئی۔ یہ سب پلک جھپکتے میں ہوا۔ ہمارے پاس اسم اعظم کے بہتر ۷۲ حروف ہیں۔ اللہ نے بس علم غیب میں ہم سے ایک حرف پوشیدہ رکھا ہے

کتاب بصائر الدرجات کی روایت ہے

و عن ابن بکیر، عن ابی عبد اللہ [علیہ السلام]، قال: کنت عندہ، فذکروا سلیمان وما اعطی من العلم، وما اوتی من الملک.

فقال لی: وما اعطی سلیمان بن داود؟ إنما کان عنده حرف واحد من الاسم الأعظم، وصاحبکم الذی قال اللہ تعالیٰ: قل: کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم ومن عنده علم الکتاب. وکان۔ واللہ۔ عند علی [علیہ السلام]، علم الکتاب

فقلت: صدقت واللہ جعلت فداک

ابن بکیر ابی عبد اللہ امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس تھا پس سلیمان اور ان کو جو علم عطا ہوا اس کا ذکر ہوا اور جو فرشتہ لے کر آیا پس انہوں (امام جعفر) نے مجھ سے کہا اور سلیمان بن داود کو کیا ملا؟ اس کے پاس تو الاسم اعظم کا صرف ایک ہی حرف تھا اور ان کے صاحب جن کے لئے اللہ تعالیٰ کہتا ہے: قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم ومن عنده علم الکتاب الرعد: 43 اور وہ تو اللہ کی قسم! علی علیہ السلام کے پاس ہے علم الکتاب

تفسیر القمی ج 1 ص 368 کے مطابق

عن ابی عبد اللہ [علیہ السلام]، قال: الذی عنده علم الکتاب ہو امیر المؤمنین

ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ قال الذی عنده علم الکتاب یہ امیر المؤمنین (علی) ہیں

کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اس شخص کا نام اصف بن برخیا تھا یعنی علی کرم اللہ وجہہ اس دور میں اصف بن برخیا کی شکل میں تھے

اٹھارہ ذی الحجہ یعنی عید الغدير کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کتاب السرائر - ابن إدريس الحلی - ج 1 - ص 418 میں لکھتے ہیں

وفیه اشهد سلیمان بن داود سائر رعیۃ علی استخلاف آصف بن برخیا وصیہ، وهو یوم عظیم، کثیر البرکات

اور اس روز سلیمان بن داود اور تمام عوام کو اصف بن برخیا کی خلافت کی وصیت کی اور وہ دن بہت عظیم اور بڑی برکت والا ہے

کتاب الإمامۃ والتبصرۃ از ابن بابویہ القمی میں نے اصف کی خلافت کا ذکر کیا ہے

کتاب الآمالی - الشیخ الصدوق - ص 487-488 میں اور کمال الدین و تمام النعمۃ از الشیخ الصدوق ص ۲۱۲ میں ہے

وإوصی داود (علیہ السلام) إلی سلیمان (علیہ السلام)، وإوصی سلیمان (علیہ السلام) إلی آصف بن برخیا، وإوصی آصف بن برخیا إلی زکریا (علیہ السلام)

اور داود نے سلیمان علیہ السلام کی وصیت کی اور سلیمان نے اصف بن برخیا کی وصیت کی اور اصف بن برخیا نے زکریا علیہ السلام کی وصیت کی

کتاب تحف العقول - ابن شعبہ الحرانی - ص 476-478 کے مطابق یحییٰ بن اکثم نے علی بن محمد الباقر سے سوال کیا

قلت: کتب یسألنی عن قول الله: "قال الذي عنده علم من الكتاب إنا آتیک به قبل إن یرتد إلیک طرفک" نبی الله کان محتاجا لى علم آصف ؟

میں یحییٰ بن اکثم نے پوچھا: (میرے نصیب میں) لکھا ہے کہ میں سوال کروں گا اللہ کے قول قال الذى عنده علم من الكتاب إنا آتیک به قبل إن یرتد إلیک طرفک پر کہ اللہ کا نبی کیا اصف کا محتاج تھا؟

امام الباقر نے جواب دیا

سألت: عن قول الله جل وعز: "قال الذي عنده علم من الكتاب" فهو آصف بن برخیا ولم یعجز سلیمان علیه السلام عن معرفته ما عرف آصف لكنه صلوات الله علیه إحب إن یعرف إمامته من الجن والانس إنه الحجۃ من بعده، وذلك من علم سلیمان علیه السلام إودعه عند آصف بأمر الله، ففهم ذلك لتلايه یختلف علیه فی إمامته ودلالته كما فهم سلیمان علیه السلام فی حیاة داود علیه السلام لتعرف نبوته وإمامته من بعده لتؤكد الحجۃ علی الخلق

تم نے سوال کیا کہ قول اللہ جل وعز: "قال الذى عنده علم من الكتاب" پر تو وہ اصف بن برخیا ہیں اور سلیمان عاجز نہیں تھے اس معرفت میں جو اصف کو حاصل تھی لیکن آپ صلوات اللہ

علیہ نے اس کو پسند کیا کہ اپنی جن وانس کی امت پر اس کو حجت بنادیں اس کے بعد اور یہ سلیمان کا علم تھا جو اصف کو ان سے عطا ہوا تھا۔ اس کا فہم دینا تھا کہ بعد میں امامت و دلالت پر کہیں (بنو اسرائیل) اختلاف نہ کریں جیسا ان سلیمان کے لئے داود کی زندگی میں (لوگوں کا) فہم تھا کہ انکی نبوت و امامت کو مانتے تھے تاکہ خلق پر حجت کی تاکید ہو جائے

یعنی آصف اصل میں سلیمان علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کو تھے تو ان کو ایک علم دیا گیا تاکہ عوام میں ان کی دھاک بٹھادی جائے اور بعد میں کوئی اس پر اختلاف نہ کر سکے

کتاب مستدرک الوسائل - المیزان النوری الطبری سی - ج 13 - ص 105 میں ہے کہ

العیاشی فی تفسیرہ: عن ابی بصیر، عن ابی جعفر (علیہ السلام) قال: "لما ملک سلیمان، وضع إلیس السحر، ثم کتبه فی کتاب وطواه وکتب علی ظہرہ: ہذا ما وضع آصف بن برخیا للملک سلیمان بن داود (علیہما السلام) من ذخائر کنوز العلم، من إراد کذا وکذا فلیقل کذا وکذا، ثم دفنه تحت السریر، ثم استنثارہ لم، فقال الکافرون: ماکان یغلبننا سلیمان الا بهذا، وقال المؤمنون: ہو عبد اللہ ونبیہ، فقال اللہ فی کتابہ: (واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان) ای: السحر

العیاشی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں عن ابی بصیر، عن ابی جعفر (علیہ السلام) سے کہ امام ابی جعفر نے کہا جب سلیمان ہلاک ہوئے تو ایلیس نے سحر لیا اور ایک کتاب لکھی .. (اور لوگوں کو ورغلا یا)۔ یہ وہ کتاب تھی جو اصف کو سلیمان سے حاصل ہوئی جو علم کا خزانہ ہے جو اس میں یہ اور یہ کہے اس کو یہ ملے گا پھر اس سحر کی کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر اس کو (دھوکہ دینے کے لئے واپس) نکالا اور کافروں نے کہا ہم پر سلیمان غالب نہیں آسکتا تھا سوائے اس (جادو) کے (زور سے) اور ایمان والوں نے کہا وہ تو اللہ کے نبی تھے پس اللہ نے اپنی کتاب میں

کہا اور لگے وہ (یہود) اس علم کے پیچھے جو شیطین ملک سلیمان کے بارے میں پڑھتے تھے یعنی

جادو

یعنی شیعوں کے نزدیک اصف بن برخیا اصل میں سلیمان علیہ السلام کے امام بنے اور وہ ایک خاص علم رکھتے تھے بعض کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس دور میں وہ اصف بن برخیا کہلاتے تھے یہاں تک کہ اصف نے مریم علیہ السلام کے کفیل زکریا علیہ السلام کے وصی ہونے کی وصیت کی گویا اصف کئی ہزار سال تک زندہ ہی تھے پتا نہیں شیعوں کے نزدیک اب وفات ہو گئی یا نہیں²⁷

27

اصف بن برخیا کا کردار اصلا یمنی یہودیوں کا پھیلایا ہوا ہے جو اغلبا عبد اللہ ابن سبا سے ہم کو ملا ہے اگرچہ اس بات کی کوئی صریح دلیل نہیں ہے لیکن شواہد بتاتے ہیں کہ اصل میں چکر کچھ اور ہی ہے۔ اصف بن برخیا کا ذکر بائبل کی کتاب تواریخ میں ہے

Asaph the son of Berechiah, son of Shimea

اس نام کا ایک شخص اصل میں غلام بنا جب اشوریوں نے مملکت اسرائیل پر حملہ کیا۔ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد نبی اسرائیل میں پھوٹ پڑی اور ان کی مملکت دو میں تقسیم ہو گئی ایک شمال میں تھی جس کو اسرائیل کہا جاتا تھا اور دوسری جنوب میں تھی جس میں یروشلم تھا اور اس کو یہودا کہا جاتا تھا۔ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے کئی سو سال بعد ختم ہونے والی ان دو ریاستوں میں بادشاہت رہی اور کہیں بھی اتنی طویل مدت تک زندہ رہنے والے شخص کا ذکر ملتا

سلیمان علیہ السلام (وفات ۱۰۲۲ ق م) کے بعد ان کے بیٹے رہویم خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد مملکت دو حصوں میں ٹوٹ گئی جس میں شمالی سلطنت کو ۷۱۹ قبل مسیح میں اشوریوں نے تباہ کیا - یعنی مفسرین کے مطابق ۳۰۳ سال بعد جب اشوریوں نے غلام بنایا تو ان میں سلیمان کے درباری اصف بن برخیا بھی تھے جو ایک عجیب بات ہے - شمال میں اسرائیل میں دان اور نفتالی کے یہودی قبائل رہتے تھے جو اشوریوں کے حملے کے بعد یمن منتقل ہوئے اور بعض وسطی ایشیا میں آرمینیا وغیرہ میں - دان اور نفتالی قبائل کا رشتہ اصف بن برخیا سے تھا

کیونکہ وہ مملکت اسرائیل کا تھا اور وہیں سے غلام بنا اور چونکہ یہ ایک اہم شخصیت ہو گا اسی وجہ سے اس کے غلام بننے کا خاص طور پر بائبل کی کتاب میں ذکر ہے۔ ابن سبا بھی یمن کا ایک یہودی تھا جو شاید انہی قبائل سے ہو گا جن کا تعلق دان و نفتالی قبائل سے تھا۔ پر لطف بات ہے کہ ان میں سے ایک قبیلے کا نشان ترازو تھا اور عدل کو اہمیت دیتا تھا جو ان کے مطابق توحید کے بعد سب سے اہم رکن تھا - شمال میں امراء پر جھگڑا رہتا تھا اور ان پر قاضی حکومت کرتے تھے ایک مرکزی حکومت نہیں تھی یہاں تک کہ آج تک ان کے شہر کو

Tel Dan

یا

Tel Qadi

کہا جاتا ہے

یعنی اس قبیلہ میں امراء کے خلاف زہر اگلنا اور عدل کو توحید کے بعد سب سے اہم سمجھنا پہلے سے موجود ہے اور ابن سبا نے انہی فطری اجزا کو جمع کیا اور اس پر مصر میں اپنا سیاسی منشور مرتب کیا۔ اصف بن برخیا اصل میں یہود کی جادو کی کتب کا راوی ہے اور اس سے منسوب ایک کتاب کتاب الاجنس ہے جس میں انبیاء پر جادو کی تہمت ہے اس قسم کے لوگ جن پر اشوری قہر الہی بن کر ٹوٹے ان کو مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کا درباری بنا کر ایک طرح سے جادو کی کتاب کے اس راوی کی ثقافت قبول کر لی - بائبل ہی میں یہ بھی ہے کہ اصف نام کا ایک شخص داود علیہ السلام کے دور میں ہیکل میں موسیقی کا ماہر تھا - کتاب سلاطین میں پہلے ہیکل میں موسیقی کا کوئی ذکر نہیں جبکہ کتاب تواریخ میں اس کا ذکر ہے لہذا اس پر اعتراض اٹھتا ہے کہ موسیقی کا عبادت میں دخل بعد میں کیا گیا ہے جو اغلباً عزیر اور نجمیہ نے کیا ہو گا اور انہوں نے جگہ جگہ اصف کا حوالہ موسیقی کے حوالے سے شامل کیا۔ داود علیہ السلام اسلامی روایات کے مطابق موسیقی اور سازوں کی مدد سے عبادت نہیں کرتے تھے یہ یقیناً اہل کتاب کا اپنے دین میں اضافہ ہے اور اس میں انہوں نے اصف نام کا ایک شخص گھڑا جو موسیقار تھا اور مسجد سلیمان ہر وقت موسیقی سے گونجتی رہنے کا انہوں نے دعویٰ کیا اور اس کو سند دینے کے لئے اصف کو پروبتوں کے قبیلہ لاوی سے بتایا پھر اس کی

ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ البغدادی (المتوفی: 360ھ) کتاب الشریعہ میں لکھتے ہیں

، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَنْ الَّذِي قَتَلَهُ؟ قِيلَ لَهُ: طَوَائِفُ أَشْقَاهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقْتُلُهُ حَسَدًا مِنْهُمْ لَهُ وَبَغْيًا , وَأَرَادُوا الْفِتْنَةَ وَأَنْ يُوقِعُوا الصَّغَائِنَ بَيْنَ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , لِمَا سَبَقَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّقْوَةِ فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ أَعْظَمُ , فَإِنْ قَالَ: فَمِنْ أَيْنَ اجْتَمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ؟ قِيلَ لَهُ: أَوَّلُ ذَلِكَ وَبَدَأُ شَأْنَهُ أَنْ بَعْضَ الْيَهُودِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ السُّودَاءِ وَيُعْرَفُ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَأٍ لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ رَعَمٌ أَنَّهُ أَسْلَمَ , فَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ , فَحَمَلَهُ

مدت عمر کو اتنا طویل کہ وہ داود و سلیمان سے ہوتا ہوا اشوریوں کا قیدی تک بنا - یہ سب داستان بائبل کی مختلف کتب میں ہے جس کو ملا کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے

اسلامی کتب میں الفہرست ابن ندیم میں بھی اس کا ذکر ہے یہاں بات کو بدل دیا ہے

وكان يكتب لسليمان بن داود آصف بن برخيا - اور اصف بن برخيا سليمان کے لئے لکھتے تھے

یعنی اصف بن برخیا ایک کاتب تھے نہ کہ موسیقار

اصف کو یہود ایک طبیب بھی کہتے ہیں اور اس سے منسوب ایک کتاب سفر ریفوط ہے جس میں بیماریوں کا ذکر ہے

زبور کی مندرجہ ذیل ابیات کو اصف کی ابیات کہا جاتا ہے

Asaph Psalm 50, 73, 74,75,76,77,78,79,80,81,82,83

الْحَسَدُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِصَحَابَتِهِ ، وَلِلْإِسْلَامِ ، فَانْعَمَسَ فِي
 الْمُسْلِمِينَ ، كَمَا انْعَمَسَ مَلِكُ الْيَهُودِ بُولُسُ بْنُ شَاوَدَ فِي النَّصَارَى حَتَّى
 أَضَلَّهُمْ ، وَفَرَّقَهُمْ فِرْقًا ، وَصَارُوا أَحْزَابًا ، فَلَمَّا تَمَكَّنَ فِيهِمُ الْبَلَاءُ
 وَالْكَفْرُ تَرَكَهُمْ ، وَقَصَّئُهُ تَطُولُ ، ثُمَّ عَادَ إِلَى التَّهَوُّدِ بَعْدَ ذَلِكَ ، فَهَكَذَا
 عَنِ اللَّهِ بَنُ سَبَأٍ ، أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ ، وَأَظْهَرَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ
 الْمُنْكَرِ ، وَصَارَ لَهُ أَصْحَابٌ فِي الْأَمْصَارِ ، ثُمَّ أَظْهَرَ الطَّعْنَ عَلَى
 الْأُمَرَاءِ ، ثُمَّ أَظْهَرَ الطَّعْنَ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، ثُمَّ طَعَنَ عَلَى
 أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، ثُمَّ أَظْهَرَ أَنَّهُ يَتَوَلَّى عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ ، وَقَدْ أَعَادَ اللَّهُ الْكَرِيمُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَوَلَدَهُ وَذُرِّيَّتَهُ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمْ مِنْ مَذْهَبِ ابْنِ سَبَأٍ وَأَصْحَابِهِ السَّبَائِيَّةِ ، فَلَمَّا تَمَكَّنَتِ الْفِتْنَةُ
 وَالضَّلَالُ فِي ابْنِ سَبَأٍ وَأَصْحَابِهِ ، صَارَ إِلَى الْكُوفَةِ ، فَصَارَ لَهُ بِهَا
 أَصْحَابٌ ، ثُمَّ وَرَدَ إِلَى الْبَصْرَةِ فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ ، ثُمَّ وَرَدَ إِلَى
 مِصْرَ ، فَصَارَ لَهُ بِهَا أَصْحَابٌ ، كُلُّهُمْ أَهْلُ ضَلَالَةٍ ، ثُمَّ تَوَاعَدُوا
 الْوَفْقَ ، وَتَكَاتَبُوا لِيَجْتَمِعُوا فِي مَوْضِعٍ ، ثُمَّ يَصِيرُوا كُلُّهُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ ،
 لِيَقْتُلُوا الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا فَفَعَلُوا ، ثُمَّ سَارُوا إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَقَتَلُوا عُثْمَانَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، وَمَعَ ذَلِكَ فَأَهْلُ الْمَدِينَةِ لَا يَعْلَمُونَ حَتَّى وَرَدُوا
 عَلَيْهِمْ ، فَإِنْ قَالَ : فَلَمْ لَمْ يُقَاتِلْ عَنْهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ ؟ قِيلَ لَهُ : إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَصَحَابَتَهُ لَمْ يَعْلَمُوا حَتَّى
 فَاجَأَهُمُ الْأَمْرُ ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمَدِينَةِ جَيْشٌ قَدْ أُعِدَّ لِحَرْبٍ ، فَلَمَّا فَاجَأَهُمْ ذَلِكَ
 اجْتَهَدُوا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فِي نُصْرَتِهِ وَالْدَّبِّ عَنْهُ ، فَمَا أَطَافُوا ذَلِكَ وَقَدْ
 عَرَضُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى نُصْرَتِهِ وَلَوْ تَلَفَتْ أَنْفُسُهُمْ ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ وَقَالَ :
 أَنْتُمْ فِي جِلٍّ مِنْ بَيْعَتِي ، وَفِي حَرَجٍ مِنْ نُصْرَتِي ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ
 أَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سَالِمًا مَظْلُومًا ، وَقَدْ خَاطَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
 وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَثِيرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ لِهَؤُلَاءِ الْقَوْمِ
 بِمُخَاطَبَةٍ شَدِيدَةٍ ، وَغَلْظُوا لَهُمْ فِي الْقَوْلِ ، فَلَمَّا أَحْسَوْا أَنَّ أَصْحَابَ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَتَوْا عَلَيْهِمْ ؛ أَظْهَرَتْ كُلُّ فِرْقَةٍ
 مِنْهُمْ أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الصَّحَابَةَ ، فَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي
 طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، وَزَعَمَتْ أَنَّهَا تَتَوَلَّاهُ ، وَقَدْ بَرَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

مِنْهُمْ , فَمَنْعُوهُ الْخُرُوجَ وَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ طَلْحَةَ , وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ
يَتَوَلَّوْنَهُ , وَقَدْ بَرَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ , وَلَزِمَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ بَابَ الزُّبَيْرِ
وَزَعَمُوا أَنَّهُمْ يَتَوَلَّوْنَهُ , وَقَدْ بَرَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ , وَإِنَّمَا أَرَادُوا أَنْ
يَشْغَلُوا الصَّحَابَةَ عَنِ الْإِنْتِصَارِ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , وَلَبَسُوا عَلَى
أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَمْرَهُمْ لِلْمَقْدُورِ الَّذِي قَدَّرَهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ عُثْمَانَ يُقْتَلُ
مَظْلُومًا , فَوَرَدَ عَلَى الصَّحَابَةِ أَمْرٌ لَا طَاقَةَ لَهُمْ بِهِ , وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ
عَرَضُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِيَأْذَنَ لَهُمْ بِنُصْرَتِهِ مَعَ قَلَّةٍ
عَدَدِهِمْ , فَأَبَى عَلَيْهِمْ , وَلَوْ أَدِنَ لَهُمْ لَقَاتَلُوا

اس اقتباس میں اسجڑی نے سیف بن عمر کی مرویات کی بنیاد پر اپنی تھیوری پیش کی کہ عثمان
رضی اللہ عنہ کا قتل ابن سبائے نے کروایا جو بعد میں ابن کثیر اور الذہبی نے بھی اپنی تاریخ میں
بیان کی

علی کے گورنر

اکثر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اقریبہ پروری کرتے تھے اور اپنے رشتہ داروں کو گورنر مقرر کرتے تھے لیکن تاریخ میں موجود ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے بنو ہاشم کو سب پر فوقیت دی اور اصغر کو الکابر پر فوقیت دی مثلاً سعد بن عبادہ کے بیٹے کو گورنر مقرر کر دیا جبکہ اکابر اصحاب رسول بھی علی کے ساتھ تھے۔ ابو مسعود ثقفی، علی کے سالے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹوں عبداللہ، عبید اللہ، قثم یہ سب علی کے چچا زاد برادر ہیں۔ مالک الاشتر، علی کے دوست ہیں۔ اور محمد بن ابی بکر ان کے لے پالک یا سوتیلے بیٹے ہیں۔ اس طرح علی نے خلفائے اربعہ میں سب سے بڑھ کر اقربا و احبا کو گورنر کیا ہے

شہر/خلفاء	عثمان رضی اللہ عنہ	علی رضی اللہ عنہ
بیت المال	عبد اللہ بن الأرقم	
امیر حج	عبد الرحمن بن عوف -- ابن عباس	قثم بن عباس بن عبد المطلب علی کی جانب سے۔ یزید بن شجرة الرهاوي معاویہ کی جانب سے - پھر معاملہ ختم ہوا کہ امیر شیبہ بن عثمان ہوں گے
مدینہ		سہل بن حنیف -- تمام بن العباس یا قثم بن عباس -- أبا أيوب الأنصاري -- رجلا من الأنصار

مکہ		ابو قتادہ پھر قثم بن عباس
یمن		عبید اللہ بن عباس
کوفہ	المغیرہ بن شعبہ -- ان کے بعد سعد بن ابی وقاص -- ان کے بعد سن ۳۵ ھ میں الولید بن عقبہ بن ابی معیط	عمارہ بن حسان جنگ جمل کے دوران ابو مسعود صفین کے دوران ہانی بن ھوذه جنگ نہروان کے دوران سن ۳۶ ھ عمارۃ بن شہاب
بصرہ	الْحَصَيْنِ بْنِ أَبِي الْحَرِّ -- عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ ابو موسیٰ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ --- عَاصِمَ بْنِ عَمْرٍو --	عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلة
شام		سہل بن حنیف
مصر	عمرو بن العاص -- سن ۳۷ ھ	قیس بن سعد بن عبادہ --- محمد بن ابی بکر --

عبد الله بن سعد بن أبي سرح	مالک الاشتر	
-------------------------------	-------------	--

امت میں قرن اول میں قریشی ہی حاکم ہو سکتا تھا۔ اس کے مقابلے پر روایات بیان کی جا رہی تھیں تاکہ اس حدیث کا اثر کم کیا جاسکے۔ مثلاً ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ کسی گورے کو کسی کالے پر فضیلت نہیں ہے۔ یہ روایت کتاب حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء از ابو نعیم الناصبہانی (التوفی: 430ھ) کی ہے

حدثنا أبو عمرو بن حمدان، قال: ثنا الحسن بن سفيان، قال: ثنا العلاء بن سلمة البصري قال: ثنا شيبه أبو قلابة القيسي، عن الجريري، عن أبي نضرة، عن جابر، رضي الله تعالى عنه قال: "خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وسط أيام التشريق في حجة الوداع، فقال: «يا أيها الناس ألا إن ربكم واحد، ألا إن ربكم واحد، ألا لا فضل لعجمي على عربي، ولا لأسود على أحمر، ولا لأحمر على أسود إلا بالتقوى، إن أكرمكم عند الله أتقاكم، ألا هل بلغت؟» قالوا: بلى يا رسول الله، قال: «فليبلغ الشاهد الغائب

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا ایام تشریق کے وسط میں حجۃ الوداع پر اور فرمایا اے لوگوں خبردار تمہارا رب ایک ہے خبردار تمہارا رب ایک ہے خبردار کسی عجمی کی کسی عربی پر فضیلت نہیں ہے نہ کسی کالے شخص کی کسی سرخ شخص پر ہے، نہ کسی سرخ کی کالے پر ہے

سوائے تقویٰ کے اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے جو متقی ہے خبردار کیا میں نے پہنچا دیا؟ ہم نے کہا جی یا رسول اللہ - فرمایا پس جو موجود ہے وہ اس تک پہنچائے جو یہاں غائب ہے

سند میں شَيْبَةُ أَبُو قَلَابَةَ الْقَيْسِيُّ مجہول ہے

یہ روایت شعب الایمان از بیہقی میں بھی ہے

مسند احمد میں ہے بھی مجہول راوی ہے

حدثنا إسماعيل: حدثنا سعيد الجريري عن أبي نضرة: حدثني من سمع خطبة رسول الله صلى الله عليه وسلم في وسط أيام التشريق

مجمع ابن عساکر میں ہے

أخبرنا كثير بن سعيد بن عبد الله بن الحسين بن إسحاق أبو عبد الله بن شمالق الوكيل بقراءتي عليه ببغداد أبنا [ص:835] أبو عبد الله الحسين عن أحمد بن محمد بن طلحة النعالي أبنا أبو عمر عبد الواحد بن محمد بن عبد الله بن محمد بن مهدي ثنا القاضي أبو عبد الله الحسين بن إسماعيل المحاملي إملاء ثنا يعقوب بن إبراهيم الدورقي ثنا إسماعيل بن إبراهيم ثنا سعيد الجريري عن أبي بصرة حدثني أو قال حدثنا من شهد خطبة رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى في وسط أيام التشريق وهو على بعير فقال أيها الناس ألا إن ربكم واحد ألا وإن أباكم واحد ألا لا فضل لعربي على عجمي ألا لا فضل لأسود على أحمر إلا بالتقوى ألا قد بلغت قالوا نعم قال ليبلغ الشاهد الغائب

ان تمام سندوں کو ملا کر دیکھا جائے تو روایت کے مجہول راوی معلوم ہو جاتے ہیں مثلاً ابو نضرہ نے کہا مجھے اس نے خبر دی جس نے خطبہ سنا

وقال البیهقی: فی إسنادہ بعض من یجھل

بیہقی نے کہا اس کی سند میں بعض مجہول ہیں

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اپنے مقالہ اسلامی خلفاء و ملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ میں بیان کیا ہے کہ علی کوئی غریب و فقیر آدمی نہیں تھے جیسا غلط العام مشہور ہے

حضرت علیؓ کے فقر کی داستانیں بہت مشہور ہیں لیکن معتبر روایات اس کے برعکس ہیں۔ وہ بھی اپنے مزاج و طبیعت کی سادگی اور زہد کے باوصف ”سرمایہ دار“ تھے۔ پانچ مختلف مقامات پر ان کی زرعی زمینیں تھیں جن میں سے چار خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمائی تھیں اور بعد میں ایک حضرت عمرؓ نے عطا کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت ان زمینوں کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ دینار تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی ذرائع آمدنی تھے۔ تمام آمدنی کی سالانہ زکوٰۃ خود حضرت علیؓ کے بقول چالیس ہزار دینار نکلتی تھی۔ (ملاحظہ ہو السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶/ ص ۳۳، کتاب الخراج بیہقی بن آدم، ص ۷۸، ۸۳، فتوح البلدان ص ۲۰، البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۵۳۲)

خلافت علی کا انجام اہل کتاب کا علم

سنن ابی داؤد: کتاب السنّة (باب فی الخلفاء) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان (باب: خلفاء کا بیان) کی روایت ہے کہ نصرانیوں کو علم تھا کہ مسلمان قتال کریں گے اور عمر کو علم تھا کہ عثمان رشتہ داروں کو بھریں گے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ سَعِيدَ . 4656
 بْنَ إِيسَى الْجَزِيرِيَّ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ الْأَفْرَعِ - مُؤَدِّنِ عُمَرَ بْنِ
 الْخُطَّابِ -، قَالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الْأُسْقُفِ، فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي فِي
 الْكِتَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قَالَ: أَجِدُكَ قَرْنًا، فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدَّرَّةَ، فَقَالَ: قَرْنُ
 مَهْ؟ فَقَالَ: قَرْنُ حَدِيدٍ، أَمِنْ شَدِيدٍ، قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ، مِنْ بَعْدِي؟ فَقَالَ:
 أَجِدُهُ خَلِيفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤَيِّرُ قَرَابَتَهُ، قَالَ عُمَرُ: يَرْحَمُ اللَّهُ عُثْمَانَ - ثَلَاثًا -، فَقَالَ:
 كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ! قَالَ: أَجِدُهُ صَدًّا حَدِيدٍ، فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: يَا
 دَفْرَاهُ! يَا دَفْرَاهُ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّهُ خَلِيفَةٌ صَالِحٌ، وَلَكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِينَ
 . يُسْتَخْلَفُ، وَالسَّيْفُ مَسْلُورٌ، وَالْدَّمُ مُهْرَاقٌ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ الدَّفْرُ: النَّتْنُ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلا لایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا کیسے؟ کہا: میں

پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا ”قرن سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت سخت فولادی قلعہ، انتہائی امین۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا، صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، تین بار کہا۔ پھر پوچھا: ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہوگا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور کہا: اے بدبودار! اے بدبودار! (کیا کہہ رہے ہو؟) تو اس نے کہا: امیر المؤمنین! یہ صالح خلیفہ ہوگا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ «الدفرة» کے معنی ہیں ”بدبو“۔

یہ روایت اہل کتاب کی ہے یا نہیں یہ تو بعد کا سوال ہے پہلے اپنے ثقہ مسلمانوں سے تو نمٹ لیں۔ اس کی سند میں کون ہے؟ مجھول راوی ہے۔ شعیب البارئ موطا کہتے ہیں

إسناده ضعيف، الأقرع مؤذن عمر بن الخطاب - وإن وثقه العجلي وذكره ابن حبان - قال عنه الذهبي في “الميزان”: لا يُعرف. تفرد عنه شيخ. قلنا: فهو مجهول، ثم إن في منته نكارة شديدة.

اس کی سند ضعیف ہے الاقرع جو عمر بن خطاب کا مؤذن ہے اگرچہ اس کو عجلی نے ثقہ کہا ہے جس کا ذکر ابن حبان نے کیا ہے یہ امام الذہبی نے مطابق المیزان، میں ہے: میں اس کو نہیں جانتا... ہم کہتے ہیں یہ مجھول ہے اور اس روایت کے متن میں شدید نکارت ہے

اس کی سند میں عبداللہ بن شقیق العقیلی کا تفرد ہے جو ثقہ ہیں لیکن ناصبی مشہور ہیں

امام احمد کہتے ہیں وکان یحمل علی علی «تہذیب الکمال» 15/ (3333) . یہ علی پر الزام دھرتے

قال ابن خراش: ثقہ کان یبغض علیا ابن خراش کہتے ہیں یہ علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے
یہ روایت تنقیص عثمان و علی پر مبنی ہے۔ حقیقت میں علی نے عثمان سے بڑھ کر رشتہ داروں کو گورز کیا ہے۔

البانی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مجلس علمی دارالدعوة (نئی دہلی) کی تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر عبدالرحمن بن عبد الجبار الفریوئی کے ترجمہ کے ساتھ سنن ابو داؤد کی اس روایت کو ضعیف الاسناد قرار دیا گیا ہے
اہل حدیث مولوی زبیر علی زئی نے اس کو اسنادہ صحیح قرار دیا ہے اور مجہول اقرع کو ثقہ کہا ہے اور اس طرح اس عثمان دشمن روایت کو صحیح تسلیم کر لیا گیا

۴۶۵۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ أَبُو
عُمَرَ الصَّرِيرُ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ
سَعِيدَ بْنَ إِيسَى الْجَرِيرِيَّ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ
۳۶۵۶- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب
اقرع بنیانی بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ سنا
کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلا لایا۔ حضرت

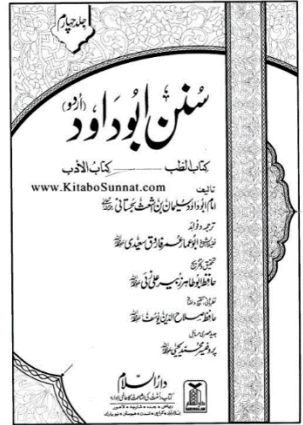
۴۶۵۵- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ۲۷۶۶، ۲۷۶۵.
۴۶۵۶- تخريج: [إسناده صحيح] ۱۵ الأقرع ثقة، وحمام بن سلمة سمع من الجريري قبل اختلاطه.

www.KitaboSunnat.com

۳۹- کتاب السنۃ

اللہ بن سَیِّبِ الْعَقْلِيِّ، عَنْ الْأَقْرَعِ مُؤَدِّنٍ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى
الْأَشَقْفِ فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ
تَجِدُنِي فِي الْكِتَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ:
كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قَالَ: أَجِدُكَ قَرْنًا. قَالَ:
فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدَّرَّةَ. فَقَالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فَقَالَ:
قَرْنٌ حَبِيدٌ أَجِيرٌ شَدِيدٌ. قَالَ: كَيْفَ تَجِدُ

عمر رضی اللہ عنہ اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر
پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: کیسے؟ کہا: میں پاتا ہوں کہ
آپ ایک قرن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر
بلند کیا اور پوچھا: ”قرن“ سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت
سخت نولادی قلندر انتہائی امین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:
جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟
کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے



اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو علم غیب تھا وہ جانتے تھے کہ عثمان اگلے
خلیفہ ہوں گے

شہادت علی

مسند ابو یعلیٰ میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي، فَشَكَّوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِهِ مِنَ الْأَوْدِ وَاللَّدِّ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ لِي: «لَا تَبْكُ يَا عَلِيُّ»، وَالتَفَتَ فَالْتَفَتْتُ، فَإِذَا رَجُلَانِ يَتَصَعَّدَانِ وَإِذَا جَلَامِيدُ تُرْضِخُ بِهَا رُءُوسَهُمَا حَتَّى تُفْضَخَ ثُمَّ يَرْجِعُ، أَوْ قَالَ: يَعُودُ، قَالَ: فَعَدَوْتُ إِلَى عَلِيٍّ كَمَا كُنْتُ أَغْدُو عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْخَرَازِينَ لَقِيتُ النَّاسَ، فَقَالُوا: قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

ابو صالح الحنفی الکوفی عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ علی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں دیکھا ان سے امت کی اولادوں سے جو ملا اس کی شکایات کی۔ پس میں رو دیا اور مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت رو علی اور... دو مرد آئیں گے اپنے سر جھکا کر پلٹ جائیں گے یا کہا لوٹ جائیں گے۔ کہا پس صبح ہوئی جیسے ہوتی تھی اور میں الخرازین تک آیا تو لوگوں سے ملا کہا امیر المؤمنین کا قتل ہوا

راقم کہتا ہے اس کی سند ضعیف ہے شریک ابن عبد اللہ النخعی ہے اس پر جرح ہے یہ مختلط ہو گیا تھا۔ دوسرا عمار بن معاویۃ الدہنی ہے یہ شیعہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب بعد الوفا منسوب کر رہا ہے کہ رسول اللہ نے علی کو موت کی خبر دی

متن منکر ہے

دوسری روایت میں ہے

فَشَكَّوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِهِ مِنَ التَّكْذِيبِ وَالْأَذَى

شکایات کی جو امت سے تکذیب و تکلیف ملی

ایک اور روایت میں ہے

وَعَنِ الْحَسَنِ - أَوْ الْحُسَيْنِ - أَنَّ عَلِيًّا - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: لَقِيتُنِي حَبِيبِي - يَعْنِي فِي الْمَنَامِ - نَبِيَّ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: فَشَكَّوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بَعْدَهُ فَوَعَدَنِي الرَّاحَةَ مِنْهُمْ إِلَّا قَرِيبَ فَمَا لَبِثْتُ إِلَّا ثَلَاثًا »

شکایات کی جو اہل عراق سے رسول اللہ کے بعد ملا پس وعدہ کیا کہ راحت قریب ہے تین دن

سے بھی قریب

اس کی سند میں مجہول ہے۔ إتحاف الخيرة میں البوصیری (التوفی: 840ھ) کا قول ہے رَوَاهُ

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ بِسَنَدٍ فِيهِ رَاوٍ لَمْ يَسْمَعْ - اس میں راوی کا نام نہیں لیا گیا

مزید یہ کہ الخرازمی نام کا عراق میں کوئی شہر نہیں ہے کتب البدان میں اس کا ذکر نہیں ملا۔ یہ

قول کتاب المطالب العالیۃ بِرَوَائِدِ الْمَسَانِدِ الثَّمَانِيَةِ کے محقق سعد بن ناصر بن عبد العزیز

الشَّعْرِي کا ہے ولم أجد لأبي منها ذكرًا في كتب البلدان.

کتاب مسند الموطا للبخاری کے مطابق

قَالَ الرَّبُّ: وَزَعَمَ نُسَابُ أَهْلِ الْيَمَنِ: أَنَّ قَحْطَانَ هُوَ يَقْطُنُ بْنُ عَبَّادٍ وَهُوَ هُوْدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بْنُ شَالِحِ بْنِ أَرْفَحَشْدَ بْنِ سَامِ بْنِ نُوحِ بْنِ لَامَكِ بْنِ مَتَوْشَلَخِ بْنِ أَخْنُوخِ بْنِ يَرْدِ بْنِ مَهْلَابِيلِ بْنِ فُسَيَانَ بْنِ أَنْوَشِ بْنِ شِيثِ بْنِ آدَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَزَعَمَ نُسَابُ أَهْلِ الْحِجَازِ: أَنَّ قَحْطَانَ بْنُ يَمَنَ بْنِ بَنَتِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَلِيلِ الرَّحْمَنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

الزبیر نے کہا اہل نسب کا دعویٰ ہے کہ قحطان یمنی ہیں جو ہود علیہ السلام بن شلح بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلح بن اخنوخ بن یرد بن مہلابیل بن فسیان بن انوش بن شیت بن آدم کی نسل سے ہیں

قحطان اور المراد یا تجوی یا سکونی یہ قبائل کا ایک جتھہ تھا جو اپنے آپ کو قریش سے قدیم مانتا ہے اور مکہ کے جنوب میں یمن میں ہے۔ شروع میں یہ علی کے ساتھ تھے پھر مرادی و قحطانی خوارج بنے اور علی کا قتل کیا

لشکر علی میں ان کا اثر و رسوخ تھا کہ حدیث بیان کی گئی

قحطان کا کوئی شخص بھی عمل دار ہو گا کہ خلافت قریش سے نکل کر قحطان میں چلی جائے گی۔ یہ گمان بعض قحطان مخالف راویوں کو ہوا جب قحطان کی اکثریت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں شامل ہوئی اور ان کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں لڑی اور لگنے لگا کہ قحطان سے خلیفہ ہو جائے گا۔ بعض قحطانیوں نے اختلاف کیا اور بالآخر ایک قحطانی عبد الرحمن ابن ملجم بن عمرو نے علی رضی اللہ عنہ کا قتل کیا

کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب از قرطبی

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمٍ [1]، قِيلَ التَّجُوبِي، وَقِيلَ السُّكُونِي، وَقِيلَ الْحَمِيرِي. قَالَ الزُّبَيْرُ: تَجُوبُ رَجُلٌ مِنْ حَمِيرٍ، كَانَ إِصَابَ دِمَائِي قَوْمَهُ، فَلْيَايَأَى مُرَادُ فَقَالَ لَمْ: جِئْتُ إِلَيْكُمْ لِأَجُوبَ الْبِلَادَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّتَ تَجُوبُ. فَسُمِّيَ بِهِ فَهُوَ الْيَوْمُ فِي مُرَادٍ، وَهُوَ رَهْطٌ بَعْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِي ثُمَّ التَّجُوبِي، وَاصْلُهُ مِنْ حَمِيرٍ، وَلَمْ يَخْتَلَفُوا إِلَّا فِي حَلِيفٍ لِمُرَادٍ وَعَدَّاهُ فِيمَا

ابن ملجم کہا جاتا ہے تجوبی ہے کہا جاتا ہے سکونی ہے کہا جاتا ہے حمیری ہے... یہ المرادی ہے پھر تجوبی ہے جن کی اصل حمیر ہے

طبقات ابن سعد کے مطابق

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيُّ. وَهُوَ مِنْ حَمِيرٍ. وَعِدَّاهُ فِي مُرَادٍ. وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي جَبَلَةَ مِنْ كِنْدَةَ

عبدالرحمان ابن ملجم حمیر کا تھا جو کندہ کا حلیف ہے

کتاب الإنباء علی قبائل الرواة المؤلف: أبو عمرو يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ-) کے مطابق

وَبَنُو قُرْنٍ بَنِ رَدْمَانَ بَنِ نَاجِيَةَ بَنِ مُرَادٍ رَهْطٌ أُوَيْسُ الْقُرَيْشِيِّ عِدَادُ مُرَادٍ تَجُوبُ

قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ تَجُوبُ رَجُلٌ مِنْ حَمِيرٍ كَانَ إِصَابَ دِمَائِي قَوْمَهُ فَلَجَأَ إِلَى مُرَادٍ فَقَالَ جِئْتُ إِلَيْكُمْ أَجُوبُ الْبِلَادَ لِأُحَالِفَكُمُ فَقِيلَ لَهُ أَنْتَ تَجُوبُ فَسُمِّيَ بِهِ وَهُوَ الْيَوْمُ فِي مُرَادٍ رَهْطُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيِّ ثُمَّ التَّجُوبِيُّ وَأَصْلُهُمْ مِنْ حَمِيرٍ

ابن ملجم التجوبی ہے جو حمیر کا ہے

کتاب الآساب المؤلف: عبد الکريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562هـ) کے مطابق

التدوئيّ بفتح التاء المنقوطة باثنتين من فوقها وسكون الدال المهملة وهمة الواو المضمومة [4] وفي آخرها/ اللام، هذه النسبة الى تدوّل وهو بطن من مراد من جملتهم عبد الرحمن بن ملجم المرادي التدوئي أحد بني تدوّل

ابن ملجم التدوئيّ ہے المرادی ہے

کتاب سلم الوصول إلى طبقات الفحول المؤلف: مصطفى بن عبد الله القسطنطيني العثماني المعروف بـ«کاتب جلی» وبـ«حاجی خلیفه» (المتوفى 1067هـ) کے مطابق

عبد الرحمن بن ملجم التجوبی قاتل علی

التُّجَيْبِيّ: [نسبة] إلى تُجَيْب، بضم التاء وكسر الجيم وفتح، قبيلة من كندة

ابن ملجم التُّجَيْبِيّ ہے جو كندہ کا قبیلہ ہے

شیعہ کتاب اضبط المقال فی ضبط اسماء الرجال کے مطابق

تجوب: قبیلہ من حمیر حلفاء لمراد منہم ابن ملجم المرادی

تجوب: اج حمیر کا قبیلہ ہے اس کے حلفاء میں سے ابن ملجم المرادی تھا

تاریخ دمشق کے مطابق

فلما مات علي ودفن بعث الحسن بن علي إلى عبد الرحمن بن ملجم فأخرجہ من السجن ليقتله فاجتمع الناس وجأؤوا بالنفط والبوراري والنار فقالوا : نحرقة فقال عبد الله بن جعفر وحسين بن علي ومحمد بن الحنفية : دعونا حتى نشفي أنفسنا منه فقطع عبد الله بن جعفر يديه ورجليه فلم يجزع ولم يتكلم فكل عينية بمسمار محمى فلم يجزع وجعل يقول : إنك لتكحل عيني عمك بملمول ممض وجعل يقرأ : ” اقرأ باسم ربك الذي خلق الإنسان من علق ” حتى أتى على آخر السورة كلها وإن عينية لتسيلان ثم أمر به فعولج عن لسانه ليقطعه فجزع فقيل له قطعنا يديك ورجليك وسملنا عينيك يا عدو الله فلم تجزع . فلما صرنا إلى لسانك جزعت ؟ ! فقال : ما ذاك من جزع إلا أنني أكره أن أكون في الدنيا فواقا لا أذكر الله فقطعوا لسانه ثم جعلوه في قوصرة وأحرقوه بالنار والعباس بن علي يومئذ صغير فلم يستأن به بلوغه

پس جب علی کی موت ہوئی اور ان کی تدفین ہوئی۔ حسن نے ابن ملجم کی طرف لوگ بھیجے جنہوں نے اس کو قید خانہ سے نکالا تاکہ اس کو قتل کریں پس لوگ جمع ہوئے اور وہ اگ اور تیل لے آئے اور کہنے لگے اس کو ہم جلادیں گے۔ پس عبد اللہ بن جعفر اور حسین بن علی اور ابن حنفیہ نے کہا کہ یہ سب یہاں تک کہ ہمارا دل ٹھنڈا ہو۔ پس عبد اللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پیر کاٹ دیے لیکن ابن ملجم نے نہ ہی چیخ و پکار کی نہ کچھ بولا اس کی آنکھوں میں دہکتی سلاخ ڈالی گئی وہ چیخا نہیں اور بولا تو نے اپنے چچا کی آنکھ نکالی اور وہ قرأت کر رہا تھا اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الإنسان من علق یہاں تک کہ پوری سورت پڑھی اور اس کی آنکھ بہہ

رہی تھیں۔ پھر حکم دیا گیا کہ اس کی زبان کاٹ دو تو وہ چیخا۔ کہا اے اللہ کے دشمن تیرے ہاتھ پیر کاٹ دیے اور آنکھ پھوڑ دی تب تو نہ چیخا؟ اب جب زبان کی باری ہے تو چیختا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں چیخا الا یہ کہ میں نے کراہت کی کہ دنیا میں ایسا ہو جاؤں کہ اللہ کا ذکر نہ کر سکوں۔ اس کی زبان کاٹ دی گئی پھر اس پر تیل ڈال کر اس کو جلادیا گیا اور عباس بن علی اس دن چھوٹے تھے بلوغت کو نہ پہنچے تھے

مستدرک حاکم میں ہے

خَبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّقَّارُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ بَحْرٍ بْنُ بَرِّيٍّ، ثنا أَبِي، وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ بْنُ بَرِّيٍّ، ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ خُنَيْمٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُنَيْمٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ ذِي الْعَشِيرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا نَاسًا مِنْ بَنِي مُدَلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ فِي نَحْلِ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ، هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ، فَنَظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِينَا النَّوْمَ فَاِنْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاضْطَجَعْنَا فِي صُورٍ مِنَ النَّحْلِ فِي دَفْعَاءٍ مِنَ التُّرَابِ، فَنِمْنَا فَوَاسَهُ مَا أَيْقَظُنَا إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّفْعَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا تُرَابٍ» لِمَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أَحَدَيْتُكُمَا بِأَسْفَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟» قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «أَحَبُّهُمُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضُرُّ بِكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى تَبْتَلَّ هَذِهِ مِنَ الدَّمِ - يَعْنِي لِحْيَتَهُ -» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهِذِهِ الزِّيَادَةِ، إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلَى حَدِيثِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، " قُمْ أَبَا تُرَابٍ

عمار یاسر سے روایت ہے کہ غزوہ ذی العشیرہ کے موقع پر نبی کریمؐ نے علیؑ سے فرمایا اے ابو تراب! کیا میں تمہیں دو بد بخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پہلا شخص قوم ثمود کا احیمر تھا جس نے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں اور دوسرا شخص وہ ہے جو اے علیؑ تمہارے سر پر وار کرے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی (السنن کبریٰ امام نسائی، مسند احمد بن حنبل)

فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَتْنَا عَلِيَّ بْنَ بَحْرٍ قَتْنَا عِيسَى بْنَ يُونُسَ [ص: 687] قَتْنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ خُنَيْمٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرْظِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُنَيْمٍ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ: «يَا أَبَا ثَرَابٍ» لِمَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ الثَّرَابِ، قَالَ: «أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَشَقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟» فَقُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «أَحْيَمُرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى تُبَلَّ مِنْهُ هَذِهِ» يَعْنِي لِحْيَتَهُ.

اس کی سند میں محمد بن خثیم الحارثی ہے جو عمار بن یاسر سے روایت کرتا ہے

الذہبی کا میزان میں کہتا ہے فلا یدری من هو

وقد ذكره البخاري في الضعفاء

نامعلوم کون ہے۔ بخاری نے ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے

قال البخاري: قال لي إبراهيم بن موسى. أخبرنا عيسى بن يونس. قال: أخبرنا ابن إسحاق. قال: أخبرني يزيد بن محمد بن حُثَيْم، عن محمد بن كعب القرظي، عن محمد بن حُثَيْم، عن عَمَّار بن ياسر. قال: "كُنْتُ أَنَا وَعَلِي رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةٍ ...". قال أبو عبد الله البخاري: وهذا إسنادٌ لا يعرف سماع

امام بخاری کا کہنا ہے کہ یزید کا سماع محمد بن کعب سے نہیں معلوم

قال البخاري: لا يعرف سماع يزيد من محمد بن كعب القرظي. "التاريخ الكبير

قابل حیرت ہے کہ مستدرک میں امام حاکم نے اس روایت کو لکھا ہے اور امام حاکم اور الذہبی نے اس کو مسلم کی شرط پر کہا ہے جبکہ صحیح مسلم میں اس راوی سے کوئی روایت نہیں لی گئی

یہ روایت تاریخ طبری میں بھی اسی سند سے ہے۔ محقق محمد بن طاہر البرزنجی کتاب صحیح وضعیف تاریخ الطبری میں کہتے ہیں سند ضعیف ہے

کتاب الإعلام فی ایضاح ما خفی علی الإمام، تعقبات حدیثیہ علی الشیخ محمد ناصر الدین الآلبانی مع نقولات فی الرجال لسماعہ العلایہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز المؤلف: أبو عبد اللہ، فہد بن عبد اللہ بن إبراهیم السنید میں ہے

إخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ. وَوَافِقُهُ الذَّهَبِيُّ. وَهُوَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ؛ فَإِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ خَثِيمٍ وَابْنَهُ زَيْدٌ لَمْ يَخْرُجْ مُسْلِمٌ عَنْهُمَا

احمد و حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر کہا ہے اور الذہبی نے موافقت کی ہے یہ ان دونوں کا وہم ہے کیونکہ محمد بن خثیم اور اس کے بیٹے زید سے امام مسلم نے کوئی روایت نہیں لی

انیس الساری میں نبیل بن منصور بن یعقوب البصارة نے لکھا ہے

. قُلْتُ: يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَثِيمٍ وَإِبْرَاهِيمُ لِيَسَاعِلِي شَرْطَ مُسْلِمٍ لَّأَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ لِمَا شِئْنَا

یہ روایت مسلم کی شرط پر نہیں ہے

جمع الزوائد میں بیہمی کہتے ہیں اس روایت کو تابعی نے عمار سے نہیں سنا

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: «كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ [ذَاتِ] الْعَشِيرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا بِهَا نَاسًا مِنْ بَنِي مُدَلِجٍ يَعْمَلُونَ فِي عَيْنٍ لَهُمْ [فِي نَحْلِ]، فَقَالَ [لِي] عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيُقْظَانِ، هَلْ لَكَ أَنْ أَتِيَ هَؤُلَاءِ فَتَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُونَ؟ فَجِئْنَاهُمْ فَتَنْظَرْنَا إِلَى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِينَا النَّوْمَ، فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاضْطَجَعْنَا فِي صُورٍ مِنْ نَحْلِ فِي دَفْعَاءٍ مِنَ التُّرَابِ فَنِمْنَا، وَاللَّهِ مَا أَهْبَنَّا إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُحَرِّكُنَا بِرَجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّفْعَاءِ، فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِعَلِيِّ: "

أَبَا ثُرَابٍ " . لَمَّا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ الثَّرَابِ . ثُمَّ قَالَ : " أَلَا أَحَدَيْتُكُمْ بِأَشَقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ ؟ " . قُلْنَا : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ : " أَحَبُّهُمَا نَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ ، وَالَّذِي " . « - يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ هَذِهِ - يَعْنِي قَرْنَهُ - حَتَّى يَبْلَّ مِنْهُ هَذِهِ - يَعْنِي لِحْيَتَهُ

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ ، وَالْبَزَّازُ بِإِخْتِصَارٍ ، وَرَجَالَ الْجَمِيعِ مُوْتَفُونَ إِلَّا أَنَّ التَّابِعِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمَّارٍ

معلوم ہوا کہ یہ روایت منقطع ہے اور لائق اعتبار نہیں ہے

قحطان کا قبیلہ عربوں کا قدیم یعنی قبیلہ ہے جرہم کے لوگ اسی قبیلے سے نکلے تھے جن کا ایک پڑاؤ مکہ میں ہوا اور جرہم کی ایک خاتون سے اسمعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اس سے قریش نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خردی تھی کہ بارہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے

خلافت قریش سے نکل کر قحطان میں چلی جائے گی۔ یہ گمان بعض قحطان مخالف راویوں کو ہوا جب قحطان کی اکثریت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں شامل ہوئی اور ان کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں لڑی اور لگنے لگا کہ قحطان سے خلیفہ ہو جائے گا۔ بعض قحطانیوں نے اختلاف کیا اور بالآخر ایک قحطانی عبدالرحمن ابن ملجم بن عمرو نے علی رضی اللہ عنہ کا قتل کیا²⁸۔

عمران بن حطان خارجی صحیح بخاری کا راوی ہے جس نے ابن ملجم ملعون کی شان میں قصیدہ لکھا۔

کتاب النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة از آبن تغري میں تاریخ الاسلام الذهبی میں اسی طرح ابن الجوزی کی الاذکیا میں اس کا ذکر ہے

وفیہا توفي عمران بن حطان «3» السدوسي الخارجي، كان شاعر الخوارج؛ وروی عن أبي موسى وعائشة رضي الله عنهما، وكان عمران فصيحاً قبيح الشكل، وكانت زوجته جميلة، فدخل عليها يوماً وهي بزينتها فأعجبته وعلمت منه ذلك، فقالت: أبشر فإني وإياك في الجنة؛ قال: ومن أين علمت؟ قالت: لأنك أعطيت مثلي فشكرت، وأنا ابتليت بمثلك فصبرت، والصابر والشاكر في الجنة. ومن شعره:

في: عبد الرحمن ابن ملجم وقومه
يا ضربةً من تقى ما أراد بها ... إلا ليبلغ من ذي العرش رضوانا
إني لأذكره يوماً فأحسبه ... أو في البرية عند الله ميزانا
أكرم بقوم بطون الطير أقربهم ... لم يخلطوا دينهم بغياً وعدوانا

قصیدہ کا ترجمہ

ایک متقی شخص کی کیسی اچھی ضرب تھی جس کو لگانے سے اس کی نیت صرف یہ تھی کہ اللہ صاحب عرش کی رضا حاصل کرے۔ میں جب اس کو یاد کرتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ اس کا عمل اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ بھاری ہے۔ کیسی بزرگ قوم تھی جن کی قبریں زمین کے پیٹ میں بنی ہوئی ہیں جن لوگوں نے اپنے دین کو بغاوت اور سرکشی سے مخلوط نہ ہونے دیا۔ لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا تالیف امام ابن جوزی ترجمہ مولانا اشتیاق احمد صفحہ 308-309 طبع اسلامی کتب خانہ

یہ بات صحیح ہے کہ عمران خارجی ہے اور اس سے صحیح بخاری میں روایت لکھی گئی ہے بخاری نے یَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حِطَّانٍ سے روایت لی ہے اور اس کی دو روایات ہیں

روایات اصل میں دور معاویہ و علی کے دوران بنی ہیں کیونکہ قحطانی قبائل کا اثر بہت تھا۔ روایت میں بیان کیا گیا ہے شام میں سمجھا جا رہا تھا کہ علی کے خلیفہ قریشی نہیں قحطانی ہو جائے گا۔ قحطانی خلیفہ تو نہیں ہو سکے لیکن علی کا قتل کر گئے

علی کا معاویہ کے لئے حکم

الانساب از عبد الکریم بن محمد بن منصور التیمی السمعانی المروزی، ابو سعد (التونی: 562ھ) میں ہے

قال أبو حاتم بن حبان: عباد بن يعقوب الرواجني من أهل الكوفة، يروى عن شريك، حدثنا عنه شيوخنا، مات سنة خمسين ومائتين في شوال، وكان رافضيا داعية إلى الرفض، ومع ذلك يروى المناكير عن أقوام مشاهير فاستحق الترك،

پہلی حدیث

إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ

جس نے دنیا میں ریشم پہنا اس کو یہ آخرت میں اسکا حصہ نہ ملے گا

دوسری حدیث

لَمْ يَكُنْ يَتْرُكْ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِبٌ إِلَّا نَقَضَهُ

رسول اللہ گھر میں کوئی ایسی چیز جس پر صلیب ہو اس میں نقص کیے بغیر نہیں چھوڑتے

ان دو روایات کی تصحیح میں اہل تشیع، اہل سنت اور خوارج سب یک زبان ہیں تو اس میں قباحت نہیں ہے بخاری نے عمران کی کوئی ایسی روایت نہیں لکھی جس سے علی کی یا اہل بیت کی تنقیص ہوتی ہو

وہو الَّذِي رَوَى عَنْ شَرِيكَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَرٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمْ مَعَاوِيَةَ عَلَى مَنبَرِي فَاقْتُلُوهُ. قُلْتُ رَوَى عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنْ مَشَاهِيرِ الْأُئِمَّةِ مِثْلَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَخَارِيِّ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ دَاعِيَةً إِلَى هَوَاهُ، وَرَوَى عَنْهُ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَا يَفْعَلُ خَالِدٌ مَا أَمَرَ بِهِ، سَأَلْتُ الشَّرِيفَ عُمَرَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْحُسَيْنِيِّ بِالْكُوفَةِ عَنْ مَعْنَى هَذَا الْأَثَرِ فَقَالَ: كَانَ أَمْرُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنْ يَقْتُلَ عَلِيًّا ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَنَهَى عَنْ ذَلِكَ

ابن حبان نے کہا عباد بن یعقوب ایک بد مذہب کی دعوت دیتا ہے یہی ہے جو روایت کرتا ہے کہ معاویہ کو منبر پر دیکھو تو قتل کرو اور ابو بکر نے خالد کو بھیجا کہ علی کو قتل کرے پھر شر مندہ ہوئے اور اس حکم سے منع کر دیا

حسن کی خلافت پر تعیناتی

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حسن رضی کی خلافت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت علی رضی نے فرمایا نہ میں تم کو اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں تم جسے چاہو امر خلافت کے لئے بہتر سمجھو اسے مقرر کر لینا۔ یہ قول البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ علی نے کہا

قَدْ ذَكَّرْنَا أَنْ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ قَالُوا لَهُ: اسْتَخْلَفْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَدْعُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَغْنِي اسْتَخْلَافٍ

میں تم کو کسی کی طرف نہیں بلاتا اور ایسے ہی چھوڑ رہا ہوں جیسے رسول اللہ نے بغیر خلیفہ کے چھوڑا یہ قول بلا سند ہے اور ابن کثیر تاریخ میں بے پر کی بھی اڑا دیتے ہیں اور وثوق سے بیان کرتے ہیں کہ گویا یہ

مجمع الزوائد میں عبد اللہ بن سبيع کی سند سے ہے کہ علی سے کہا گیا کہ وہ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں تو علی نے کہا

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُبَيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - يَقُولُ: لَتُخَضَّبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَمَا يَنْتَظِرُ بِي الْأَشَقَى؟ قَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَخْبَرْنَا بِهِ نُبَيْرُ عِزْرَتَهُ قَالَ: إِذَا تَقَتَّلُونَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي. قَالُوا: فَاسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا قَالَ: لَا وَلَكِنْ أَتْرُكُكُمْ إِلَى مَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالُوا: فَمَاذَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اللَّهُمَّ تَرَكْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ، ثُمَّ قَبَضْتَنِي إِلَيْكَ وَأَنْتَ فِيهِمْ؛ فَإِنْ شِئْتَ أَصْلَحْتَهُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْسَدْتَهُمْ.

میں تم کو اسی طرح چھوڑ رہا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑا

اس کی سند میں عبد اللہ بن سبيع مجہول الحال ہے اور یہ متن صرف اس کی سند سے آتا ہے

مسند الزوار ۸۷۱ میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْجُنَيْدِ، قَالَا: نَا - 871 أَبُو الْجَوَابِ، قَالَ: نَا عَمَارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَزِيدَ الْجَمَانِيِّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَتُخَضَّبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ لِلْحَبِيتَةِ مِنْ رَأْسِهِ فَمَا يُحْبَسُ أَشْقَاهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُبَيْعٍ: وَاللَّهِ يَا أَمِيرَ [ص: 93] الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ أَبْرَأْنَا عِزْرَتَهُ قَالَ: قَالَ: أَتَشُدُّكَ بِإِلَهِ أَنْ تَقْتُلَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي قَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا قَالَ: لَا وَلَكِنِّي أَتْرُكُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

فَمَادَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ وَقَدْ تَرَكْنَا هَمَلًا قَالَ: أَقُولُ لَهُمْ اسْتَخْلَفْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا
لَكَ ثُمَّ قَبَضْتَنِي وَتَرَكْتُكَ فِيهِمْ

سند میں ثعلبہ بن یزید الحمّانی ہے۔ الکامل از ابن عدی میں امام بخاری کہتے ہیں اس کی روایت کی متابعت
نہیں ہے اور پھر وہ اس پر اپنی شدید جرح فیہ نظر کرتے ہیں

سَمِعْتُ ابْنَ حَمَّادٍ يَقُولُ: قَالَ الْبُخَارِيُّ ثَعْلَبَةُ بْنُ يَزِيدَ الْحَمَّانِيُّ سَمِعَ عَلِيًّا رَوَى عَنْهُ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ فِيهِ نَظَرٌ لَا يَتَابَعُ
فِي حَدِيثِهِ

اور میزان از الذہبی میں اس کا ترجمہ قائم کرتے وقت امام الذہبی لکھتے ہیں

شیعی غال۔ غالی شیعہ ہے

راقم سمجھتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ کر کے گئے کیونکہ علی شروع سے خلافت
کے متمنی تھے (اس پر بخاری کی روایت بھی ہے) اور بڑی مشکل سے وہ خلیفہ ہوئے تھے
اہل تشیع کے مطابق حسن کی خلافت کا علی نے وفات سے قبل حکم دیا²⁹

۱۔ ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے : جس وقت حضرت علی (علیہ السلام) کی رحلت ہوئی تو
عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب لوگوں کے پاس آئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا : یقیناً
امیرالمومنین علی (علیہ السلام) دنیا سے چلے گئے اور اپنا جانشین چھوڑ کر گئے ہیں ، اگر تم ان
کی دعوت کو قبول کرو گے تو وہ تمہارے پاس آئیں گے اور اگر تم پسند نہیں کرتے تو کوئی بھی
تمہیں کسی دوسرے پر مجبور نہیں کرے گا ، لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور کہا : وہ ہمارے پاس

آییں، حسن (علیہ السلام) داخل ہوئے اور ان کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا : ” اَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللَّهَ فَإِنَّا أَمْرَاءُكُمْ وَ إِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ فِينَا: (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) فَبَايَعَهُ النَّاسُ... ” (۱) - اے لوگو! خدا سے ڈرو، یقیناً ہم تمہارے امیر ہیں اور ہم ایسے اہل بیت ہیں جن کے لیے خداوند عالم نے فرمایا ہے : اے اہل بیت، خداوند عالم چاہتا ہے کہ صرف تم سے رجس و پلیدی کو اس طرح دور کر دے جو پاک کرنے کا حق ہے - پھر لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی

۲- ابن عباس نے امیرالمومنین علی (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا : ” هذا ابن بنت نبیکم و وصی امامکم فبايعوه ” (۲) یہ تمہارے نبی کی بیٹی کے فرزند ہیں اور تمہارے وصی اور امام ہیں لہذا تم ان کی بیعت کرو -

۳- ابن ابی الحدید نے خلافت کے متعلق کہا ہے : ” وعهد بها الى الحسن (علیہ السلام) عند موته ” (۳) امام علی (علیہ السلام) نے اپنی شہادت کے وقت امام حسن (علیہ السلام) کی خلافت کے لیے عہد لیا -

۴- ہیثم بن عدی کہتے ہیں : ” حدثني غير واحد ممن ادرکت من المشايخ : ان علي بن ابي طالب (علیہ السلام) اصر الامر الى الحسن ” (۴) - میں نے بعض مشایخ کو درک کیا ہے انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے کہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے امر خلافت کو حسن (علیہ السلام) کے حوالہ کر دیا تھا -

۵- جندب بن عبداللہ کہتے ہیں : علی (علیہ السلام) میرے پاس آئے ، میں نے عرض کیا : ” یا امیرالمومنین ! ان فقدناک (فلا نفقدک) فنبايع الحسن؟ قال : نعم ” (۵) - اے امیرالمومنین ! اگر ہم آپ کو درک نہ کرتے (اور خدا ایسا دن نہ دکھلائے) تو کیا حسن علیہ السلام کی بیعت کرتے ؟ آپ نے فرمایا : جی ہاں -

۶- ابوالفرج اور دوسروں نے نقل کیا ہے : جس وقت امیرالمومنین علی (علیہ السلام) کی شہادت اور لوگوں کا امام حسن (علیہ السلام) کی بیعت کرنے کی خبر ابوالاسود کو ملی تو انہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ میں کہا ” وقد اوصی بالامامہ بعده الى ابن رسول الله ” (۶) - یقیناً انہوں نے اپنے بعد رسول خدا (ص) کے فرزند امام حسن (علیہ السلام) کی وصیت کی تھی

۷- مسعودی نے نقل کیا ہے کہ امیرالمومنین علی (علیہ السلام) نے فرمایا : ” و انی اوصی الى الحسن و الحسين فاسمعوا لهما و اطيعوا امرهما ” (۷) - یقیناً میں حسن و حسین کو وصیت کرتا ہوں لہذا ان دونوں کی باتوں کو غور سے سنو اور ان کی اطاعت کرو (۸) -

حوالہ جات

1. شرح ابن ابی الحدید، ج 4، ص 8؛ الاغانی، ج 6، ص 121.
2. شرح ابن ابی الحدید، ج 16، ص 30؛ الفصول المهمه، ص 46.
3. شرح ابن ابی الحدید، ج 1، ص 57.
4. عقد الفرید، ج 4، ص 474 و 475.
5. مناقب خوارزمی، ص 278.

-
6. الأغاني، ج 6، ص 121.
7. اثبات الوصية، ص 152.
8. اهل بيت از دیدگاه اهل سنت، علی اصغر رضوانی، ص 29.